

TIGHT BINDING

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188211

UNIVERSAL
LIBRARY

فہرست

اُردو مخطوطات

حقیباً

عبدالقادر سروری ایم اے۔ ایل ایل بی

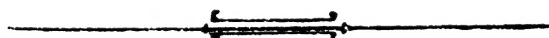
پیش نامہ

(از عابد بنجامونی عبدالحق ضرابی۔ ایڈیٹر اردو کلیہ جامعہ عثمانیہ)

کتابوں کی فہرست بڑی بھلی جیسی بھی ہو، ایک کام کی چیز ہے اور اس کے مکھنے کے لئے لیاقت درکار ہے۔ آج کل یہ خاص فن ہو گیا ہے اور اس کے مرتب کرنے کے لئے بڑی بصیرت اور معلومات کی ضرورت ہے۔ اس اصول پر جو فہرستیں لکھی جاتی ہیں وہ معلومات کا ذخیرہ ہوتی ہیں اور بجائے خود مطالعہ کے قابل ہوتی ہیں۔ البتہ ایک عیب ضرور ہے کہ بعض صاحب صرف فہرستیں پڑھ پڑھ کر اپنے آپ کو عالم سمجھنے لگتے ہیں اور یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ یہ سب کی سب کتابیں ان کی نظر سے گزر گئی ہیں۔ اس میں فہرستوں کا قصور نہیں، یہ پڑھنے والے کا ذوق اور سلیقہ ہے۔

ان فہرستوں میں کتاب اور مصنف کے متعلق وہ تمام ضروری امور

درج کر دئے جاتے ہیں جن کا علم کتاب کے مطالعے کے لئے لازم ہے۔ بعض اوقات ان میں ایسی ایسی باتیں مل جاتی ہیں جن تک سبہ پہنچنا ہر شخص کا کام نہیں۔ اس سے مرتب کی وسعت نظر اور وسعت تحقیق معلوم ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک ایک بات صد ہا اوراق اُلٹنے پلٹنے اور شب بے روز کی محنت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ یہ فہرستیں درحقیقت سینکڑوں اور ہزاروں کتابوں کا انچوڑ اور غریب مرتب کی محنت و تحقیق کا نتیجہ ہوتی ہیں خوشی کی بات ہے کہ مولوی عبدالقادر صفا سردری ایم، اے۔ ایل ایل بی نے کتب خانہ کلیہ جامعہ عثمانیہ کی اردو قلمی کتابوں کی فہرست اسی اصول پر سلیقے سے مرتب کی ہے۔ ان کی یہ محنت اور کاوش قابلِ داد ہے۔ جس سے طلبہ اور اساتذہ دونوں مستفید ہوں گے۔



فہرست

اُردو مخطوطات

کتب خانہ کلئیر جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن

عزیزتہ

عبد القادر سروری ایم اے۔ ایل ایل بی

مطبوعہ

دارالطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

حیدرآباد دکن

۱۹۶۶

فہرست

یہ فہرست جو مخطوطات کی تفصیلی کیفیت پر مشتمل ہے۔ علمی دنیا کے لئے کوئی نئی چیز نہیں۔ خود اردو یا ہندوستانی مخطوطات کی تفصیلی فہرستیں یورپ کے اکثر مستشرقین مثلاً پروفیسر بلوم ہارٹ، مین ریتھے ڈاکٹر اسپرنگر وغیرہ نے یورپی زبانوں میں لکھی ہیں مولوی سید شمس الدین قادری نے بھی بلوم ہارٹ کی فہرست اردو مخطوطات (انڈیا آفس لائبریری) کو ملخص ترجمے کی صورت میں پیش کیا تھا۔ لیکن اردو زبان میں اردو مخطوطات کی فہرست لکھنے کی کوشش شاید کسی نے اب تک نہیں کی۔ اس لئے یہ فہرست گویا اس قسم کی کوششوں کا آغاز ہے۔

اس فہرست کی ترتیب کی تحریک اس طرح ہوئی کہ ایک برفہ صدر کایہ جناب مولوی محمد عبدالرحمن خاں صاحب سہی، فارسی اور اردو کے چند مخطوطات کے متعلق گفتگو ہوئی اور کتب خانہ کلبیہ کے مخطوطات کا بھی ذکر آیا۔ اس ضمن میں جہاں موسوف نے، جن کو کلبیہ سے متعلق بہر چیز کی تنظیم کی ہمیشہ فکر رہتی ہے۔ کتب خانہ کے فارسی اور اردو مخطوطات کی فہرست بنانے کا مشورہ دیا تا کہ متعلقین ادب کو اس سے ریسرچ میں کچھ مدد

فراہم کرنے کی جس قدر زیادہ کوشش کی گئی اسی قدر کم کامیابی ہو سکی۔
 مخطوطات کے اقتباسات میں اصل سے مطابقت قائم رکھنے
 کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض مخصوص اصطلاحوں کے اردو ترجمے بھی کئے گئے
 ہیں جن میں سے (Colophon) کے لئے مولانا مناظر احسن گیلانی کی
 موضوعہ اصطلاح ”ترقیمہ“ ہر جگہ استعمال کی گئی ہے۔

اس فہرست کی ترتیب کے دوران میں مرتب کو اپنے قدیم استاد
 ڈاکٹر محمد نظام الدین بی۔ ایچ۔ ڈی (کیمبرج) پروفیسر فارسی کلیہ ہذا کے
 مشوروں اور وقت نظری سے اور مخطوطات کے مطالعے دوران میں
 مولوی یوسف الدین احمد صاحب مہتمم کتب خانہ کلیہ کے سہولتیں پیدا
 کرنے سے بڑی مدد ملی۔ جس کا مشکور ہوں۔

کلیہ جامعہ عثمانیہ (حیدرآباد دکن) {
 ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء
 عبدالقادر سروری

مشتملات

علوم اسلامی

ا - علوم قرآن

(۱) فرائد در فوائد

نمبر گنجانه (۱۳۱) صفحه ۱۴

ب - حدیث

(۲) انوار محمدی

(۱۳۲) ۲۱

ج - فقه

(۳) احکام الصلوات

(۱۳۳) ۲۲

(۴) رساله فقه

(۱۳۴) ۲۵

- (۵) رسائل شاد امین الدین عسلی (۴ ل ۳)
 (۶) رسالہ نذیریہ - (۴ ل ۴)
 (۷) سراج الایمان - (۴ ل ۵)
 (۸) فقت المبین - (۴ ل ۶)
 (۹) فقہ محفوظ خانی - (۴ ل ۷)
 خلاصۃ الکیلانی
 احکام الصلوٰۃ
 (۱۰) فقت من روی (۴ ل ۸)
 (۱۱) کنز المونین (۴ ل ۹)
 (۱۲) مجموعہ رسائل فقت (۴ ل ۱۰)
 (۱) ہزار سئلہ -
 (۲) حجت الاسلام
 (۳) کشف الخلاصہ
 (۴) وفات نامہ حضرت رسالت پناہ
 (۵) کنز المسائل -
 (۶) احکام الصلوٰات
 (۷) معراج نامہ
 (۸) نورنامہ
 (۱۳) ہدایت الہندی - (۴ ل ۱۱)

(۲) تصوف

صفحہ		
۶۶	(۱ ب ۶)	(۱۴) بلغ ارم
۶۸	(۲ ب ۶)	(۱۵) پنج گنج در سالہ ذکر جلی
۷۰	(۳ ب ۶)	(۱۶) پنجی باچھا
۷۴	(۴ ب ۶)	(۱۷) جذبات محمدی
۷۵	(۵ ب ۶)	(۱۸) جبل الورد
۷۶	(۶ ب ۶)	(۱۹) خیالات وصال
۷۸	(۷ ب ۶)	(۲۰) رسالہ قادریہ اور دیگر رسائل (۱۲)
۸۴	(۸ ب ۶)	(۲۱) من لکن اور دیگر تحریرات بحری
۹	(۹ ب ۶)	(۲۲) من لکن

تاریخ

ا - تاریخ اسلام

صفحہ

۹۱ (۱۲۲)

(۲۳) روضۃ الطہار

۹۶ (۲۲۲)

(۲۴) تلخیص نامہ محمد حنیف

۹۷ (۳۲۲)

(۲۵) نفحات الشہدا

ب - تاریخ مقامی

۹۹ (۵۲۲)

(۲۶۱) تاریخ سلاطین بہمنیہ

سیرت اور رسول

۱۔ انفرادی

صفحہ

۱۰۳ (۱۵۲)

(۲۷) اسرار احمدی

۱۰۴ (۲۵۲)

(۲۸) اعجاز احمدی

۱۰۵ (۳۵۲)

(۲۹) ریاض الجنان

۱۰۸ (۴۵۲)

(۳۰) شمال محمدی

۱۰۹ (۵۵۲)

(۳۱) غوث نامہ

۱۱۰ (۶۵۲)

(۳۲) محبوب القلوب

۱۱۲ (۷۵۲)

(۳۳) ہشت بہشت

ب۔ تذکرے

۱۱۷ (۱۵۱)

(۳۴) ریاض العارفين

۱۲۱ (۲۵۱)

(۳۵) تذکرہ جوہر فرد

لسانیات

۱۔ قواعد

صفحہ (۳۶) زبان ریختہ ہندی کی صرف و نحو (۱۳) ۱۲۳

ب۔ لغات

(۳۷) اردو لغت - (۲۳) ۱۲۴

ج۔ عروض و بلاغت

(۳۸) گلستانہ گفتار (۴) ۱۲۵

ادبیات

نظم

صفحہ ۱۲۷	(۱ ز)	(۳۹) دیوان آگاہ
۱۲۹	(۲ ز)	(۴۰) دیوان ایمان
۱۳۳	(۳ ز)	{ (۴۱) دیوان سیدار اور دیوان یقین
۱۳۵	(۴ ز)	(۴۲) دیوان جرات
۱۳۷	(۵ ز)	(۴۳) دیوان سراج
۱۳۸	(۶ ز)	(۴۴) دیوان عاشق

۱۳		
صفحہ		
۱۳۹	(۷ ذ)	(۴۵) دیوان ولی
۱۴۳	(۸ ذ)	(۴۶) دیوان ہریر
۱۴۴	(۹ ذ)	(۴۷) کلیات انشاء
۱۴۸	(۱۲ ذ)	(۴۸) دیوان انشاء
۱۴۹	(۱۱ ذ)	(۵۹) کلیات سودا

مجموعہ نظم

صفحہ		
۱۵۳	(۱۲ ذ)	(۵۰) بیاض
۱۵۴	(۱۳ ذ)	(۵۱) کلام ہندی ملک محمد جاسی
۱۵۶	(۱۴ ذ)	(۵۲) گلستہ گلشن مہانی (بیاض)
۱۵۳	(۱۵ ذ)	(۵۳) ہندی کلام کا مجموعہ معہ رسالہ راگ دھین

قصص

۱۔ منظوم قصے

صفحہ

۱۶۵ (۱۳۱ نمبر)

۱۶۷ (۱۳۲ نمبر)

۱۷۰ (۱۳۳ نمبر)

۱۷۴ (۱۳۴ نمبر)

(۵۴) بوستان خیال

(۵۵) قصہ حضرت قیام نصاریٰ

(۵۶) قصہ ملکہ مصر

(۵۷) قصہ ملکہ مصر

اور

قصہ زلیخائے ثانی

۱۷۷ (۱۳۵ نمبر)

(۵۸) ہفت سیر حاتم

ب۔ نثری قصے

۱۸۱ (۱۳۶ نمبر)

(۵۹) طوطی نامہ

مکتوبات

صفحه
۱۸۴

(۶۰۱) دستورالشر (۱۰ شماره ۱)

علمی فنون

طب بيطاری

۱۸۷

(۶۶) خنگ نوازنامه (۱ هـ)

۱۹۰

(۶۴) نسرس نامه (۲ هـ)

ب- ورزش

صفحه
۱۹۱

(۶) آئینه محاربت (۳هـ)

ج- ریاضیات

۱۹۲

(۶۳) مقولات عهدیه (۱۶۱)

قانون

۱۹۶

(۶۵۱) قانون مالگزاری (۳ ج ۱)

۱۹۸

(۶۶) هدایت نامه (۳ ج ۲)

اخلاقیات

(۶۷) سلاک الجواهر (ج ۱) ۲۰۱

اشاریہ صفحہ ۲۰۳

فہرست

اردو مخطوطات

(۱)

علوم اسلامی

(۱) علوم القرآن

(۱) فرائد و فوائد (۱)

اوراق ۵۶ سطورہ تقطیع $\frac{1}{4} \times 8 \frac{1}{2}$ ۶۱۶ سنج نستعلیق شکستہ

آئینہ خط سندہ تحریر ۱۲۷۷ سنہ ۱۸۵۸ء مولانا محمد یوسف حسین مقام

کتابت مدراس سندہ تصنیف ۱۲۱۰ھ

یہ منظوم رسالہ قرآن مجید پر مبنی ہے۔ اس کے مصنف دکن کے کثیر النفع

اور مشہور مولانا محمد باقر آگاہ شافعی قادری الہوری (نائٹلی) ہیں جو تیسرا اور سودا کے

معاصر تھے آپ کے اجداد بیجاپور کے رہنے والے تھے لیکن خود ۱۸۵۸ء ہجری میں

ایلو میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے چچا اور حضرت سید ابوالحسن قرنی سے حاصل کی پھر تکمیل کے لئے مولوی ولی اللہ کے پاس پہلے گئے جو اس زمانے میں مدراس کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔

پندرہ سال کی عمر سے نظم و نثر میں فکر سخن کرنا شروع کیا۔ سترہ سال کی عمر میں حضرت قرنی کی مدح میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش کیا تو استاد نے شاگرد کے لئے دعا کی چند ہی روز میں ان کے علم و فضل کا شہرہ تمام اطراف میں پھیل گیا۔ تدریس دان علماء و نواب والا جاہ والی کرناٹک نے ان کو طلب کر کے نواب میر الامین علی کی اتالیقی سپرد کی۔ تنخواہ دو سو روپیہ مقرر تھی۔ چند روز بعد التور کی جاگیر بھی عطا ہوئی۔ اس کے بعد آگاہ امیر و صوف کے ہمراہ مدراس گئے اور یہیں رہے۔

نواب والا جاہ ان کی بڑی عزت اور وقعت کرتے تھے۔ ۱۲۰۴ھ و ۱۲۰۵ھ میں شب بختنبہ کو انتقال ہوا۔ میلا پور کے رستے میں اپنی زرخیز دارا ضی میں فن کو گئے مولوی محمد غوث شرف الملک نے جو بڑے فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ کرناٹک کے مدارالہام بھی تھے ”مقدمات فرد العصر“ سے تاریخ نکالی ہے۔

آپ کی تصانیف عربی فارسی اور اردو دوتینوں زبانوں پر مشتمل ہیں جنکی تعداد تین سو تین بتلائی جاتی ہے حصہ نظم میں ابیات کی مجموعی تعداد پچاس ہزار سے زیادہ بتلائی جاتی ہے۔ حسب ذیل کتابیں آپ کی اردو میں ہیں:-

(۱) بہشت بہشت (۲) تحفۃ الاحباب (۳) تحفۃ النساء (۴) فرائد و فوائد

(زیر نظر) (۵) ریاض الجنان (۶) محبوب القلوب (۷) روضۃ الاسلام (۸) گلزار عشق

(۹) قصہ رضوان شاہ (۱۰) روح افزا (۱۱) خمبہ متحرکہ (۱۲) مثنوی روپ سنگار (۱۳)

۱۔ ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو معنون ”باقراگاہ“ رسالہ اردو ادب و ادب آباؤ کن (باب ۲۰ ماہ اپریل ۱۹۲۵ء) لکھنؤ پبلشر (ترجمہ فیض الحسن آگاہ) از غلام دیکٹر۔ مطبوعہ مفید عام پریس (حیدر آباد دکن) حصہ ۳۳ تذکرہ ”گلزار اعظم“ از نواب محمد غوث خاں بہا۔ مطبوعہ سرکاری (کرناٹک سلسلہ) ص ۱۷

دیوان اردو (۱۴) عقائد باقر آگاہؒ

”فرائد و فوائد“ میں قرآن مجید کے شان نزول اس کے فضائل و سورتوں کی تعداد ان کے خصائص ان کا جمع ہونا ان کے معنوں کی وسعت وغیرہ پر بحث کی گئی ہے شروع میں ایک دیباچہ شریں ہے جس میں کتاب کا نام سبب تالیف موضوع کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کتاب کے مآخذ اور شمولیات کی فہرست بھی لکھی ہے۔

اس کے مآخذ حسب ذیل ہیں:-

(۱) اتفاق (الاتقان ۶) فی علم القرآن (۲) مطلع الہدیین فہمین بوتے اجرہ برتین (۳) بزودع الہلال فی الخصال الموجبۃ للضلال (۴) الاخبار الماثورہ فی الاطلا بالنورہ (۵) مسامۃ المسموع فی صنو المسموع (۶) متفظ الدرد فی القوائد العز (۷) العجاۃ الزرنیہ فی السلالۃ الزرنیہ جو سب کی سب شیخ جلال الدین سیوطی کی تصنیف سے ہیں۔

”فرائد و فوائد“ ایک دیباچہ کے علاوہ ستائیس فائروں (فصلوں) اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

آغاز

پس از حمد خدا و نعت مختار
میں لکھتا ہوں فوائد کئے سن اے یار
نہیں ہر فائدے کو اس کے جوڑا
کردوں جو وصف میں اس کا ہے تھوڑا

یہ نسخہ گرچہ ہے ہندی میں منظوم
 بھی ہے اجمال سے ذکر اس کا مرقوم
 دلے بحر ہدایت کا کھر ہے
 طلسم کنجِ قرآن و خبر ہے
 فرائد در فوائد اس کا ہے نام
 خدا اس کو کرے خوبی سے انجام
 خاتمہ کے اشعار میں مصنف نے اس کی تصنیف کے سن مقام تصنیف
 اور تعداد ابیات کا بھی ذکر کیا ہے۔

بجہ اللہ یہ دل کش رسالہ
 کہ قرآن و خبر کا ہے رسالہ
 بہت جلدی سے تمام پایا
 چھپے اسرار کو جلوے میں لایا
 تھے بارہ سو یہ دس جب لے گرامی
 بشہر صوم پایا ہے تسمای
 تمام ابیات اس کے جو ہیں سببِ س
 ہوئے ہیں ایک ہزار و پانصد دس
 تصدق سے محمد کے الہا
 کہ اس نسخہ کے میں مقبول دلہا
 حیات و موت کرمت میں اس کی
 تو میرا حشر کر امت میں اس کی
 ترقیہ کی تحریر حسب ذیل ہے۔

دوبدست محمد یوسف حسین پانچم ماہ رمضان روز دوشنبہ وقت
دوساعت روز درپردہ مدراس فرخندہ اساس شمسۃ جلوه انصرام پانچ

(ب) حدیث

(۲) انوار محمدی ۱۱۲

اوراق ۱۴۶۔ سطور ۱۶۔ تقطیع ۳/۴ × ۶۔ نستعلیق
شکستہ آئینہ خط تحریر مصنف ہی کی معلوم ہوتی ہے سن تحریر
اور سن تالیف ۱۲۱۲ ہے۔

فن حدیث کی مستند عربی کتاب شامل ترمذی کا یہ اردو نشر میں ترجمہ
ہے جو علی جوہری المشہور بہ کرامت علی نے ۱۲۱۲ھ میں کیا۔ شکل مقامات کی
جائز تشریح بھی کی گئی ہے۔

اصل ترجمہ سے پہلے ایک مختصر سادہ بیجاچہ ہے جس میں مصنف نے
اپنا نام اور کتاب کی تالیف کا سبب بھی بتلایا ہے کہ ہندی میں اس قسم کی
کتابیں کم ہیں اور یہی چیز اس کے لکھنے کا سبب ہوئی۔ یہ کتاب بعض الفاظ
کے املا کے لحاظ سے قابل توجہ ہے۔ مثلاً ایک جگہ ”سمجھنا“ کو صادم سے بچھ
ہائے ہوز ”صبحنا“ لکھا ہے (درق ۱۳ سطر ۵) درق کے تین چوتھائی حصے
پر عربی کی عبارت ہے جس کے نیچے سطر بہ سطر اردو ترجمہ لکھا گیا ہے۔ باقی پانچ
تشریحات کے کام میں لایا گیا ہے۔

اعزاز

”سب تعریف اللہ ہی کو واسطے لایق ہے جس نے ہم سب کو
اپنے تمام مخلوقات سے افضل کرنے کے لئے آدمی بنایا اور
سب امتوں سے عزت دینے کے لئے اُمت محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم میں پیدا کیا۔ اور اس مذہب میں نجات دینے
کے لئے مذہب سنت و جماعت کا عطا کیا“.....

جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے اصل عربی متن اردو ترجمہ کے ساتھ ہی ساتھ
موجود ہے جس سے ترجمہ کی خوبیوں اور خامیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔
حتی الامکان تحت اللفظ ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

کاتب کا نام نہیں ملتا۔ بظاہر خود مصنف ہی کی تحریر معلوم ہوتی ہے
۱۲۹۹ھ میں یہ ایران میں طبع بھی ہو چکی ہے۔ خاتمہ اور ترقیمہ ایک ہی ہے۔
”الحمد للہ کہ سن بارہ سو بارون پجری نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ
والسلام۔ بہینے شوال تاریخ سولہویں میں اس کتاب کے
ترجمہ سے فراغت ہوئی“

(ج) فہرست

(۳) احکام الصلوٰۃ ۱۱۱

اوراق ۳۲ سطور، تا ۹ تقطیع ۷ × ۴ ۱/۴، ایچ خط نسخ

مصنف شاہ ملک سن تصنیف ۱۱۱۲ھ

دکھنی زبان کی مثنوی ہے۔ اس میں ارکان ایمان نماز روزہ وغیرہ کے

فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ کسی فارسی مثنوی کا ترجمہ ہے جو ۱۰۷۱ھ میں تمام ہوا چنانچہ رسالہ کے آخر میں مصنف اپنا نام سن اختتام اور تعداد ابیات بتلاتا ہے۔

یونسلیاں کون دکھنی کیا اس سبب
فہم کر کے دل میں کرے یاد سب

.....
سو یوشیں الف سے دیم لام کان
فرس کو سو دکھنی میں بولیا سے ضاف
سند یک ہزار اور ستر پوسات
کہا تھا اسی سال میں یونمکات
اڑی سو بتیان سے زیاد ہیں چار
تو کوشش تے دل بھاکی کر یاد یار
تمت وبالخیر عمت ہ

پہلا شعر ہے۔

الہی دے توفیق انسان کوں
بندگی کرے تیری دل جان سوں

پروفیسر بیوم ہارٹ نے اس کا ذکر ”شریعت نامہ“ کے عنوان سے کیا ہے (لاحظہ ہو فہرست ہندوستانی مخطوطات کتب خانہ انڈیا آفس غلط) معلوم نہیں کہ اس کی بنا کیا ہے۔ شاہ ملک بیجا پور کے رہنے والے تھے۔ ان کا زمانہ علی عادل شاہ (۱۰۶۷ھ) کا دور حکومت ہے۔

دکھنی اُردو کی خصوصیت کے متعلق پروفیسر بیوم ہارٹ نے اپنی مرتبہ

فہرست ہندوستانی خطوط انڈیا آفس لائبریری کے صفحہ ۳۸ و ۳۹ پر چھپا مور بیان کئے ہیں۔ جو خاص طور سے قابل توجہ ہیں۔

”لفظوں اور جملوں کی غیر قواعدی ترکیب سے قطع نظر بعض دیگر خصوصیات ایسی ہیں جو قدیم کئی اُردو اور موجودہ اُردو میں فرق پیدا کر دیتی ہیں۔ قواعد زبان اور دوسرے لحاظات سے ذیل کے امتیازات خاص طور سے نمایاں ہیں“

(۱) علامت فاعلی کے ”نے“ کا استعمال زمانہ ماضی فعل متعدی میں بھی بہت کم ہوتا ہے لیکن دونو حالتوں میں خواہ علامت فاعل ہو یا نہ ہو فعل حالت فاعلی میں تصور ہوتا ہے۔ اور فعل فاعل ہی سے مطابقت کرتا ہے۔ جیسے برہمنی نے کبھی اور برہمن نے کہا ”نے“ کا استعمال ”بولنا“ کے ساتھ عموماً دیکھا گیا ہے۔

(۲) ”کرنا“ کا ماضی جیشہ ”کرا“ اور مونث ”کری“ مستعمل ہے جیسے ”وہ عورت بیان کری“ دوسرے افعال میں آخری حرف بجائے ”ا“ کے ”یا“ ہوتا ہے جیسے ”جلیا“ ”اونے بولیا“

(۳) ”ان“ فارسی کی علامت جمع جاندار اور پے جان دونوں طرح کے اسموں کے علاوہ ہندی اسم کے آخر میں بھی لگائی جاتی ہے جیسے عورتاں بجائیاں باتاں سراں انکھیاں ہاتھیاں لوگاں اونٹاں۔

(۴) شخصی ضمیر میں جو متکلم یا مخاطب کے لئے استعمال ہوتی ہیں ان کے آخر میں حالت مفعولی کی علامت ”کو“ کے بجائے ”تیں“ جیسے تم کو کے لئے ”تمارے تیں“ میرے کو کے بجائے ”میرے تیں“ وغیرہ

(۵) عموماً اکثر الفاظ ہندی استعمال ہوتے ہیں مثلاً ”سوں“ بجائے ”سے“ کے اور تیں اور ”کوں“ کو کے بجائے۔ اس کے علاوہ او یا دو بجائے ”وہ“ ”انے“ ”اسنے“ کی جگہ ”اتنے“ کے بجائے ”اتے“ اور کی جگہ ”ہور“ وغیرہ

(۶) ہندی کے الفاظ میں بھی تصرف کر لیا جاتا ہے کبھی کبھی الٹا میں بھی ایک ہی آواز والے حروف مثلاً حروف سینہ اور شفوی حروف میں کوئی امتیاز قائم نہیں رکھا جاتا جیسے دیکھ کے بجائے دیکھ اٹھ کر کے بجائے اٹھ ساتھ کے بجائے "شات" کچھ کے بجائے "کچ" "بھائی" کے بجائے "باہی" "پڑھنا" کے لئے چڑھنا "بہت کی جگہ بھوت" "لگے کے مقام پر لاگے" کا استعمال ہوتا ہے۔ ذیل کی چیزیں بھی دیکھنے کے قابل ہیں مذہبوت عقربا، طرکیب، واسطے، مہوبات (برائے منہ بات) بیان کیا جاتا ہے کہ "احکام الصلوٰۃ" کا ایک اور قلمی نسخہ اللہ مر کا لکھا ہوا مدیر تاج کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۴) [رسالہ ففتہ] ۲۴/۲

(ایک رسالہ کا درمیانی حصہ ہے)

اوراق ۱۴۲ سطور ۱۲ تقطیع ۸ x ۱۲ ۱/۲ دستخط خط۔

موجودہ حصہ تیسری فصل کے آخر سے شروع ہوتا ہے۔ اگلا حصہ اور آخری

حصہ غائب ہے۔ ورق ۱۱ سے یہ عبارت شروع ہوتی ہے۔

"اور زوال نہیں ہے اور ایک صفت خدا تعالیٰ کی علم ہے

یعنی جاننا وہ خدا تعالیٰ جانتا ہے اور آگاہ ہے سب چیزوں کے

خواہ بڑی ہوں یا چھوٹی ظاہر ہوں یا پوشیدہ بلکہ جو کچھ خالق

کے دل میں ہے۔ اور ظاہر میں نہیں آئے وہ چیزیں بھی اس کے

علم سے خارج نہیں ہیں۔“

جس عبارت پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے یہ ہے۔

”اور جب ارادہ کرے اپنے شہر کو جانے کا وداع کرے مسجد نبوی

کو دو رکعت نماز پڑھ کر اور د عالمکے جو چاہے سو اور آئے

قبر مبارک کے پاس۔ جس طرح پہلی زیارت کیا ہے۔ سو

اسی طرح زیارت کرے۔ اور سلام اور وہاں سے نکلے۔

اللہم ارزقنا حسبک بنیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ زیارت

قبر شریف والموت علی الایمان۔ فی مدینۃ المبارک

صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ وسلم۔“

اسی صفحہ کے داہنے گوشہ میں لفظ ”محمد“ لکھا ہوا ہے۔ جو آئندہ

صفحہ کے فروع کا لفظ تھا رسالہ کی زبان دکنی ہے۔ اور خصوصیات تحریر کے اعتبار

سے یہ رسالہ اٹھارویں صدی عیسوی کے آخر کی تصنیف معلوم ہوتا ہے۔

(۵) [رسالہ شاہ امین الدین علی] ۲۱۴

اوراق ۴۵۔ بطور ۱۹۔ تقطیع $۸\frac{1}{2} \times ۱۲\frac{1}{2}$ ۔ نسخ اور

نستعلیق خط (دسویں صدی ہجری)

اس مجموعہ میں بارہ رسالے ہیں۔ جن میں سے بعض تونسنی اور بعض نستعلیق

رسم الخط میں لکھے ہوئے ہیں۔ سوائے ایک رسالے کے تمام خط ایک دوسرے

سے ملتے جلتے ہیں۔ عموماً جہاں ایک رسالہ ختم ہوتا ہے اس کے بالکل بعد ہی سے

دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔ اکثر رسالے نظم میں ہیں۔ لیکن ایک دو نثر میں بھی لکھے گئے ہیں کسی بھی رسالے سے سال تصنیف کا پتہ نہیں چلتا۔

یہ رسالے بیجا پور کے ایک مشہور خاندان اولیا، کبار کے چشمہ حیرانغ حضرت شاہ امین الدین اعلیٰ امین کے فیوضات سے ہیں۔ آپ کے دادا حضرت شاہ میراجی شمس العاشق علی عادل شاہ ثانی کے معاصر تھے۔ آپ کے والد کلام شاہ برہان الدین جامع ہے جو بڑے بزرگ تھے۔

شاہ امین الدین اعلیٰ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ بڑے ولی کامل اور بن پاپہ صوفی تھے۔ آپ کی وفات سکندر عادل شاہ ثانی (۱۰۳۵ھ) تھیں۔ ۱۰۹۷ھ کے عہد میں ہوئی۔

عرفانِ حقانیت اور اسرارِ پناہ کی تصانیف دکنی اردو میں بہت ہی بتلائی جاتی ہیں۔ استغراق اور محویت کے عالم میں آپ معرفت کے اسرارِ ارشاد فرمایا کرتے۔ جن کو آپ کے مریدوں نے ایک مجموعہ کی شکل میں جمع کیا اور اس مجموعہ کا نام ”جواہر الاسرار“ بتلایا جاتا ہے۔ اس میں چھوٹی چھوٹی مثنویاں کثرت سے ہیں۔ اور باقی متفرق کلام ہے دو رسالوں موجود ہیں اور قریبہ کا پتہ مدیر رسالہ تلج“ کے کتب خانہ سے چلا ہے۔ جن کی ابیات کی مجموعی تعداد تین سو بیالیس ہے۔

ان رسالوں کے متعلق بھی غالب قیاس یہ ہے کہ یہ شاہ صاحب ہی کی تصنیف ہیں کیونکہ ان میں اکثر مقامات پر اپنے بزرگ شاہ میراجی شمس العاشق یا شاہ برہان الدین کی مدح موجود ہے۔ اور جب تک کوئی تحریر یہی شہادت ان کے

۱۔ مجموعہ نثری المثنوی تذکرہ اولیائے دکن حصہ اول صفحہ ۱۱ تا صفحہ ۱۲۔ (۱۳۳۳ھ)
۲۔ رسالہ ”آب و حیات“ بابہ جنوری ۱۳۳۲ھ ص ۲۔ ”اردو سے تہذیب“ ص ۶۷ و ۶۸

خلاف دستیاب نہ ہو یہ شاہ صاحب ہی سے منسوب کئے جانے چاہئیں یہ اسلئے بھی کہ یہ رسالے ایک دوسرے کے سلسلہ میں درج ہیں کہیں کہیں ”آمین“ نام بھی آیا ہے (۱) ان میں سے پہلا رسالہ نظم و نثر دونوں پر مشتمل ہے۔ نثر سے شروع ہوتا ہے۔

آغاز

”ہو وصلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح بھی اور تمام پیغمبروں کی رُوح بھی ہر بیک ایک احوالان کی رُوح بھی گزرنے کی اب آکے ہونے والے کاماں ہو راب گزرتے سو کاماں اس اس طالبوں کو“

نظم کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

الہی کلیاں کھول عاجات کیاں
براؤے امید اس مناجات کیاں
تیرا ناؤں کیلی ہر یک کنجی کا
ترا جسم مرہم ہر ایک رنج کا
کیا کر چہ سرمست اس ٹہارو
کہ جن نے محمد کے کلزار سوں

آگے معرفت کے نکات بیان ہوئے ہیں ایک جگہ لکھا ہے۔

”آوردہ اند کہ حضرت شاہ برہان الدین اولیا قطب الاقاف
قدس سترہ الغریز نزدیک یک طالب آمد کہ سوال کرو۔۔۔“

ساچا حضرت شاہ برہان
سیرت ہو کر کیتی جہان

یہ رسالہ ورق ۷۰ - باب پر ختم ہوتا ہے۔

خاتمہ

کہہ میں سوتے کہہ ہو شیار
کہہ مل واصل کہہ دیدار
اس کا بھاتا اس کا ہوئے
اس کا بھاتا اس کا ہوئے

(۲) رسالہ منظوم اور نسخی تحریر میں ہے۔ آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

اول حمد کہوں اللہ کیہ تمام
کروں محمد تیری سونہر نام
کنت کنزاً مغنی کر مغنی ابر ہمار
پر کمٹ شو جہلو ادیتار
منی دمن؟ کانانی ہندو عامسا
فہوا فی الآخرت اعسا

خاتمہ

۱۰۔ اس قدرت کا ہے میل
قدر سوں ہے مانڈایا کھیل
نہیں شوق اس دوجا کوئی
قدرت کا چہ صاحب ہوئی
نور محمد آمین حال
ہر دم پیو سوں مانگی دمال
تو قوت صاحب لا مثال

(۳) مطلقہ امین از بر حال
رسالہ موسومہ ”کشف الانوار“ ۱۵۱۳ء تک آغاز

بلکہ منظر انور

امیں نور اور کلی کا ظہور
احد نور اور واحد نور
ان بیچ وحدت وہ ہے نور
ذات صفت اور اسماں نور
افعل را حکام آثار نور
یہ سب جسد نور قدیم
وہ حق امیں آپ مقیم

خاتمہ

وہ سکہ جس کوں آب حیات
اس کو نامیں کہ ماست
جدا چاکھیا پار یا جائے
دائم کیوں نا وہ پہچنائے
د اول جس کے اونچے بھاگ
اس کے سر پر پریم سہاگہ
تمت تمام شد کتاب ”کشف الانوار“

(۳) رسالہ اب سے شریع ہو کر اب پر ختم ہوتا ہے موضوع تصوف ہے۔ یہ رسالہ حضرت
خواجہ بندہ نواز کی ”معراج العاشقین“ سے ملتا جلتا ہے۔ بعض ابتدائے اور درمیانی حصے بالکل ملتا
ہیں۔ اکثر مقامات مختلف بھی ہیں بہت ممکن ہے کہ اس رسالے اور معراج العاشقین کا ایک ہی فارسی نسخہ ہو۔
لہٰذا یہ حتمہ کرم خوردہ ہے۔

آغاز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے تن واجب الوجود اس کا مقام شیطانِ بات شریعت
ذکرِ علی نفس امارہ عقل قیاس فرشتہ موکل میکائیل شہادت
مبارا منزل ناسوت دسرا تن مکن الوجود اس کا بات طلقت
ذکرِ قلبی نفس لوامہ عقل وہم فرشتہ

رسالہ دس باب پر ختم ہوتا ہے جن کی تفصیل مصنف کے الفاظ میں یہ
ہے ”پہلا باب توبہ کے بیان میں دوسرا باب کچھیا نت کرنا نفس دل روح
سرفور ذات شریعت طریقت حقیقت اپر تیسرا باب وضو کا (۴) دنیا کو ترک
دینا پانچواں باب تجرید و تفرید - چھٹا باب اپنی بچیا نت ساتواں باب
عشق کا - اٹھواں باب عشق کا - نواں باب فنا اور بقا ہونے کا - دسواں
باب صفت کا اسی پر رسالہ ختم ہوتا ہے۔ ”معراج العاشقین“ میں یہ تقسیم نہیں ہے۔
خاتمہ رسالہ

”قوله تعالى . ذنی انفسکم افلا تبصرون“
خدا اکھیا میں تمھارے تن میں کہوں دے تمیں
دیکھتے نہیں بنجے مقصود اس میں مرید متقی خدا کا وصل
ہو و قرب ہو و یکانکے تمام ہے ہو و جیکوئی مبتلائے
در دمند ہے اسے سب صحت ہے اکو کوئی عارف
اچھے تو اس میں متراں کے تیس پارے ہو و جیکو
چودا صورتاں ان میں تمام ہیں“
تمت شد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۵) ”کوسی نامہ“ کے نام سے ایک سجرہ چشتیہ درج ہے۔ اس کا اگلا حصہ مفقود ہے شروع اس مقام سے ہوتا ہے ”الہی بجزمت راز و نیاز حلقہ خلافت خواجہ نصیر الدین ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز۔ خاتمہ“

”الہی بجزمت راز و نیاز حلقہ خواجہ مخدوم سید محمد حسینی کیسود راز و عاشق شہباز بلن۔ پرواز قدس اللہ سرہ العزیز الہی بجزمت راز و نیاز حضرت شاہ امین الدین اعلی قطب الاولیاء الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز الہی بجزمت راز و نیاز حضرت بابا شاہ صاحب حسینی عاشق ربانی چشتی قدس اللہ سرہ العزیز این کرسی نامہ درخانوادہ چشتی قدس اللہ سرہ العزیز بعین عنایت محمد خاں عرب الملک بن شیخ اطار اللہ... اس کے بعد سے ایک دوسرا رسالہ شروع ہوتا ہے جس کا آغاز ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - پیر کون ہو
پیغمبر کون ہو خدا کون کیج کر دیکھے
ہو ریکچ کر جانے حضرت علی قول کہئے
”عرف ربی بربی رات ربی بربی“
اسکا معنا حضرت کہئے میں بچھا خدا کو
خدا میں بچھا خدا کوں خدائیں۔

اسی رسالہ میں آگے چلکر لکھتے ہیں۔

حضرت سید محمد کیسودراز قدس الشہداء العزیز یوں فرماتے ہیں
و نفس کوں پاک کر یکا تو دل کوں صاف ہو نکا۔

اس کا خاتمہ یہ ہے۔

صور نفس دل رُوح شرر نور

ذات ای یک ہیں دے ہر یک صفت پر

لو نوں جُدا جُدا ہوتا ہے ای سب پوں

بوجھیا سونیک بخت ہے۔ اور موحدا یکا نہ ہے

اے بوجھ نہیں تو وہ بد بخت ہے۔ اول محمد ہے۔

اے سب پیر کی مدت سوں باتاں ہے۔

تمت تمام شد

(۶) رسالہ ارشادات اور نکات تصوف پر ہے۔ اس کے نو تماشے (فضول)

ہیں اور ہر ایک میں ایک ایک بحث بیان کیا گیا ہے۔ رسالہ کا آغاز ہے۔

”سفر تماشہ ظاہر و باطن دیکھنا لازم تجھ امر السُت بر بجم

مختار میثاق تھے۔ بوجہ پہلا تماشہ دیکھنا واجب پہلے تن کا

بھوکہ جو اُخس یو کیوں مل بر تین کتیا کتے سبجو کہ پانچ اناسر“

خاتمہ

نواں تماشہ دھوا دوس دیکھ سکے نا لاجہ دو مل

جلو ایک تخت پر لذتوں کرتے رازید علی مل

یکہ تماشہ شاہ برہان کی سات

سر پر تیرے پگڑی لٹہ سنجوں لاکی بات

تمام شد
 تہیہ کا حصہ نہیں ہے۔ لیکن پہلے تماشے سے نظم شروع ہوتی ہے۔
 (۷) ”نورنامہ“

آغاز

الحمد للہ رب العالمین والعاقبتہ للمتقین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ
 محمد وآلہ اجمعین۔ ہداں راشد کک اللہ فی الدارین بر طلب
 صادق مخفی و محجب نہاند کہ حق تعالیٰ در قرآن مجید فرمودہ کہ
 اشہدان لا الہ الا اللہ

ہو راس کا معنا۔ خدا کہیا ہے دیا کہ تحقیق نہیں کوئی موجود
 جز این

اس کے بعد نور معرفت کی تجلیات کے مظاہر کا ذکر ہے۔

خاتمہ

کھتا دوسری یکہ تمیز یہ ہے کہ نور یکہ دریا بے پایاں ہے۔
 اس پر موطاں آتیاں جاتیاں سو عرفان ہے۔ اس دریا
 کے بھیتر تھے موطاں پر بنیا سوزات کا بیوہ ہے
 تمت تمام شد نورنامہ (ورق ۳۲ ب)

(۸) رسالہ نکات معرفت کا ہے۔

آغاز ”تہیہ کتاب“

”اللہ بڑا صاحب ہے۔ اسکوں بہوت ہو ر نور نا
 اس کے خدائی تھے دونو عالم پیدا کرنے میں عقل کیا انکھیاں
 حیران ہیں۔ خدا دائم قائم ہے“

یہ عبارت شروع کے حصہ تہید کی ہے اس کے بعد سے ابواب شروع ہوتے ہیں۔
”پہلی باب بصیرت اور بصارت“ کے ابتدائی حصے کے بعد کتاب کا باقی حصہ
غائب ہے آخری حصہ کی عبارت یہ ہے۔

”اچلے کاغذ پر اس کالی ستران میں
نور تو نا دیکھیں اسے مخلوق کہتے ہیں۔
ای جیوں پہلے تہ آن میں خدا کھیا اس
ستران کوں کاغذ.....“

(۹) ”رموز السالکین“ منظوم ہے غالباً شمس العشق کے ارشادات کو امین نے لکھا ہے
آغاز

اللہ پاک منترہ ذات
اس سوں صفاتاں قائم سات
علم ارادت قدرت بار
ستا دیکھتا بولنصار
ہے صفت یہ جان حیات
اس کو نا ہیں کد مات
ایسی صفاتاں سوں ہے ذات
جو نیکے چننا چند سنگھات

اس کے بعد اس میں ”وعدۃ اور نور و روح اور دل و نفس“

پر بحث کی ہے۔ اور وعدۃ الوجود فراق فنا و بقا کے مسائل بیان کرتے چلے
گئے ہیں اسی ضمن میں ادنیٰ اور اعلیٰ عاشق، اور نبوت اور ولایت کا فرق

بیان کیا ہے۔ خاتمہ یہ ہے جس میں کتاب کا نام اور اپنا تخلص دونوں آگئے ہیں۔

دو ناؤں رموز اس لکین
سال کا پھر دیکھ کیا یقین

حق کی ناسنہ پکڑ یقین
کیوں اس کوں ہوئے امیں
تمت اس تئیں کیا تمام

حق تھی بولیا حق کلام
تمت تمام شد گفتار صاحب شمس العاشق اس کتاب رموز لکین

یہ رسالہ اور شاہ امین الدین علی کے کلام کا کچھ حصہ انجمن ترقی اردو
(اورنگ آباد دکن) کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔ (لاحظہ رسالہ "اردو" جلد ۱۰ شمارہ ۱۲۹)
(ورق ۳۹ ب) حاشیہ پر بھی اشعار درج ہیں۔

(۱۰) رسالہ کا آغاز۔ نویں رسالہ کے آغاز کے اشعار ہی سے ہوتا ہے۔
لیکن پانچویں شعر سے دو نویں اختلاف شروع ہوتا ہے۔ سلسل بارہ ابیات
لکھنے کے بعد حدیث "من عرف نفسه فقد عرف ربه" کی تشریح شروع ہوتی ہے۔
کہ "خاصیت خاک موکل فرشتہ مہتر جبرئیل رنگ زرد و خانہ خاک تلی و درناک
افواہ است۔ رگدان اور گوشت استخوان اور پوست۔ ابری جستی پشیم بر جان
خاکي دم" (ورق ۴۱ ب پر) اس طرح رسالہ ختم ہوتا ہے۔

اتینیاں صفتاں سوں مل موس جمع ہوتا ہے۔ آخر باہر آتا
بعد چہل روز تک نور میں رہتا۔ ہو رہ دیکھ پر آتا سورج کا
نظر اسے ہانپاں۔ سودل کا جا کا پکڑنے لکھا سو نفس معلوم

ہوتا ہے۔ اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

(۱۱) شجرہ سلسلہ چشتیہ درج ہے۔ جو حضرت علی سے لیکر حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز تک ہے۔ اس کے بعد کا حصہ غائب ہے۔ ورق ۴۲ (۱ و ب) پر کلمات طیبہ لکھے ہوئے ہیں۔

(۱۲) ۴۳ پر آخری رسالہ خط نستعلیق شکستہ آمیز میں لکھا ہوا ہے جس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پیغمبر علیہ السلام کو شبی حمران ہوا۔

پیغمبر نے پوچھے کہ سات طبق آسمان اور سات طبق زمین کیا قدیم کیا جدید ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یا نبی اس ہمہ جدید آفریدم

خاتمہ

شاہد بہکار اسک راس
مطلق محیط سب کے پاس
کنج مخفی ہے پیو کا ٹھار
دل میں پیو کا دیکھ دیدار
جیو میں پیو کا ہے دیکھ ٹھار
دونو کا ہے ایکچہ ناؤں
بندہ ہوے تو تحقیقت جان
اللہ نبی پر لیا ایمان
اللہ بندے کا ایک ہی ٹھان
مطلق دو کا ایک نشان
من عرف کو کوئی بوجھے کا

اس کو اللہ سوچے کا
لاعبد ولا رب
تا بہا بتلانا یاں اب

(۶) رسالہ نذیریہ ۴۱۴

اوراق ۱۷۶، سطور ۱۶ - ۲۲ تقطیع ۸ × ۶، نستعلیق شکستہ آنیر
خط، مخط مصنف، تحریر ۱۲۷۷ھ اکثر مقامات میں حاشیہ پر
بھی تحریر ہے

کتاب کے شروع میں ابواب اور فصلوں کی فہرست درج ہے۔
اس کے بعد درق ۵ ب پر اسمائے الہی و اعداد آںہا بہر و حساب جعفر وغیرہ
لکھے ہوئے ہیں۔ پھر درق ۷ ب پر بطور یادداشت کے شجرہ قادریہ لکھا ہے
یہ سلسلہ حضرت شاہ غلام سوسن (۶) سے شروع ہو کر ۵ پشت کے بعد حضرت
سردر کائنات پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہی مصنف نے خود اپنا خاندانی
شجرہ تحریر کیا ہے۔ جو تیسویں پشت میں خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔ اس سے مصنف کا پورا نام معلوم ہوتا ہے
جو محمد امیر الدین احمد خاں ابن مجید الدین احمد خاں ہے۔ *

اصل کتاب درق ۱۹ پر حمد سے شروع ہوتی ہے۔ ابتدا میں
تہبید کے طور پر مصنف نے اپنے حالات لکھے ہیں۔ اور اپنا نام امیر الدین احمد بن
مجید الدین احمد فاروقی بلخی مال متوطن مراد آباد بتلایا ہے۔ اس کتاب کے مآخذ

حسب فیل بتلائے ہیں۔

(۱) مالا بدہ (۲) راہ نجات (۳) مفتاح البحث (۴) رسالہ تاسیہ
(۵) ”رسالہ خارجیہ کہ نظم میں ہے۔“
آغاز

”سب تعریف اللہ جل شانہ کے واسطے ہے۔ اور وہی ہے
حمد و ثنا کے لائق جو تمام کا خالق اور رازق ہے اور درند
و سلام بے حد اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو بخشا نیوالے
امت کے اور بتانے والے اچھے راہ کے اور امت پر مہربان
ہیں۔“

کل آٹھ باب میں ہر باب کئی کئی غیر متناسب فصلیں پر منقسم ہے۔
کتاب کا بحث مسائل فقہ اور ادعیہ ہیں۔
خاتمہ میں لکھا ہوا ہے۔

یہ رسالہ پیاس خاطر برخور دار نذیر الدین احمد طالعمرہ کے
نیک کرے اللہ اس کو اور اور توفیق پڑھنے اور عمل کرنے کی
اس کتاب کی دے۔ اور سب آفات سے بچائے رکھے۔
اور صاحب جاہ و حشمت کرے۔ تصدق سے اپنے صیب
کے اور آل و اصحاب اس کے کے لکھا گیا۔ اور برخوردار
مذکور کے نام پر موسوم یہ ”رسالہ تذیریہ“ کیا گیا ہے۔ اور
مدوسے اللہ جل شانہ بتایخ اٹھارویں ماہ ربیع الاول کے
شب جمعہ کو کہ انیسویں شب ہوتی چار گھڑی رات گئے
شب ۲۷؎ میں تمام ہوا یہ رسالہ فقط رات سم

مہذار الہدایۃ فی العبادۃ فقیر فقیر عاصی محمد امیر الدین احمد عفی عنہ
 بمقام بلد مراد آباد میں تمام ہوا۔ (اورق ۱۷۶ ب)
 اسی صفحہ کے آخر میں دامن گوشت میں ”دعائے حزب البحر“ اس طرح لکھا
 ہوا ہے کہ گویا آئندہ ورق بہ وہ شروع ہوتی ہے۔ لیکن خود دعا نادر ہے۔

(۷) سراج الایمان ۱۲۴ھ

ادراق ۱۳۲۔ سطور ۱۳۔ تقطیع ۹ × ۲ نستعلیق خط غالباً
 مصنف ہی کی تحریر ہے سنہ تحریر درج نہیں ہے سال

تصنیف ۱۲۰۱ھ

یہ مخطوطہ عقائد اسلام اور مسائل فقہ پر مشتمل ہے۔ جس کو ۱۲۰۱ھ میں
 حافظ احمد بن محمد مغربی تلکسانی انصاری نے دکنی زبان میں تحریر کیا تھا۔ کتاب
 کی ابتداء میں ایک دیباچہ ہے جس میں مصنف کتاب کی تالیف کا سبب اسکا
 نام اور سن تصنیف بتلاتا ہے۔

آغاز

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ
 واصحابہ اجمعین۔ بوجہ تو کہ پڑھنا عقائد اور فقہ کا ہر مسلمان
 پر فرض ہے کہ بغیر سمجھے احکام عقائد کے ایمان آدمی کا
 درست نہیں ہوتا۔ اور سوائے جاننے احکام
 فقہ کے نماز روزہ وغیرہ جائز نہیں

آخر میں مآخذ کے متعلق بیان کرتا ہے کہ۔

اُس رسالہ میں تحقیقات مسائل کیا ہوں اور اکثر مسائل اسکے
کنسز الدقائق اور نور الایضاح اور امداد الفتاح شرح اس کی
اور فتاویٰ عالمگیری سے لیا ہوں؟

اس کے بعد غلطیوں کو معاف کرنے کی درخواست اور رسالہ سے نفع
پھونچنے کی دعا پر اس کو ختم کرتا ہے۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ۱۲۴۱
لکھا ہوا موجود ہے (جلد دوم ص ۱۱۳۶—۱۲۹)

(۸) فہمہ المبین ۶۱۴

اوراق ۷ سطور ۱۳۔ ۱۷ تقطیع ۸ x ۱۰ ۱/۲ نستعلیق خط
بہت کرم خوردہ عنوانات سرخی کے ابتدائی حصہ بالکل نفا
ہے نسخہ محمد ملک تحریر ۲۲ صفر ۱۲۲۳ ہجری
سن تصنیف ۱۱۸۳ ہجری

فقہ کا یہ منظوم رسالہ ہے۔ مصنف اپنا تخلص یقین بتلاتا ہے اس میں
ہندی مسلمانوں کے وہ تمام امور جو خلاف احکام شرع محمدی ہیں بالتفصیل
بیان کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ان رسومات کے متعلق معلومات کا بھی بیش بہا ذخیرہ
ہے۔ جو گیارہویں صدی ہجری تک تمام ہندی مسلمانوں کے درمیان حرج تھے۔
مصنف ایسے رسومات کا یکے بعد دیگرے ذکر کر کے ان کے خلاف احکام شرع
ہونے کا حال بیان کرتا ہے۔ ان کے چھوڑنے پر بھی مسلمانوں کو اُپدرا تہ ہے۔

اسلامی رسومات میں یہ رسالہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔

موجودہ حالت میں اس رسالہ کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے

ہلاک ہوتے ہو کیوں محرم میں عورت

نکولے..... ذرا شاں اور چکناٹ

پھر سُرخِ قائم کی ہے ”در مذمت سماپٹے“

سماپٹے ندیو کافر مرد کی

جہنم کے ندا سو میں پڑو کی

پھر تو تمہارا دین نہ رکھیکا

یقین بن تم کو اتنا کون کہیکا

اس طرح ”رسم کبچ عاشورہ“ رسم منڈوا کہ مثل شامیانہ بوقت

شادی می بند ”رتی جو کہ“ ”ہل و پھاج“ کی بُرائیاں بیان کی ہیں۔

حقوق شوہر بر زن اور ”حقوق والدین“ صلہ رحمی ”حرمت ساحر“

مذمت تمہار ”مذمت ریش تراشیدن“ مذمت رسم تابوت والا وہ آخری

عنوانات ہیں۔

رسالہ کا آخری حصہ موجود ہے۔ اس سے ہم کو مصنف کا صرف تخلص

نام کتاب تعداد ابیات اور سن تصنیف معلوم ہو جاتا ہے مصنف کا تخلص

یقین ہے۔ رسالہ ۱۱۸۲ھ میں لکھا گیا۔

اوپر کے تیسرے شعر میں مصنف کا صرف تخلص آیا ہے۔ اور آخری

بیت سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے مصنف کے قول کے مطابق اس رسالہ میں کل چھ سو

سے زیادہ ابیات تھیں لیکن باقی ماندہ حصہ میں صرف ۱۱۰۵ ابیات موجود ہیں اور اگلے ۴۹۵ ابیات مفقود

۱۰ حصہ کرم خوردہ ہے۔

چھ سو ابیات سے زائد کہا ہوں
بیان صوم و صلوٰۃ کا کیا ہوں

.....
یقینِ نعتِ البیئس کو کر لے معصوم
بحق دیں پناہ و آلِ معصوم
خاتمہ میں تاریخ اختتام اس طرح لکھی ہے۔
صد و ہشتاد و دو الف ہجرت
بتاریخ مبارک گشتِ تمت

(۹) فِتہ محفوظ خانی ۷۱۲

(فِتہ محفوظ خانی کے ساتھ آئندہ دو نورس الے جلد ہیں)

اوراق ۱۶۷ سطور ۱۳۔ تقطیع ۱ ۱/۴ × ۷ ۱/۲ نسخی خطِ کرم خوردہ

تحریر ۱۲ شعبان ۱۱۹۹ ہجری

(۱۱) فِتہ محفوظ خانی۔ جس طرح نام سے ظاہر ہے یہ مخطوطہ فقہ کے موضوع پر اور دکنی زبان کی ایک فتویٰ ہے۔ یہ قدر عالم بن بدر عالم کی تصنیف ہے جو ۱۱۹۹ ہجری میں لکھی گئی۔ کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ سے مصنف کے نام کا پتہ ملتا ہے یہ نسخہ محمد محفوظ خاں بن کریم خاں کے نام سے موسوم ہے اس کے اگلے اوراق جو تمہید سے متعلق ہیں غائب ہیں۔ تمہید سے صرف ذیل کا حصہ باقی ہے جہاں سے اس مخطوطہ کا آغاز ہوتا ہے۔

اچھے دسویں جہادی الثانی آغاز
دہ پندرہ باب ایجو دو فصل ساز
در ایمان گوید
فصل اول لوازمات ایمان گوید۔ قال اللہ تعالیٰ
الم ذالک الکتاب للذین فیہ... ہم المفلحون
نظم بریں مضمون

کہا اللہ بزرگ ہوں سب سے دانا
ہر اک شے کو بنایا سب کا بیٹا
سمجھتا بوجھتا ہوں میں ہر اک شے
ہوں خالق سب کا ہے مج میں سب شے

کتاب پندرہ ابواب پر منقسم ہے جن میں ایمان تربیت اولاد ارکان
اسلام نماز وضو غسل تیمم روزہ زکوٰۃ خبیات نکاح اور امر و نہی شرک و کفر کے
متعلق شرعی احکامات بیان کئے گئے ہیں۔ کہیں کہیں تشریح کی عرض سے
نثری حکموں کا بھی استعمال ہوا ہے جن میں کا ایک نمونہ یہ ہے۔

”یکدم میں بولتے وقت دوکانوں میں کی
انگلیاں رکھنا“ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا۔
دونوں لفظ معلوم ہوئے سر یکا بولنا“

خاتمہ

عربی فارسی میں اس کا مقصود
لے آیا اس میں مسئلے سب تو موجود
اس کے بعد کتاب کی تالیف کا سبب یوں بیان کیا ہے۔

سبب محفوظ خاں کے یوکتا بہت
مرتب فضل حق سوں کر مشقت
کہ تاجک میں رہے یو یاد کاری
دعا دیوے سے سو سب ہزاری

آگے محفوظ خاں کے لئے خدا سے دعا کی گئی ہے کہ اے خدا تو اس کو
نیک توفیق عطا کر اولاد صالح سے سرفراز کر وغیرہ۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا جو
نسخہ موجود ہے سلسلہ کا لکھا ہوا ہے۔ (ع ۳۰۷ فن نفت حنفی جلد دوم ص ۱۱۲)
ترقیمہ

سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ خود مصنف ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔
کیونکہ اس کی کتابت کا سن وہی ہے جو تالیف کا ہے۔

”اس کتاب فقہ محفوظ خانی برائے خادم الفقرا محمد محفوظ خاں
بن کریم خاں شرین (۹) در نظم و کسبی تصنیف دادہ شد فضل اللہ
علمہ و عملہ اس مسودہ پر دہم چارہی الاول آغاز نمودہ شب
چہار دہم شعبان انعم مرتب شد ۱۱۹۹ھ نظر ثانی بگذاشت۔“

(۲)۔ خلاصہ الکیلائی

(گزشتہ رسالہ کے ساتھ مجلد ہے)

اوراق ۱۸ سطور ۱۳ تقطیع $\frac{1}{4} \times 6 \times 4$ نسخی خط
یہ کتاب بھی اسی کاتب کی لکھی ہوئی ہے جس نے فقہ محفوظ خانی کو لکھا ہے۔

لیکن کہیں بھی مصنف کے نام سن تصنیف اور دوسرے ضروری امور کا پتہ نہیں ملتا۔ کتاب سوال و جواب کی شکل میں لکھی گئی ہے۔ اور موضوع مسائل شرع ہیں ناصیہ ورق ۱۱ پر درج ہے۔

”میں کتاب خلاصۃ الکیلانی“

آغاز

الحمد لله رب العالمین العاقبة للتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین بدائعہ اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدنیا۔ اگر تنجکوں پوچھے کہ (سُخّی میں) تو مسلمان ہے جواب بول احمد للہ۔ سوال اگر تنجکوں پوچھے کہ احمد للہ کا کیا معنی ہے۔

خاتمہ

”اگر چار رکعت نیت بندھا ہوئے تو التحیات عبودہ و رسولہ لک پڑنا اسے وجہ سوں دو رکعت کرنا۔ دوسری بیٹھک میں التحیات سارا پڑنا۔ ہو سلام بھرا نا۔ تمت تمام شد۔ کارن نظام شد۔ ترقیب کی تحریر موجود نہیں ہے۔“

(۳)۔ احکام الصلوٰۃ

(گزشتہ دو نور سالوں کے ساتھ مجلی ہیں)

اوراق ۴۲ سطور ۱۳ تقطیع $\frac{1}{4} \times 4 \times 6$ نستعلیق خط

اس نام سے کئی رسالے دکنی نظم اور نثر میں لکھے گئے جن میں سے بعض خود اس مجموعہ میں شامل ہیں۔

اس رسالہ کے شروع صفحہ میں بھی گزشتہ رسالے کی طرح ناصیہ صفحہ ”پرکیتا۔ احکام الصلوٰۃ“ لکھا ہے۔

مصنف کا نام سن تصنیف اور کاتب کے نام کا پتہ نہیں چلتا۔ اس مخطوطہ کے ساتھ آخر میں تین اوراق پر بزبان فارسی غیل و ضولباس وغیرہ کے احکام اور اداب لکھے ہوئے ہیں۔

آغاز

”اَھمَدُ عَلَیْہِ رَہْمَۃُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الْعَاقِبَۃُ لِلتَّقِیْنَ وَالصَّلَوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَاصْحَابِہٖ اٰجَمِیْنَ۔ اکر کوئی تجھے پوچھیکا مسلمان کد ہاں سوں ہوا بول کہ روزِ مِثاق سوں اکر پوچھے کہ روزِ مِثاق کسے کہتے ہیں بول کہ روزِ مِثاق او ہے اَللّٰہُ تَعَالٰی ذَرِیَّتُوں کو پیدا کیا انوکو عقل دیا ہو رُشُوْر دیا۔ پوچھیا کہ اَلسَّتْ بِکُمْ...“

خاتمہ

ہر ایک چیز بازار میں کھانا مکروہ ہے اور کھانا کھانے کے درمیان چہار مرتبہ پانی پر ناسخ ہے۔ اور نوالہ لیتے وقت کلمہ کی اگلی جُدا کرنا منع ہے۔ تمت تمام شد۔ تحریر فی التایخ ۱۰۴۸ ھ۔
آخری دو اوراق پر ایک نظم ”چرخہ وجودی“ کے عنوان سے اردو زبان میں لکھی ہے۔ جس کے پہلے اور آخری دو شعر یہ ہیں۔

سہیلی بانو تنکاری چرخہ
کار و غفلت کاری کھسکہ

چھوڑ دنیا کا خرقہ ریا
ہر دم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی اللہ

.....
چشمہ ناسہ توں باندی
توں تو ہے درویش گھر کی باندی
توں محسوس پور میں ناندی کے
ہر دم اللہ اللہ نبی ہمارے صلی اللہ

(۱) فہمندی ۸۱۴

اوراق ۱۷۔ مطور ۱۵۔ تقطیع ۱۰ × ۱۰ ۱/۲ نستعلیق شکستہ

آئینہ خط نسخ کا نام درج نہیں ہے سنہ تحریر ۱۲۶۲
شرعی مسائل کے بیان میں منظوم رسالہ ہے بشرح سے پانچویں شعر
میں مصنف اپنا نام ”عہد امین“ بتلاتا ہے۔ کتاب حمد سے شروع ہوتی ہے۔
جس میں ان تمام امور کی صراحت کی گئی ہے۔ جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔
اس کے بعد فضول و واجبات ایمان بیان اسلام و ضوا اور اس کے متعلق احکامات
استغناء نماز حج کے مسائل پر بالترتیب بحث کی گئی ہے۔

فقہ ہندی ”سائنہ کی تصنیف ہے۔ اس کا ایک مکمل مخطوطہ جو
شیخ محمد بکر ان صاحب کے پاس دیکھا گیا ہے، اس میں سن تصنیف کا یہ شعر
زیادہ ہے جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ اورنگ زیب کے عہد میں لکھا گیا۔

سن یکہزار چوہتر میں بھیج رمضان
اورنگ زیب کے وقت میں نسخہ ہوا تمام

”فقہ ہندوی“ کا ایک نسخہ کتب خانہ جات شاہ اودہ میں بھی تھا جس کا ذکر اسپرنگر نے اپنے مرتبہ کٹلاگ میں کیا ہے۔ لیکن اس کا ذکر ”محشر نامہ“ محمد جیون کے ذکر میں آگیا ہے۔ مرتب نے فقہ ہندوی کو محشر نامہ کے ساتھ غلط لکھا کر دیا ہے چنانچہ وہ محشر نامہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

”محشر نامہ“ محمد جیون کی مثنوی ہے حشر کے واقعات پہ اس میں اہل سنت و جماعت کے عقائد بیان ہوئے ہیں ”محشر نامہ“ جو واقعات حشر سے متعلق ہو اس میں سائل شرع کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟ یہ دو مختلف موضوع ہیں۔ آگے چلکر آخری حصہ دیکھنے کے بعد اسپرنگر کو شبہ ہوتا ہے کہ یہ ”محشر نامہ“ نہیں ہے اسی لئے وہ لکھتے ہیں۔

”میر تقویٰ شبہ ہے کہ اس کا نام ”محشر نامہ“ نہیں ہے۔ بلکہ فقہ ہندی ہے ایک دوسری تصنیف اسی مصنف کی ”محشر نامہ“ کے نام سے موسوم ہے۔“ گویا ان کی تحقیق کے مطابق ”محشر نامہ“ اور ”فقہ ہندوی“ ایک ہی چیز نہیں ہے۔ بلکہ ایک ہی مصنف کی دو مختلف کتابیں ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ جیسا اوپر کی تفصیل سے ظاہر ہے ”محشر نامہ“ محمد جیون کی تصنیف ہے۔ اور ”فقہ ہندوی“ کا مصنف عہد آئین ہے۔ جو اورنگ زیب کے عہد کا ایک شاعر تھا۔

اسپرنگر کو یہ سہواً سوچہ سے ہوا ہے کہ ان کے زیر نظر مخطوطے میں یقیناً ”محشر نامہ“ اور ”فقہ ہندوی“ ایک ساتھ ملے ہوئے تھے۔ اسی لئے پہلے حصہ کو انھوں نے صحیح طور پر ”محشر نامہ“ محمد جیون لکھکر آخر میں ”فقہ ہندوی“ کو بھی

غلطی سے اس میں شامل کر لیا۔ اور یہ لکھ دیا ہے کہ۔

”اس میں ”محشر نامہ“ میں عقائد و مسائل اہل سنت بیان ہوئے ہیں“

مسائل شرع اور عقائد اہل سنت ”فتہ ہندوی“ کا موضوع ہیں۔

ہمارے اس خیال کی تائید خود اسپرنگر کی تفصیل سے ہوتی ہے کہ ”محشر نامہ“

کے ذکر میں انھوں نے پہلا شعر تو ”محشر نامہ“ ہی کا لکھا۔ لیکن آخری شعر ”فقہ ہندوی“ کا نقل کر دیا جو محشر نامہ کے آخری میں منسلک تھی۔

آغاز

حمد و ثنا سب کو خالق کل جہاں
لائق حمد و ثنا کے اور نہ کوئی جان
علم و شریعت نال کے بھیجے پاک رسول
جو کچھ بھیجا رب نے سب ہم کیا قبول
یا رب اپنے کرم سوں بچہ بھیج درود
بنی محمد مصطفیٰ متسون خوشنود
بھیجو اس کے آل پر اندر اصحاب پرنام
تس بھیجو احباب پر بہت درود و سلام
کتنے مثلے دیں کے عہد و کچھ امین
فقہ ہندوی زبان پر بوجہ و کرد یقین

خاتم

مصرف زکوٰۃ سات ہیں تنکو بھی پہچان
فقیر مسکین رعگد را اور غازی جان

فقہ ہندی کو مومنوں اور زبان پر یاد
صلہ آوے دین کی مصلحت نہ ہوئے فنا
تمام شد۔ آمین رب العالمین

(۲) ”فقہ ہندی“ جہاں ختم ہوتی ہے وہیں (ورق ۱۷ ب کے درمیان)
سے دوسرا نثر کا رسالہ شروع ہوتا ہے جس میں بسم اللہ اور کلمہ طیبہ کی تفسیر درج ہے
آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

شروع کرتا ہوں اس کام کے تئیں
سات نام اللہ تعالیٰ الرحمن اور ایسا اللہ جو رحمان ہے۔
معنی رحمان کے یہ ہیں جو رزق دینے والا بیچ اس جہان کے
سب مخلوقات کو۔ الرحیم اور ایسا اللہ جو رحیم ہے۔ اور معنی
رحیم کے یہ ہیں جو مہربانی کرنے والا ہے۔ بیچ آخرت کے مسلمانوں
پر نہ کا فسروں پر۔

(۳) ورق ۲۲ لہں کے بعد ایک اور رسالہ فارسی زبان میں ہے جس میں
کلام مجید کے ہر حرف کو پڑھنے کے فائدے بتلائے گئے ہیں رسالہ نماز اور جوازہ
کی دعاؤں پر ختم ہوتا (۲۳ ب) ان رسالوں کی تیاری تحریر ۹ جمادی الاول ۱۲۸۷ھ ہے

(۱۱) کنز المؤمنین (۹۱۴)

اوراق ۱۰۷ سلور ۱۷ - تقطیع ۱۱ × ۱۶ - نستعلیق شکستہ آمیز
خط بے حد کرم خوردہ نسخہ میر تاج الدین ولد سید قائم

تحریر ۱۲۔ صفر ۱۲۵۴ھ دوشنبہ۔ مقام تحسیر شہر کھمم۔
 یہ رسالہ عابد شاہ حسینی کی تصنیف ہے۔ جو بقول مصنف ”یوسف روحانی
 عابد شاہ حسینی“ کے مرید ہیں۔ تہسیدی حصے میں مصنف نے اس کا ذکر کیا ہے۔
 کتاب کی زبان دکنی ہے۔ اس کے مآخذ مصنف نے عربی اور فارسی
 کی حسب ذیل کتابیں بتلائی ہیں۔

(۱) کنز المؤمنین (۲) مفتاح الصلوات (۳) کفایت الاسلام
 (۴) کفایت العباد (۵) تحفۃ الجواہر (۶) تحفۃ انصاف (۷) فتاویٰ (۸)
 کتاب الاخیار (۹) ہزار مسائل (۱۰) محیط کلاخ (۱۱) کنز العباد (۱۲) کنز ایتیان
 (۱۳) شرح وقایہ و (۱۴) ہدایہ (۱۵) بحر فائق و (۱۶) رائق (۱۷) مشکات
 (۱۸) تفسیر حسینی (۱۹) تفسیر جواہر و (۲۰) قافی خاں (۲۱) منہاج الانوار
 (۲۲) لطائف شاہی (۲۳) کشف الحقائق (۲۴) فتاویٰ ملتفت
 کتاب انیس^{۱۹} ابواب پر اور ہر باب کئی کئی فصلوں پر مقسم ہے جن کی مجموعی
 تعداد مصنف نے ”ستر پرتین“ بتلائی ہے۔ مشکلات کی تفصیل پورے دو صفحوں
 پر حاوی ہے ان میں مسائل شرعیہ اور مسائل معرفت کا بالتفصیل ذکر ہے۔ جیسا کہ
 خود مصنف لکھتا ہے۔

”علم شریعت علم معرفت پر جملہ اس کتاب میں انیس باب ستر پرتین
 فصل ہیں۔“

جو مشرکانہ عقائد دیگر اقوام سے میل جول بڑھنے کی وجہ سے ہندوستان
 کے مسلمانوں میں پھیل گئے تھے۔ ان کی بُرائیاں دکھا کر ان کو دور کرنے کی کوشش
 کی گئی ہے۔
 آغاز

حمد باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔

”الحمد لله رب العالمین۔ سرانا اور تعریف کرنا سزاوار ہے
اللہ تعالیٰ کو۔ اور پیدا کیا ہے تمام خلقت کو من بعد نعمت
شفیع الامم ختم المرسلین سرور احمد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
جس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔“

خاتمہ

لوکاں کو دکھانے نماز روزہ کرنا کفر ہے اور در دیو اسطے دیو
کا پوجا کرنا کفر ہے اور غیب کی باتاں کرنا کفر ہے۔ اور لعین
موت منکنا کفر ہے۔ اور خوب آدمی بھی موت منکنا کفر ہے۔

ترقیمہ

بقلم میر تاج الدین ولد سید قاسم قبلہ فی التایخ دوازدہم ماہ صفر المظفر
روز دوشنبہ بوقت اوسط عصر و مغرب در شہر کھرم تحریر یافت ۱۲۵۶ھ
اس عبارت کے بعد ہی ایک خوشنما تہر ”اعظم علی خاں“ کی لگی ہوئی ہے
جو غالباً اس مخطوط کے مالک تھے۔ مہر ۱۲۵۶ھ ہے۔

(۱۱۲) مجموعہ رسائل مفت (۴/۱۰)

اوراق ۱۹۰۔ سطور ۱۳۔ تقطیع ۱۱ x ۵۔ نستعلیق شکستہ آمیز خط کاغذ دیسی
کاتب بھلول خاں بانندہ سرگادھاراؤ فزندہ بنیاد میں آباد سکنتا ۱۲۲۳
اس مجموعہ میں کل آٹھ رسالے ہیں جو مختلف لوگوں کی تصنیف سے ہیں۔ ایک

رسالہ جو ایک سے ۲۲ صفحات پر مشتمل تھا غائب ہے موجودہ مجموعہ تیئیسویں صفحہ سے شروع ہوتا ہے تمام رسالے ایک ہی شخص کے لکھے ہوئے ہیں۔

(۱)۔ ہزار مسئلہ۔ (ورق ۲۳ ب سے ۷۷ ب تک) اس رسالہ میں وہ ہزار مسئلہ نشر میں بیان کئے گئے ہیں جو عہد الشہنشاہ سلام خیر کے ہودیوں کے نانہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کئے گئے تھے۔ ہر مسئلہ کے ساتھ اس کا جواب لکھا ہے جو آنحضرت نے ادا فرمایا تھا ہر مسئلہ کا آغاز سرخی سے ہوتا ہے۔ اور عبد اللہ بن سلام ”یا صرف“ عبد اللہ نے کہا ”کے جملے سے نئے مسئلہ کی ابتدا کی جاتی ہے آخری مسئلہ کے جواب کے بعد سائل اور اس کے تمام ساتھی مسلمان ہو جاتے ہیں آغاز

”الحمد لله رب العالمين والواقية للثقلين الصلوة والسلام
على رسول محمد وآله واصحابه اجمعين

محمد پران کے آل پر اور اصحاب پر اور سب خاص امتوں پر
اور بیچ حدیث کے آیا ہے جو عبد اللہ سے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بچا سے یہ روایت مالمعنی ظاہر ہوا،

خاتمہ

”جو کوئی یہ کتاب پڑھے گا اور نیکی کا حق تعالیٰ اس کو وحسنا
دیوے گا۔ اور شہادت نصیب کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
فضلہ ہر کرموں اپنے خدا متعالیٰ کے دلائل سب مومنوں کے
اور مسلمانوں کے شہادت سے شاد ہوئیں گے برکت سے اس
ہزار مسئلہ کے با اللہ العظیم و بنسبتین بفضل و کرم اللہ العالمین
انتم آمین

(۲) - حجۃ الاسلام (۷۷) ب سے ۹۱ تک رسالہ کے مصنف کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ تحریر کے اعتبار سے یہ رسالہ انیسویں صدی کے ابتدائی نصف سے معلوم ہوتا ہے۔ کوئی تعجب نہیں کہ یہ اور گزشتہ رسالہ ایک ہی شخص کی تصنیف ہو۔

اس رسالہ کا موضوع بھی فقہ ہے۔ اس کا آغاز گزشتہ رسالہ کی طرح اور اسی دعا سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد کی تحریر یہ ہے۔

”یوجہ تونیک بخت کرے تو تجکو اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں
جو یو رسالہ حجۃ الاسلام کو کیتک مسائل متعبر کرتا ہاں سوں چکر
نکالے ہیں۔“

خاتمہ

یہ کتاب حجۃ الاسلام ہے۔ اس کو یاد رکھنے سے فائدہ
مسلمانی میں حاصل ہوتا ہے۔ اور نہیں تو وہ مسلمانی سے
باہر ہے حجۃ الاسلام اب سب یہ تمام ہوئی۔“
تمام شد۔ کاربن نظام شد

(۳) - کشف الخلاصہ۔ (ورق ۹۲ ب سے ۱۱۲ ب تک)

یہ مولوی سید شجاع الدین صاحب قادری مرحوم کا منظوم رسالہ ہے جو
”کشف الخلاصہ“ کے نام سے بے حد مشہور ہے۔ اس کی کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔
مولوی سید شجاع الدین صاحب دکن کے ایک مشائخ خاندان سے تھے
علوم اسلامیہ میں بہارت تمامہ رکھتے تھے۔ کئی کتابیں فارسی اور دکنی اردو میں لکھیں
لیکن ”کشف الخلاصہ“ کی طرح کسی کو بھی مقبولیت عام حاصل نہیں ہوئی۔

حضرت مولانا شجاع الدین صاحب قدس سرہ الغزیز کی پیدائش برہان پور میں ہوئی۔ آپ کے والد سید کریم اللہ خاں اپنے زمانہ کے بڑے جید علماء میں سے تھے۔ برہان پور آپ کا وطن تھا۔ پر دادا مولانا میر محمد دایم بھی علم و فضل میں شہرہ آفاق تھے۔

اپنے نانا کے انتقال کے بعد حضرت شجاع الدین صاحب حیدرآباد چلے آئے۔ یہیں اسلامی علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی۔ نواب محمد فخر الدین خاں بہادر شمس الامرانے پچاس روپیہ ماہوار وظیفہ جاری فرمادیا تھا۔ اسی پر گزراوقات ہوتی تھی آپ جامع مسجد میں رہا کرتے جہاں ملک کے بڑے بڑے امرا اور فضلا آپ سے ملنے اور آپ کی فیض صحبت سے مستفیض ہونے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے۔

آپ کی تصنیفات دس بارہ سے زیادہ اور عربی فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں موجود ہیں غزلیں اور قصائد ان کے علاوہ ہیں۔ لیکن ”کشف الخلاصہ“ کی سی مقبولیت اور شہرت عام کسی دوسری تصنیف کو نہیں حاصل ہو سکی اب تک اس کے بیسیوں اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ تمام گھروں اور مدرسوں میں لڑکے اور لڑکیاں اس کو در زبان رکھتی ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہر دو لغزیز تصنیف کسی فارسی رسالے کا ترجمہ ہے جس کا نام ”خلاصۃ الفقہ“ تھا مصنف نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کی کل ابیات کی تعداد (۳۸۳) ہے اور سال تصنیف ۱۱۵۵ھ ہے جو خود نام کتاب ”کشف الخلاصہ“ سے نکلتا ہے۔

۱۔ مناقب شجاعیہ مصنف محمد امیر اللہ دہلوی ص ۵۵ سے ۵۶ مجوزہ المنن تذکرہ ادیبائے دکن ص ۱۰۲
۲۔ آبیانہ مطبوعہ کام آئی پور تے مولوی کمال بریلوی صاحب کے پاس محفوظ ہے جو مرتب کی نظر سے گزرا ہے
تصانیف کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مناقب شجاعیہ ۶۵ - ۶۷

آخراز

سب ثنا ہے حضرت رحمان کو
جان و عقل و دیں دیا انسان کو
فضل سے اپنے ہمیں مستر آں دیا
اس میں امر و نہی سب روشن کیا
عقل دے کر فتنہ سمجھایا، ہمیں
راہِ دہ تھیک کی بتلایا، ہمیں

خاتمہ

آل و اہل بیت و اصحاب اجمعین
تابعین اور بد تبع تابعین
بعد ازاں سب مومناں و مومنین
استجب مولائے رب العالمین

(۴)۔ وفات نامہ حضرت رسالت پناہ صلعم

مصنف کا نام معلوم نہیں۔ سنہ تصنیف خود مصنف نے ۱۱۱۱ھ

بتلایا ہے۔

ہوا نسخہ یہ ہجرت بعد سارا
ہوا برساں گیارہ پر گیارہ
دیا تو نسیق اپنے فیض سے اب
کیا اس پر سے میں نصیر مرتب
الہی جو لکھا یہ خط یک سر

عطا دیدار کر تیرا سرا سرا
رسالہ منکوم دکنی زبان میں ہے اس میں آنحضرت کی ہجرت کے بعد
وفات تک کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔
آغاز

بیان اول کدوں حمد خدا میں
زبان اوپر اس کی ابتدا میں
کیا قدرت سوں ظاہر اپنی قدرت
بنا کر جگ دکھایا اپنی حکمت

.....
ہر ایک دکنی زبان پھر کو پھر
دور محتاج کس کا آب و جھ

خاتمہ میں مصنف نے رسالہ کی کل ایسات کی تعداد ۲۲ بتلائی ہے
یہ بتیاں ہیں دو صد بست دو

خاتمہ

اپنی بحق نبی کریم پ
بخش محمد کی امت کوں تو حیم
تمت تمام شد کاڑن نظام شد

تحریر پہلول خاں ہی کی ہے۔ لیکن دوسرے تمام رسالوں کے برخلاف
یہاں کاتب نے ترقیہ نہیں چھوڑا۔

(۵)۔ وفات نامہ خاتون جنت ادرق ۱۲۱ ب سے ۱۲۵ ب تک
اس رسالے میں حضرت خاتون جنت کی وفات کے حالات

درج ہیں۔ اس کا سال تصنیف ۱۲۲۴ھ ہے
آغاز

کیا ابتدا میں بنام خدا
کہ مارے جلاوے وہ بالے سدا
محمد نبی سید المرسلین
صیب خدا رحمت العالمین

خاتمہ

الہی دعا کو تو کرنا قبول
ز برکت محمد وآل رسول
محمد ترے چار یاراں امام
مگر پنجتن پاک عالی مقام

(۶) کنز المسائل (درق ۱۲۶ و ۱۲۷) ۱۲۴۴ھ تک تصنیف کا نام اور
حال کچھ نہیں ملتا۔

کتاب کا موضوع فقہ کے مسائل ہیں۔ کتاب ۲۹۹ محرم شمس ۱۲۴۴ھ کی لکھی ہوئی ہے۔
آغاز

خدا کی ثنا اور صفات کہہ تمام
کہوں میں نبی پر درود و سلام
صفیات پھر کروں میں آل و اہل
کہ تابع ہیں ان کے بنی امتی

خاتمہ

نفر حب کرے تو کے قفسہ مخمور

دعا سے اس عاجز کے تئیں یاد کر
 سخن کر ہوا سیرا سراپا خطا
 بزرگوں سے ہے چشم لطف و عطا
 کیا میں نے اس مختصر کو تمام
 محمد نبی پر درود و سلام

(۷) - احکام الصلوٰۃ (ورق ۱۳۵ سے ۱۴۳ ب تک) یہ کتاب
 غرہ صفر ۱۲۶۵ء کو لکھی گئی ہے ۔

آخری شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا نام شیخ صاحب تھا ۔
 کیا شیخ صاحب فرض کا بیان
 مسلمان مومن پر ہوئے عیاں
 آغاز حمد سے ہوتا ہے جس کے دو شعر حسب ذیل ہیں ۔

اول حمد بولوں بنام خدا
 سنا اور صفت اسکی کرنا ادا
 سنا اور صفت سوں اوہے غنی
 سنا دار اس کو یو کبر و سنی

اس کے بعد مسائل شروع ہوئے ہیں ۔

(۸) - معراج نامہ - (ورق ۱۴۴ ب سے ۱۴۶ ب تک) گزشتہ
 رسالوں کے کاتب بہلول خاں ہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا رسالہ ہے 'ورید بلاتی'
 کا تصنیف کردہ ۔

سنہ تصنیف کا پتہ نہیں چلتا ۔ اس کا سنہ کتابت ۱۲۶۵ء ہے
 اور یہ کن ابیات سے ظاہر ہوتا ہے جو بہلول خاں نے ترقیمہ میں اپنی عادت

کے خلاف صرف اس سال کے آخر میں موزوں کئے ہیں۔

ان میں کتاب کا نام سکونت اس شخص کا نام جس کے لئے یہ کتابت سرخا پائی اور سن کتابت تمام امور نظم میں لکھے ہیں جس کی آخری بیت یہ ہے۔
 کہ سن یہ اس کا تمہیں دیکھ لو
 یکھزار دوسو پینسٹھ ہجری کہو

کتاب کا موضوع معراج ہے۔ آغاز حمد (تاریف باری تعالیٰ) سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد معراج کے تمام واقعات فرداً فرداً بیان کئے گئے ہیں اس واقعہ کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمام اصحاب سے رات کا واقعہ بیان فرمایا تو اس وقت ایک یہودی بھی اس کو گھڑا سن رہا تھا۔ اُس نے آنحضرت کی تکذیب کی اور گھر چلا گیا۔ اس پر خدا نے اس کو معراج کی حقیقت سمجھائی چاہی۔ چنانچہ جب وہ پانی لینے دریا پر گیا گھڑا کنا لے رکھ کر غسل کرنے کے لئے پانی میں غوطہ لگا کر نکلتا ہے تو اپنے آپ کو ایک سرجین عورت کی شکل میں پاتا ہے ایک موز بردستی اس کو پکڑ کر اپنے مکان لے جاتا ہے۔ عرصہ تک یہ دونوں بچا رہتے ہیں یہودی کو مرد کے بطن سے (۷) لڑکے بھی پیدا ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ایک روز اس کو پھر دریا پر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہ نہاتا ہے۔ اور غوطہ لگاتے ہی مرد کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ فوراً گھڑا لیکر مکان کی طرف جاتا ہے۔ گھر پہنچتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی عورت مچھلی دھونے بیٹھی تھی ویسی ہی بیٹھی ہوئی اس کے دیر تک واپس ہونے پر پریشانی کے آنسو بہا رہی ہے وہ حیران ہوا۔ اپنے واقعات لوگوں کو سنائے اور سب نے اس کو میو توں بنایا آنحضرت کا چپکا ہو رہا۔ اور حضرت رسول انور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

آغاز

اول نام اللہ سو بولوں احد
 ثنا و صفت اسکی ہے بے عدد
 ثنا اس اوپر نت سزاوار ہے
 کونہا قدرت میں کر بار ہے

خاتم

جو سید بلاقی نبی کا غلام
 قصہ یو کیاں میں لطف سوں تمام

”معراج نامہ“ کے تین مخطوطے کتب خانہ جات شاہان اردھ میں موجود تھے جن میں سے ایک قوچخانہ میں تھا اور دوسری محل میں (ملاحظہ ہو فہرست مرتبہ اسپرنگر مخطوطات)

(۹)۔ نور نامہ

یہ رسالہ حضرت شاہ عنایت کی تصنیف ہے جو نواب مغفرت آباد
 آصف شاہ بہادر کے معاصر تھے آپ بلند پایہ درویش تھے۔ لیکن وضع عام
 درویشوں سے فراموش تھی۔ ٹاٹ کا جہیز پہنتے تھے جس وجہ سے ”ٹاٹ شاہ“
 نام پڑ گیا تھا لوگ آپ کے بڑے معتقد تھے آپ کی یہ حالت تھی کہ جو کچھ
 ملتا اس کو غریبوں اور مسکینوں میں باٹ دیتے۔

علم ظاہری سے زیادہ علوم باطنی میں دستگاہ کامل حاصل تھی جب
 آپ اورنگ آباد تشریف لے گئے تھے تو وہاں کے جید عالم مولانا قمر الدین
 آپ کے معتقد ہوئے۔ آپ کا انتقال ۱۱۵۵ھ میں ہوا اس رسالہ کی

تصنیف کا سال جو مصنف نے ۱۱۱۱ ہجری بتایا ہے اور یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ یہ کسی زبان کے رسالے کا ترجمہ ہے۔ جو نثر میں تھا۔

رسالہ کا موضوع نور انوار حضرت صلعم پر ہے۔ قدردور گزرے ہیں انہی تفصیل ہے۔ آغاز حمد سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد ”حکایت وحی“ کے عنوان کے تحت بتلایا ہے کہ ابابکر و درجہ بریل سے آنحضرت کی گفتگو ہوئی جبریل علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ ایسے نذر سے کن کن چیزوں کی پیدائش ہوئی آنحضرت کے ذہان مبارک کی تعریف کے بن ”خاتمہ“ کا عنوان ہے جس میں ”نورنامہ“ کی اہمیت بتلائی گئی ہے۔

آغاز

الہی کہ نہار کرتاروں
سنوایا ہے قدرت میں سناروں

خاتمہ

ایک نورنامہ نصیر
سو دیکھی کیا شعریں سرسبز
تخلص میں ہے عنایت و شام
مراجد ہے محکوں محمد پناہ
میرا پیر حضرت حسین شاہ ہے
محی الدین کا خاص اولاد ہے
مرتب کیا ”نورنامہ“ تمام
بخت محمد علیہ السلام
کہ ہجرت نبی تھے ہزار ایک صد

تھی ایکیارا اتمے سال ہوا ہے یوتد
 ہزاراں دروداں ہزاراں سلام
 بحق محمد علیہ السلام
 ترقیم سے اس رسالے کی کتابت کی تاریخ ۱۹ ماہ صفر ۱۲۶۵ھ معلوم
 ہوتی ہے۔

(۱۳) ہدایت الہندی (۱۱/۴)

اوراق ۱۰۴ سطور ۱۳ تقطیع $\frac{3}{4} \times 8$ نستعلیق شکستہ
 خط ابتدائی اوراق غائب ہیں ولایتی رنگین کاغذ نسخ
 ید مبارک حسین ساکن ترجنا پٹی نہ تحریر ۱۲۶۱
 یہ مثنوی دکنی زبان میں مسائل فقہ پر لکھی گئی ہے۔ اگلے کچھ اوراق غائب
 ہیں۔ آغاز اس بیت سے ہوتا ہے۔

نہ قد ہو صورت نہ شکل و شبی
 نہ کہنہ نوا کوئی نہیں اس کبھی
 نہ دیلا نہ موٹا نہ کوتاہ دراز
 نہ جوہر مرکب نہ جسم و فراز
 نہ نیست ہو دیگا نہ جوڑا نہ تول
 مثال اسکا کس بہانت میں ناتول

غالباً مفقود اوراق میں مصنف نے کتاب کی تالیف کا سبب خود
 اپنا نام اور دیگر امور بیان کئے ہوں گے۔ موجودہ اوراق میں کہیں ان امور کا

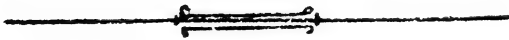
ہتہ نہیں چلتا۔ آخر میں بھی خاتمہ کتاب کا عنوان نہیں ہے جس سے متعلقہ امور کچھ روشنی پر سکتی۔

خاتمہ

دے صبر اور شکر کوں لے آئیے
تو پاؤ کا عزت میں جو یوں منکے
اصل کتاب کے خاتمہ پر ترقیمہ میں کتاب کے متعلق جو کچھ بھی موجود ہے۔
اس کی نقل یہ ہے۔

”لکھی گئی یہ کتاب مسمیٰ ”ہدایت الہندی“ واسطے مرقضی خاں
صاحب کے اور راقم اس کا سید مبارک ساکن تر چنابلی
اور تمام پائی یہ کتاب فی التایخ دوسری ماہ ذیقعدہ ۱۲۱۵
نبوی صلعم

آخر میں چند اوراق پر ایک اور رسالہ عربی زبان میں کلمات طیبات
نما روزہ پر لکھا ہے۔



(۲)

تصوف

(۱۴) باغ ارم۔ (۶ب۱)

اوراق ۲۰۹ سطور ۱۱۔ تقطیع $\frac{1}{4} \times 8 \frac{1}{4}$ دستلیق
شکستہ آمیز خط کا غندمیسی غالباً مصنف ہی کی تحریر ہے۔
ترقیمہ میں صرف اس قدر لکھا ہے۔

بفضل تعالیٰ من اتمام یافت
بتایخ دوازدم ربیع الاول سن ۱۲۶۱ھ

یہ شہنوی مستغان علی کی تصنیف ہے جن کا تخلص مستغان ہے۔ اس کا
اظہار خود مصنف نے ایک شعر میں کیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ میں صدیقی النسل
ہوں۔ اور میرے جد جد شاہ علاء الدین تھے۔

بہر نام مصطفیٰ و آل پاک
مستغان کو بخش دے مت کہ ہلاک
شاہ علاء الدین میرے جد جد
تمہی فقیروں میں جیسے تیری مدد

تاریخ تصنیف ۱۲۴۴ھ بتلائی ہے۔

نام اس کا میں رکھا باغ ارم
رکھ مدام اس کو خدایا محترم
سال بھی اس نام سے ہے آشکار
یکہزار دو صد چہل و چہار

یہ مثنوی مولوی جلال الدین رومی کی مثنوی کا اقتباس اور ترجمہ ہے جو
۱۲۴۴ھ میں شروع ہو کر ۱۲۶۰ھ میں اختتام کو پہنچا۔

کتاب 'فہرست حمد و نعت اور سبب تالیف کے ابواب کے علاوہ
کل ۱۲۵ حصوں پر منقسم ہے۔ جس میں مثنوی کے چھ دفتروں کا منتخب ترجمہ ہے
ترجمے کی اس کی میں ڈالا اساس
ماصل اس کا کر نصیحت اقتباس

آغاز

حمد کیا کوئی زباں پر لاسکے
بے نشان کا کیا نشان بتلا سکے
ممکنات حادث نامستقیم
پائیں کیوں واجب کے اسرار قدیم
ہے منزہ ذات پاک ذوالجلال
نارسا اس کنہ میں وہم و خیال

خاتمہ

ختم تیرے نام پر ہے یہ کتاب
اے خدائے مستعان و مستطاب

ترقیمہ

بفضل تعالیٰ حسن اتمام یافت
تاریخ دوازدهم ربيع الاول سنہ ۱۲۶۱ھ

(۱۵)۔ رسالہ پنج گنج اور رسالہ ذکر طلی (۲۶ ب)

اوراق ۲۰۔ بطور ۱۵۔ تقطیع ۳، ۴، ۵۔ نستعلیق خط
دوہی کاغذ (دونوں رسالے ایک ہی خط میں اس طرح لکھے ہوئے
ہیں کہ ایک کے ختم ہوتے ہی (درق ۳ ب کے آخر سے)
دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔

(۱)۔ رسالہ پنج گنج (درق ۱ سے ۳ ب تک)۔

یہ رسالہ مظلوم ہے۔ اور شاہ برہان الدین جامی کے ارشادات پر مشتمل
ہے۔ شاہ برہان الدین جامی دکن میں مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے والد شاہ
میر انجی شمس العشق تھے۔ علومِ ظاہری اور باطنی سے بہرہ ور ہو نیکے بعد
واحدی سے بیعت حاصل کی۔ مشہور ہے کہ آپ سچد خوش خلق عظیم الطبع اور
منکسر المزاج تھے۔ تصوف و سلوک میں متعدد رسائل آپ کی تصنیفات سے
بتلائے جاتے ہیں۔ غالباً آپ کے کسی مرید نے آپ کے ارشادات کو اس رسالے کی شکل میں جمع کیا،
۹۵۰ھ پندرہ تاریخ ماہ جمادی الثانی کو انتقال کیا اور والد کے گنبد
(بیجاپور) میں دفن ہیں۔

پنج گنج نظم میں ہے۔ اور اسی نام کی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے۔ رسالہ (۱)
 حمد باری تعالیٰ (۲)؛ نست (۳)؛ آغاز کتاب پنج گنج (۴)؛ ذکر اللسان تعلقہ ذکر الروحانی
 اور درہ ہشاہدہ کے پانچ عنوانات پر مشتمل ہے۔ شروع میں ناصیہ درق اپر "خواجہ
 مسین الدین چشتی ہند الولی عطاءے رسول" اور پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم "مرقوم ہے
 آغاز

بنام خداوند نام خدا
 سرا کر کہوں میں دے دم سدا
 عجب اسم او فرخ فرخند ہے
 جو کوئی اس کا ذکر سوا و زند ہے
 آغاز کتاب کے عنوان کے آخری اشعار یہ ہیں۔
 پو پنج گنج غایت کرے تیج الہ
 بفضل محمد رسالت پناہ
 دکن کے جو ہیں پیر شاہ برہان
 کہے دو ذرا سوں ہر انگ کو بیان
 مکن وجہ اول توں یوں جانے
 دوم وجہ زکس کیرا ادعیان لے

ترجمہ

بفضل البنی علیہ السلام
 یو پنج گنج کا یہاں ہوا اختتام
 تمت تمام شد

(۲) ذکر جلی (درق ۲ ب سے شروع

یہ رسالہ بھی تصوف پر مگر غریب ہے۔

انشاء محمد کے راز رموز کیاں باتاں کسی
نا محرم کی اچھے تابونا اگر بولیا تو کافر
ہو بیکار سنیکا سو دیوانہ ہو بیکار کسی کوں
سنا کر دیوانہ نہ کرنا ہو راپے بولکر کافر
نہ ہونا۔ اول طالب سوں یوں شرط
کرنا بعد از اسکوں ارشاد بولنا
نظم (آگے مختصر سی نظم ہے)

خاتمہ

اے بار خدا یا ارادت کر مجھ پر تاکہ تیر ہی حد
ذات میں فنا ہوں۔ اس سات شغل
سوں عارف الوجود کوں خدا کے حوالے
کرے تاکہ اس میں شیطان داخل نہ ہوئے
انشاء اللہ تعالیٰ تمت تمام شد

اسکے اختتام کے بعد ورق ۲۰ پر چنیدا بیبا فارسی اور کھنی زبان میں ہے۔

(۱۶) پنچی باچھا (۱ ب ۳)

اوراق ۱۵۱۔ سطور ۱۴۔ تقطیع ۸ x ۵۔ نستعلیق شکستہ آمیز خط
آخر ناقص۔ نسخہ کے نام اور سن کتابت کا پتہ نہیں چلتا۔

پروفیسر گارسان دتاسی کے قول کے مطابق اس کا سن تصنیف ۱۲۳۵ء ہے۔ ببلو تھاک ڈراما رگن لیا نڈش کیشل شافٹ میں اس کا جو نسخہ محفوظ ہے۔ اس سے اس کا سن تصنیف ۱۱۵۱ء ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اکثر نسخوں سے ۱۲۳۵ء سال تصنیف معلوم ہوتا ہے۔ جس کا پتہ ان کے آخری شعر سے چلتا ہے۔

جب کیا تایخ کا دل میں حساب
تب ہوا میزان کیا خاصا کتاب

انڈیا آفس کے کتب خانہ میں اس کا جو نسخہ موجود ہے اس میں دوسرا مصرع یوں ہے۔

تب ہوا میزان میں یو خاصا کتاب

جس سے ۱۲۳۵ء تاریخ تصنیف نکلتی ہے (کٹلاگ آف دی ہندوستانی میس کرپٹس ص ۶۳ نمبر ۱۲) یہ تاریخ ”یو خاصا کتاب“ سے نکلتی ہے۔ لیکن بعض مخطوطات میں اس کی جگہ ”کیا خاصا کتاب“ بھی لکھا ہے جس سے ۱۱۵۶ء سن نکلتا ہے۔ اس کے مصنف کا نام شیخ وجہ الدین دہدی ہے جو کرنول کے باشندے تھے صوفیاً مشرب رکھتے تھے دکنی میں کئی مثنویوں کے مصنف ہیں۔

(۱)۔ مثنوی باغ جانفسرا (۱۱۴۵ء) جو قیام دھارور کے زمانہ میں اپنے ایک صوفی منش دوست عبدالقادر کے مرشد صادق کی فرمائش پر ایک لمبے افسانہ کو نظم دکنی کا جامہ پہنا کر لکھی گئی۔

(۲)۔ مثنوی تحفہ عاشقاں (۱۱۵۳ء) شیخ فرید الدین عطار کی مثنوی ”گل و ہرمز“ کا ترجمہ ہے جو ”خسر و نامہ“ یا ”خسرو گل“ کے نام سے مشہور ہے پروفیسر بلوم ہارٹ نے ریو اورایتھے کے حوالہ سے ”پنجی باچھا“ کے مصنف کا تخلص ضعیف بتلایا ہے۔ جس کی سند میں وہ مثنوی مذکور کا یہ شعر

جی موافق فہم اپنے کے ضعیف
اس کتاب خاصہ کا نظم شریف
یہاں پروفیسر بلوم ہارٹ کو سہو ہو گیا ہے۔ دراصل ضعیف اس جگہ
فہم کی صفت آئی ہے۔ جو ذیل کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔

تھا دلے جیوں فارسی میں یو کلام
کم سمجھ سکتے تھے اس کو خاص دماغ
گرچہ میں بھی کچھ نہیں معنی شناس
کان مجھے اس کے سمجھنے کا قیاس
لیکن اس کے دیکھ کر دلچسپ بول
یک بیک یورول نے آیا کلول
جو موافق فہم اپنے کے ضعیف
اس کتاب خاص کا نظم شریف
قصہ کر دکھنی زبان میں یکے آؤں
تار ہے دنیا نے میرا بھی ناؤں

(جی) کی جگہ جو ”اور“ خاصا ”کی جگہ خاص“ کتابت کے اختلافات

ہیں۔

اس مخطوطے میں خاتمہ کتاب کے عنوان سے بالکل پہلے اور سکندر
بادشاہ کی حکایت کے آخری شعر میں مصنف کتاب کا نام بچی باچھا ”بتلاتا ہے۔

(ورق ۵۰ اب)

خاتمہ کے عنوان کے تحت بالکل پہلے ہی شعر میں مصنف اپنا تخلص

دجہدی بتلاتا ہے۔

شکوہ کردجہدی کہ بر وجہ صواب

ختم ہوئی توفیق حق سوں یہ کتاب

یہ کتاب کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔ مطبع حیدری کا ۱۲۸۲ء میں چھپا ہوا نسخہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں مصنف کا نام وجہ الدین لکھا ہے۔ ”پہنچی باجھا“ شیخ فرید الدین عطار ہی کی فتویٰ ”منطق الطیر“ کا ترجمہ ہے۔

لے پہنچی پیارے سخن آواز کر

حمد سوں حق کے بلند آواز کر

شوق سوں ایسا اچایا سیک چھپا۔

جی رہے تر لوگ کا عالم لو بھا

خاتمہ

کا ایک ورق غائب ہے۔ کتاب یکا یک اس شعر پر ختم ہو جاتی ہے۔

لیکن اس کے دیکھ کر دل سوں یوں

یک یک یوں دل سے آیا کلول

دوسرے نسخوں میں اس کے بعد اور چار شعر یہ لکھے ہوئے ہیں۔

جیو موافق فہم اپنے کے ضعیف

اس کتاب خاص کا نظم شریف

قصہ کر دکھنی زباں میں لیکے آؤں

تارہے دنیا سے میز بھی ناؤں

اس نے یارب میرا ہوتا ہے کام

شکر ہے جو ہوئی پہنچی باجھا تمام

جب کیا تاریخ کا دل میں حساب
تب ہوا میزان میں یہ خاصا کتاب
پہنچی باجھا کے مختلف نسخے عام طور سے ملتے ہیں اس کا ایک ایک نسخہ
کتب خانہ آصفیہ (حیدر آباد دکن) میں بھی موجود ہے۔ (جلد دوم ص ۱۲۸۲ نمبر ۶۴)
اور ایک نسخہ انڈیا آفس میں (بلوم ہارٹ ۱۲۷۱)

(۱۷) جذباتِ محمدی (۶ ب ۴۱)

اوراق ۲۲۱۔ مطور ۱۴۔ تقطیع $۸ \frac{1}{4} \times ۳ \frac{1}{2}$ ۵ خوشخط
تسلیق خط کرم خوردہ۔ کاغذ دیسی کا تب محمد یوسف تحریر
در ماہ شعبان المعظم بتاریخ بست و ہفتہ ہجری شہر مذکور ۱۲۲۹
ہجری سنی کیلئے ایک سطر کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔
مصنف کا صرف تخلص نداء معلوم ہوتا ہے فن تصوف میں دکنی فتویٰ ہے۔
جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

حمد حق بس ہی ہے کھول زبان
بسم اللہ رحیم ہے رحمان
کس کا مقدور حمد بول سکے
آنکھ اس پر کھول سکے

خاتمہ

کرے طالب جو اس کتاب کی میر

چاہو اللہ سے خاتم بالغیر

ترقیمہ

ایں کتاب جذبات محمدی در راہ شعبان المعظم
بتایخ بستہ ہندوئم شہر مذکور ۱۲۵۷ھ تحریر یافت

(۱۸) حبل الوریثہ (۶ ب ۵)

اوراق ۱۳ - سطور ۱۵ - تقطیع $\frac{1}{4} \times 12 \times \frac{1}{4}$ - تعلق خط

کافذ نفیس رنگین ولایتی - کاتب وزیر علی سال تحریر سنہ ۱۲۵۷ھ

اس کے ساتھ مزید ۱۵ رسالہ فن تصوف کے فارسی زبان میں لکھے ہوئے

ایک جلد میں شامل موجود ہیں۔ یہ سب ایک ہی قسم کے کافذ پر ایک ہی کاتب
نے لکھے ہوئے ہیں۔ دیگر پانچ رسالوں کے نام حسب ذیل ہیں -

(۱) عقائد صوفیہ (۲) عداۃ خمسہ اللہ فتح اللہ (۳) رسالہ دقایق -

(۴) مرآۃ الوجود از محمد بن نور النفی الجعفری الشیرازی (۵) نفس الرحمانی از

شیخ موسی بن شیخ داود -

سوائے ایک رسالہ کے باقی کسی میں کاتب کا نام یا مصنف کا نام

نہیں ملتا۔ پہلے رسالہ کی تاریخ تحریر ۱۲۵۷ھ جب سنہ ۱۲۵۷ھ ہے۔ دوسرے رسالہ بھی
قریب ہی زمانہ میں لکھے گئے ہوں گے۔ کاتب کا نام وزیر علی ہے۔

حبل الوریثہ کے مصنف کا پتہ نہیں چلتا اس میں تمہید میں ایک جگہ

سرف اس قدر لکھا ہوا ہے کہ وہ "ایک خاندان آوارہ اور پیر و سنگیہ چشتی نظامی سلیمان

کام دیکھتے“ اور یہ رسالہ آپ ہی کی ارشاد کی تعمیل میں لکھا گیا ہے۔
 رسالہ سلوک اور معرفت کے اعلیٰ رموز اور نکات کا مخزن ہے۔ جابجا
 روح یا نقشوں کے ذریعہ مطلب کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس قسم
 کے (۸۱) نقشے موجود ہیں۔

آغاز

”معرض کرتا ہے بندہ ذلیل خاک راہ۔ اہل سلوک حق خواہ
 چین علوم محققان بزم ہدایت ہادی مطلق۔ بندہ بارگاہ مولانا
 و مرشدنا و ہادینا حضرت پیر و سنگیر خشتی نظامی سیستانی سلمہ تعالیٰ
 علی رؤس الخادین“

خاتمہ

”اب سالک واصل خدا ہے۔ اور عبد اللہ مناسب ہے۔
 ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون کے یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ
 سب بھائی مسلمانوں کو یہ توفیق عنایت فرمائے۔
 آمین رب العالمین۔ تمت تمام شد

۱۹۔ خیالات صاول (۶۶)

اوراق ۹۲۔ سطور ۱۷۔ تقطیع $\frac{1}{4} \times 6$ ۶ مستنطق خط تحریر
 ہنتم شہر مجاہدی الاول روز شنبہ ۱۲۶۶۔ ساخ جمعہ دار
 میر عابد علی مزید مصنف سالہ سال تصنیف کتاب سلسلہ

مقام تحریر شہر بنگلور

سلوک و معرفت میں شاہ امیر الدین قادری کی فتویٰ ہے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی تجویز فتویٰ معنوی کی تقلید میں کئی دفتر لکھنے کی تھی لیکن صرف ایک دفتر (دفتر اول) باقی ہے۔ جو مکمل ہے۔ آخر ورق پر مصنف لکھتا ہے۔

ختم کر کے دفتر اول رکھا
جب قلم اس راہ میں لکھنے سے تھکا
اور جو کچھ ہے میرے دلیس نہاں
پھر خدا چاہے تو بولوں کا عیان
مصنف نے تاریخ تصنیف کا بھی ایک شعر میں ذکر کیا ہے۔
بست پر تھے چار بارہ سو برس
جب اٹھی تھی دلیس میرے یہ ہوس

انہاز

اس فتویٰ کا آغاز اسی دور کی اکثر کتابوں کے برخلاف راست بحث سے ہوتا ہے۔ تصوف اور اخلاق کے نکات کے درمیاں کہیں کہیں برجستہ حکایات بھی بیان کئے گئے ہیں۔

مے بدلیسی جوڑے کچھ بات بول
بات کی کہنی سے دل کا قفل کھول
تا کہنے یہ رین کالی سن کے بات
بن کہانی کیوں کہے تنہا یہ رات

جوڑے“ کا جواب اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ وہ اپنی کہانی بیان کرتا ہے کہ کس طرح نیستی سے وہ عالم وجود میں آیا۔ اور دنیا کے بھٹیڑوں

میں بچپن گیا۔

خاتم

اور جو کچھ ہے میرے دلیں نہاں
 مگر خدا چاہے تو بولوں گا عیاں
 ورنہ رکھنا بھی کہ میرے ہاتھ پر
 تم دعا کی ختم ہے اس بات پر

ترقیمہ

بفضل اللہ تعالیٰ جل شانہ دفتر اول خیالات وصال کراڑ تصنیف
 مرشدی مولانا شاہ امیر الدین قادری قدسنا اللہ تعالیٰ با
 سراجم و افاض علینا من برکاتہم ساکن احمد نگر وارجمہما اللہ تعالیٰ
 بتلیخ ہفتم شہر جمادی الاول بروز سہ شنبہ ۲۶ آہ نبوی بمقام
 بنگلورا ز دوست عامی پر معامی جمعدا میر عابد علی نوشتہ شد۔

(۲۰۱)۔ رسالہ فاتوریہ (۶ ب،)

ادب
 دیگر رسائل

ادراق ۷۲۔ سطور ۱۵۔ تقطیع ۱۳ x ۱۰۔ خط خوبصورت

نقلیق چکنے و نایتی کاغذ پر۔ لوح سرخی کے

یہ تصوف کے چار نثری رسالوں کا مجموعہ ہے۔ جو ایک ہی طرز اور خط میں

لکھے گئے ہیں۔ ان کے مصنفین بھی جدا جدا ہیں مصنف کے نام یا کاتب کا پتہ ہر رسالے میں نہیں چلتا۔ عام مخطوطوں کے برعکس ان میں سے کسی میں بھی ترقیم نہیں ہے۔ اس لئے سن کتابت درج نہیں۔ ایک رسالہ میں ”من لکن“ کے کچھ شعر متن میں آگئے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ”من لکن“ کے بعد کی تصنیف ہیں۔ ”من لکن“ رسالہ اللہ کی تصنیف ہے۔ ہر رسالے کا حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) رسالہ قادریہ پہلا رسالہ اسی نام سے موسوم ہے۔ اس کی سُرخی ہے ”یہ رسالہ قادریہ حضرت دادا مرشد سید محمد شاہ میر قادری سرور، بیان میں تنزیلات کے جوہر و امق بعض اصطلاح قادریہ کے فرمائے ہیں۔“

اس عبارت سے صرف اس قدر پتہ چل سکتا ہے کہ یہ رسالہ سید محمد شاہ میر کے ارشادات سے ہے۔ چونکہ بعض رسالے اس قسم کے بھی دستیاب ہوئے ہیں جن میں مرشدین کے اقوال و ارشاد کو مریدوں نے اپنے طور پر ترتیب دیا ہے اس لئے یہ صحیح طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ رسالہ خود حضرت سید محمد شاہ میر کا مرتبہ ہے یا ان کے مریدوں میں سے کسی ایک کا

آغاز

”شنا اور شکر سزاوار اس خدا کو جو انسان کو اپنی ذات و صفات کی معرفت سے مشرف کیا۔ اور اپنی توحید اور یگانگی کی خلعت عطا کیا“ اصل مبحث کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

”اول فرض بندہ مکلف پر ایمان ہے۔ اور ایمان کلمے سے

حاصل ہوتا ہے۔ یعنی کلمہ میں بیان خدا کی وحدانیت کا

اور محمد رسول اللہ کی رسالت کا ہے“

خاتمہ

سنی ششم در شریعت الاسلامیہ و حقیقت لامقصود اللہ
در معرفت لاسموجود اللہ

تمام شد (ورق ۱۷)

(۲) دوسرے رسالے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام آنحضرت او نامے ندارد

بہر نامے کہ خوانی سر برآورد

یعنی ابتدا اس کے نام سے ہے جو ایک نام نہیں رکھتا۔ بلکہ حیران نام سے تو اسے بلا دیگا سراٹھا دیگا۔ یعنی جواب دیگا۔

بیاں اس میں ہے پیراں کے ادب کا

مریدان کے سعادت کے کسب کا

ہی کتاب کا موضوع بھی ہے۔

فائتہ

یعنی جس وقت جس حال میں کہ قبر میں ہے۔ مجلس میں بھی

ہے اور اسلی علیین میں بھی ہے ادب سوائے اس کے

بہت ہے لیکن اتنے بھی مرید کو کافی ہیں۔ والسلام

(ورق ۲۸ ب)

اس رسالے کی اہمیت زیادہ تر یہ ہے کہ اس میں مصنف نے حضرت

خواجہ بندہ نواز کی کتاب ”خاتم کتاب“ حضرت شیخ محمد کی کتاب ”بحر الاسرار“

حضرت شیخ نصیر الدین کی کتاب ”ملفوظ“ اور شاہ اشرف جہاں گیر سنائی کی

کتاب ”تألف اشرف“ کے بابجا حوالے دے دیے ہیں۔

(۱۳)۔ رسالے کی سُرخِی ہے۔

”رسالہ مرشدنا حضرت سید جلال الدین المتخلص باکمل مظلہ العالی
مقصود السالکین۔ من تصنیف معز الیہ مظلہ العالی رب یسر
وتمم بالخیر و بہ نستعین

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالے کے مصنف حضرت سید جلال الدین ہیں اسکا
موضوع بھی تصوف ہے۔ ابتداً منظوم حمد سے ہوتی ہے۔
کردوں حمد خدا یہ دم ہے کہاں
یہ لب و لہجہ اور فہم ہے کہاں
کس طرح یہ ثنا رستم ہو نا
دست اور لوح اور قلم ہے کہاں
حمد کے بعد منظم مناجات بدرگاہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتی
ہے اور پھر اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

”اے طالبِ وقتم جو سیر کرنے والے سیر الی اللہ اور فی اللہ اور باللہ
اور مع اللہ کے ہیں واسطے سالکان راہ حق کے اور طالبان
دیدار مطلق کے پانچ راہ چار منزل اور ایک مقام مقرر کئے ہیں
ورق ۳۳ ب کے حاشیہ پر کمال الدین چشتی کے یہ شعر نقل کئے ہوئے ہیں۔

تو اپنے یار کا جب ہوئے یار الہیہ
تو یار ہوئے تیرا دوست دار الہیہ
اگر ہوں ہے جو مذکور ہوئے ایذا کر
خدا کی یاد میں خود کو بسار الہیہ
مراد بعد سے غفلت ہے ورنہ یوستہ (ہے)

ہے تجھ سے یار تیرا ہمکنار البتہ
 درق ۳۸ ل پر حضرت مرشد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عنوان سے یہ اشعار
 لکھے ہوئے ہیں۔

جن کو اہل شہود کہتے ہیں
 ذات یک دو وجود کہتے ہیں
 ذات تو دو ہیں مگر ایک وجود
 یک ہے وہ وجود خدا کا ہے وجود

درق ۳۹ ب اور ۲۵ ل و ب کے حاشیہ میں اردو نظم اور نثر سے
 اصل مطلب کی توضیح کی گئی ہے۔

درق ۵۳ ۵۴ ل و ب پر ایک ”غنیوی“ اختلافات آں کہ دراصل
 یک است مسئلہ کے ہر شے مطلق“ کے عنوان سے لکھی گئی ہے جس کی ابتدا
 اس طرح ہوتی ہے۔

میں شہنشاہ ہوں اور میں درپیش
 میں ہوں دلشاد اور میں دلریش
 میں سکندر ہوں اور میں دارا
 میرا محکم ہے جہاں سارا
 درق ۵۶ ل پر ”من لکن“ کی تین ابیات مرقوم ہیں۔

خاتمہ

جو اول تھا وہ آخر ہوا یعنی اس دائرے میں جو ذات کے
 مذکور ہوا اول عقل کل ہے عین آخر کا جو انسان ہے ہوا یعنی
 حقیقت عقل کل صورت سے انسان کے تمام ہوئی اور

منظر اور ظاہر ایک ہوا اور نقطہ آخر ساتھ اول کے متصل ہوا
اور کمال تمام بیچ پیدائش انسان کمال کے ظاہر ہوا

(۴) رسالہ - اس کا آغاز یوں ہوا ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
بعد حمد خدائے لوح و قلم
جس سے پائے نمود نقش عدم
اس کو کہتے ہیں احمد بے یم
جس کی درگہ ہے واجب التعظیم

اس منظوم حمد کے بعد سے نشر شروع ہوتی ہے۔ ورق ۱۰ء پر ”یعنی عربی
بیت کے یہ دھنی بولا گیا ہے“ کی سرخی کے تحت مصنف نے اپنی عربی بیت اور
اس کا اردو ترجمہ شعر ہی میں لکھا ہے -

اکملان کنت محتاج الذلیل
حبک اللہ نفسم الوکیل

گرچہ لے اکمل ہے تو محتاج و ذلیل
بس ہے تیرے تئیں اللہ غنی نیک وکیل
اس کے بعد ہی یہ تحریر ہے -

بہ طفیل محمد عربی
ختم پایا رسالہ ورق
عربی سے تھا ایک ورق بہ تمام

ہوا ہندی میں اتنا طول کلام
آگے مزید چار اشعار کے بعد مناجات شروع ہوتی ہے جو ورق ۱۱ ب
کے وسط میں ختم ہو جاتی ہے۔

ورق ۱۲ کی تیسری سطر سے ”دعوت اسمائے حسینی“ فارسی میں شروع
ہوئے ہیں۔ اور اسی پر رسالہ ختم ہوتا ہے۔

ادھر گزے ہوئے اشعار سے یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ غالباً یہ رسالہ
کسی عربی رسالے کا ترجمہ ہے۔

آخری عبارت یہ ہے۔

بسم اللہ الکبیر أعوذ باللہ

الغظیم من کل عرق ذن شر خیر النار۔

رواہ ترمذی (ورق ۱۲ ب)

(۲۱) من لکن (۶ ب ۸)

اوراق ۵۹ سطور ۱۲-۱۴ تقطیع ۳/۴ x ۳/۴ دو طرح کے
خط میں۔ اگلا حصہ نسخ میں ہے۔ اور آخری تعلقیق میں سنہ
کتابت غالباً ۱۱۲۱ھ کا تب حسین صاحب غلام احمد ولد

غلام محمد حسین

غٹوی ”من لکن“ کے مصنف دکن کے ایک مشہور صوفی بزرگ قاضی محمد محمود

بحری ہیں۔ ان کا نام قاضی محمود ہے۔ مگر بحری کے لقب سے مشہور تھے۔

ان کے والد کا نام بھوالدین تھا اور لوگوں میں ”قاضی دریا“ کے لقب سے مشہور تھے۔ ترقیم کی عبارت سے جس طرح ظاہر ہوتا ہے۔ محمود بھری قصبہ گوگی کے متوطن تھے جو نصرت آباد کے مضافات میں واقع ہے۔ ان کی ولادت یہیں ہوئی اور ۱۰۹۵ھ تک یہاں رہنے کے بعد بیجا پور چلے گئے تھے جہاں سکندر عادل شاہ (۱۰۸۳ء - ۱۰۹۷ء) کے دربار سے تعلق ہو گیا۔ ان کے پہنچنے کے دو سال بعد ہی بیجا پور کی سلطنت تباہ ہو گئی یہ ۱۰۹۷ء میں حیدر آباد چلے آئے۔ فارسی اور اردو میں ان کی متعدد تصنیفات ثنویوں غزلوں رباعیوں اور قصائد پر مشتمل تھیں۔ جو بیجا پور سے حیدر آباد کے سفر کے دوران میں قزاقوں کے حملہ سے تباہ ہو گئیں۔ ”من لکن“ کا ترجمہ مصنف نے فارسی میں بھی ”عروس عرفان“ کے نام سے کیا تھا۔ اس کے خاتمے میں اپنے واقعات خود بھری نے بیان کئے ہیں۔ اس مخطوطے میں ان کی تصنیفات سے کچھ اجزا باقی رہ گئے ہیں جن کا تفصیلی ذکر نیچے آئیگا۔

ثنوی ”من لکن“ شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد میں تصنیف ہوئی تھی چنانچہ اس کے ابتدائی حصہ میں ایک باضابطہ عنوان عالمگیر کی مدح میں قائم کیا گیا ہے۔ (دریق ۸ ب)

”من لکن“ کا موضوع تصوف ہے۔ اس کی زبان کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہندی الفاظ کثرت کے ساتھ استعمال کئے گئے ہیں۔ مشکل اور غیر الفہم الفاظ بھی بیکھڑ ہیں۔ اسی وجہ سے اور اس کتاب کی ہر دلعزیزی کے مد نظر سید شاہ اسماعیل بن سید شاہ احمد القادری نے نواب شہامت جنگ بہادر کے ایما سے اس کے مشکل اور غلط الفاظ کا ایک حل ”ارت من لکن“ کے نام سے لکھا ہے۔

۱۔ عروس عرفان کا ایک مخطوط کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (جلد اول ص ۲۵۴ نمبر ۲۵۹) ۲۔ ”فرہنگ من لکن“ کے نام کا ایک مخطوط کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی میں موجود ہے (ملاحظہ ہو فہرست جلد دوم ص ۱۴۶۸ نمبر ۲۸۹)

آخری بیت یہ ہے۔

نہن تری جام ہے بنگاب کی
مشک کی مانند نہ (ہے) آب کی

اس کے خاتمہ کے بعد۔ چہارہ معصوم کے نام لکھے ہوئے ہیں۔

(۳)۔ ایک فارسی مثنوی درق ۶۲ ب سے شروع ہوتی ہے جو بحری کی تصنیف ہے۔

اس میں سکر کے ایک عاشق حق محمد وارش کا دالمانہ قصہ بیان کیا ہے۔

محمد وارش ہندو عشق میں سکر کی ایک بھاڑی سے گر کر جان دیتا ہے۔ اس مثنوی میں درق ۶۸ ب پر مصنف کا تخلص آیا ہے۔

بحری ایں مرگ از خدا بطلب

کہ ہمیں مرگ وصل راست سبب

یہ مثنوی ۶۸ ب پر ختم ہو جاتی ہے۔

محمد وارش کی چابنازی کا واقعہ مصنف کے قول کے مطابق ۱۱۲۴ھ کا ہے۔ اور

اس لئے یہ مثنوی ۱۱۲۴ھ کے قریب ہی کی تصنیف ہے درق ۶۷ ل کے وسط سے ۶۹ ب

تک کچھ عبارت سلیک اور معرفت کے مسائل سے متعلق درج ہے جسکی ابتدا اسطرح ہوتی ہے۔

..... محمودانک کہ آنے کے اوپر دیکھنا..... نور.....

نظر آتا تو اس نور میں اپنے پیر کی صورت دیکھنا۔

(یہ حصہ کرم خوردہ اور ضائع شدہ ہے)

(۴) درق ۹، ب اور ۱۰، ل پر سکندر عادل شاہ کی خدمت میں جو فارسی

مثنوی اپنے افلاس کے متعلق محمود بحری نے لکھی تھی درج ہے۔ اس میں بادشاہ

سے درخواست کی گئی ہے کہ ایک ”وہ بزرگ“ مجھے عطا کرے تاکہ زندگی آرام سے

۱۔ بنگاب نامہ کللیک کمال مخطوط یہ محمد حنیف رضا لکھنؤ والا بادلوں نور علی کے پاس ہے (رسالہ اردو جلد ۱ حصہ ۴ ص ۲۲)

بسر ہو۔

(۵) ورق ۱۷۱ پر متفرق فارسی عبارتیں درج ہیں جن میں ایک بے نقطہ فارسی خط ہے۔ جو لاواود کے نام لکھا گیا ہے۔

(۶) ورق ۱۷۲ ب پر ”مسہود رے“ کے نام ایک خط لکھا ہوا ہے جس میں ان کی والدہ کے اسقاط حمل سے انتقال کر جانے پر تغزیت کی گئی ہے۔ یہ خط ناتمام ہے۔ بیچ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ رے صاحب کم عمر اور غالباً بحری کے شاگرد ہونگے۔

(۷) ورق ۱۷۳ ب پر ”نسل نامہ حاجی نبی آدم حضرت شاہ چیتا اور شاہ نور عالم قدس سرہ العزیز قائم مقام گوگی من کلام محمود بحری“ کے عنوان سے طویل فارسی نظم درج ہے جو ورق ۱۷۴ پر ختم ہوتی ہے۔ ورق ۱۷۵ ب سے فارسی نظم و شعر کے ایک رسالے کا آغاز ہوتا ہے جس کا عنوان سُرخنی سے لکھا ہوا ہے لیکن صاف طور پر پڑھا نہیں جاتا۔ ”یا مابراج المصنوعات“ دکھائی دیتا ہے۔ اس میں ”برگ تمباکو“ اور ”گندراج“ کی تعریف نہایت صوفیانہ انداز میں اسی طرح لکھی گئی ہے جس طرح پچھلے ”بنگاب“ کے رسالے میں بھنگ کی (۸) ورق ۱۷۶ ب پر قصیدہ من کلام محمود بحری سلمہ اللہ کے عنوان سے چند فصلی فارسی زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ ”سلمہ اللہ“ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مخطوطے کی کتابت کے وقت بحری زندہ تھے۔

(۹) ورق ۱۷۹ ب اور ۱۸۰ پر حضرت صوفی سرست اسد الاولیا ساکن بکر کا نسل نامہ درج ہے۔

۱۷۹۔ پورا نام شاہ چندا حسین ہے جو قصبہ گوگی کے بزرگ تھے (ملاحظہ ہو محبوب ذی المنن تذکرہ اولیا کائن جلد اول ص ۲۵۲-۲۵۳)

۱۸۰۔ حالات ملاحظہ ہوں محبوب ذی المنن تذکرہ اولیا کائن جلد اول ص ۲۶۰-۲۶۱

(۱۰) ورق ۹۰ ب سے ایک ثنوی فارسی زبان میں اس عنوان سے لکھی ہے

”ابن نامہ بطریق ثنوی ورجواب عزیز بکجہت زرخند اس نوشتہ“

اسی ثنوی میں ”امارت پناہ“ یعنی خان کا حال لکھا ہے کہ وہ درویشوں کی ریحہ خدمت اور رنجائی کرتا ہے۔ لیکن میری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے مجھے سخت تکلیف ہے۔

(۱۱) ورق ۹۲ ل سے ایک نئی فارسی ثنوی ”در شکایت ملک سکر از محمود بحری غفر اللہ ذنبہ“ شروع ہوتی ہے جس میں شہر کا حال اور اس کی ضمن میں ”گنبد عادل شاہ کلاں“ ”مسجد جامع“ کا ذکر آتا ہے اس ثنوی میں سکر کی تھک سالی کی تکالیف کا ذکر ہے۔ یہ ثنوی ورق ۹۴ پر ختم ہو جاتی ہے۔

(۱۲) ورق ۹۸ ب سے محمود بحری کی فارسی نظموں اور غزلوں کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ مجموعہ ۱۱۵ پر ختم ہو جاتا ہے۔ آخر میں ”روح نامہ یا روح نباتی“ کے خواص ۱۱۶ ہیں۔

یہ مخطوطہ ورق ۱۶۴ ب پر ختم ہوتا ہے۔ اوپر کی تفصیل سے اس مخطوطہ کی اہمیت کا کما حقہ انداز ہو جاتا ہے۔ یہ مخطوطہ قاضی محمود بحری کے فارسی اور اردو کلام کے کچھ حصوں کا مجموعہ ہے جو اکثر محققین کے پاس اب تک نایاب تصور ہو رہا ہے۔ اس مخطوطہ کے متفرق بیانات سے خود بحری کی زندگی پر کچھ کچھ روشنی پڑ سکتی ہے اور بعض واقعات سے شبہ ہوتا ہے کہ غالباً یہ خود ان کی زندگی میں لکھا گیا ہوگا۔ محمد وارث عاشق حق متوطن سکر کی ثنوی سے معلوم ہوتا ہے کہ بحری ۱۱۲۷ھ کے بعد تک زندہ تھے۔ اور ۱۱۳۷ھ میں بمقام گوکی انتقال کیا وہیں ان کا مزار ہے۔

ترقیمہ

تمام شد رسالہ ”من لکن“ من تصنیف قاضی محمود ہجری لکن
گوگی متعلق سکر یعنی حلقہ نصرت آباد چونکہ بہ خاطر داشت
موتوطن گوگی مذکور رسالہ ”من لکن“ نیم کتاب از دست
حسین صاحب تحریر یافت و نصف رسالہ سید غلام احمد
ولد غلام محمد حسین بکاک معجز طراز بر صفحہ اعجاز نگارش یافت
واقعہ تیلاخ مفتح شہر واقعہ روز شنبہ بوقت دوپہر صورت اختتام یافت
سنہ ۱۲۴۳ ہجری بمقدسہ (غالباً ۱۲۴۳)

(۲۳) من لکن - (۶۶-۹)

اوراق ۷۱ - سطور ۱۳ - تقطیع $\frac{1}{4}$ ۶ x ۸ شکستہ آمیزہ نستعلیق خط

عنوانات سُرخ کی۔ دہلی کاغذ۔ آب زدہ۔ مکتوبہ سلسلہ

بمقام رانی بیٹھ (صورت) نسخ محمد مرتضیٰ

من لکن کا ایک اور مکمل نسخہ ہے۔ جو غالباً عرصہ تک کسی کے مطالعہ
میں رہ چکا ہے۔ مشکل الفاظ کے معنی جا بجا تحت لفظ یا حاشیہ پر پینل سے
لکھے ہوئے ہیں۔

آخری شعر یہ ہے۔

”کہ اصل پہ چیت نہ چھانوں اوپر

کر ختم خدا کی نانوں اوپر

ترقیمہ

کتاب رسالہ من لکن حسب فرمائش معروف بخط عاصی پرمحی
محمد مرتضیٰ بروز شنبہ بست و پنجم صفر المظفر ۱۲۴۳ ہجری نبوی
در مقام رانی بیٹھ صورت انصرام یافت

تاریخ

(۲۳۱) روضہ الاطہا (۲ ج ۱)

اوراق ۳۲۲ - سطور ۱۳۵۱ تقطیع ۱/۲ ۸ x ۶ شکستہ آمیز

نستعلیق خط کرم خوردہ۔

اہل بیت اطہار کے حالات خصوصاً شہادت امام حسین علیہ السلام کے واقعات پر دیکھنی فنی ہے۔ جو نوازش علی شیدا کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کا سن تصنیف ۱۳۱۲ھ ہے۔ نوازش علی شیدا دکن کے مشہور شاعر اور مرثیہ گو تھے۔

بڑا تجھ مرثیوں کا جکس ہے دہم

محبانچی کلایا دلوں جیوں موم

(سبب تالیف کتاب)

ان کا زمانہ ولی اور نگ آبادی اور سراج کا زمانہ ہے۔ شیدائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری بھی مثنوی میں لکھی ہے۔ جس کا نام ”اعجازی احمدی“ ہے اور دو جلدوں میں ہے۔ ”اعجاز احمدی“ کا تصنیف ۱۱۸۷ھ

اکیارہ سو اوپر تھا تیسواں سال
(روضۃ الشہداء دلی دکنی - انڈیا آفس نمبر ۱۱۲)

کیا چاہو تم آسانی سے ازبر
اکیارہ سو برس تھا تب یہ بہتر

(روضۃ الاطہار - ورق ۲۱ ب)

مخطوط کے ورق اب پر سلام درج ہے فتویٰ حمد سے شروع ہوتی ہے
حمد کے بعد نعت اور سبب تالیف کتاب کے دو عنوان ہیں۔ سبب تالیف
میں لکھتے ہیں۔

ہوا ایک دن مجھ الہام از غیب
کہ توں حسنین کا شیدا ہے لاریب
بڑا تجھ مرثیوں کا جلمیں ہے دہم
عجائبی کلا یا دل کوں جیوں موم
کتاب اک توں بنا ہندی زباں سو
انجیاں عالم کے کزنجوں سے جیون سو

حمد کے تیرہ اشعار کے بعد متن نشان (۲) ڈالکر حاشیہ پذیل کے سات
شعر لکھ دے گئے ہیں۔

شروع جب میں کیا مضمون الم کا
پھٹا اس درد سے سینہ قلم کا
لگا لکھنے سیاہی سے قلم پھر
سن ہجری تھا گیارہ سو بھتر
ریاست تہی سو اس ملک دکن کے

نظام الملک آصف انجمن کے
 نظام الملک کا فرزند دلبند
 صفات ذات اسکا ہر خلیند
 نظام الدولہ اسکا نام ہیگا
 وہ کیتا فیض ہے یہ کام ہیگا
 سنے تا پیچتن کا غم ہو کر یاں
 جلاتا غم کے ہے آتش یو پنہاں
 تصدق پیچتن کے اے خداوند
 توں رکھ آباد اسکوں اسکے فرزند

لیکن یہ اشعار متن سے مختلف اور کسی بعد کے قلم کا اضافہ معلوم ہوتے
 زبان کے لحاظ سے بھی ان اشعار میں اور اصل متن کے اشعار میں بے حد فرق ہے۔
 سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ اشعار حمد کے عنوان میں جس جگہ بھرتی کئے گئے
 ہیں۔ وہ قدیم اردو کتابوں کی عام طرز کے بالکل خلاف ہے۔ خصوصاً مصنف نے
 سبب تالیف کتاب کا ایک عنوان قائم کیا ہے۔ جہاں ان خیالات کا اظہار
 عموماً کیا جاتا ہے۔ فضول کی تفصیل یہ ہے۔

مجلس اول۔ دروفات سید الانبیاء محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
 مجلس دوم۔ دروفات سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
 مجلس سوم۔ ولادت و محل سعاد و شہادت اسد اللہ الغالب۔
 مجلس چہارم۔ در بیان ولادت و شہادت ثانی قرۃ العین محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین علیہ السلام۔
 مجلس پنجم۔ ولادت با سعادت حضرت سید الشہداء امام سعد و توجہ

نہوں بلکہ منظم و فرستادن یہ خلیل مسلم بن عقیل سمت کو ذہ و
شہادت یافتن۔

مجلس ششم۔ شہادت ہرد و مظلوم یعنی متیمان یہ خلیل مسلم عقیل۔

مجلس ہفتم۔ توجہ نمودن امام آفاق سوئے عراق و شہادت حر و فرزندان خود

مجلس ششم۔ شہادت موالیاں بجنور سید الشہدا

مجلس ہشتم۔ شہادت مظلومان یعنی شاہ قاسم و حضرت عباس و باقی

برادران و برادر زادہا و ہمیشہ زادہائے امام

مجلس نہم۔ شہادت امام حسین و علی اکبر و علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مجلس یازدہم۔ بردن سرہائے شہیداں و اہل بیت بکوفہ وغیرہ۔

مجلس دواہم۔ رفتن اہل بیت بر ملک شام و سوال جواب بایزید و جمعیت

امام زین العابدین وغیرہ۔

مجلس اول کا آغاز حمد تبارک و تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ یہیں مصنف نے

کتاب کا نام بھی ظاہر کیا ہے۔

اول حمد خدا سے ہو سرفراز

کروں میں روضۃ الاطہار آغاز

دو عالم نام پر اس کے ہے خیزا

شہادت کا کیا عالم وہ پیدا

سبب تالیف کتاب میں لکھتے ہیں۔

رکھا ہوں روضۃ الاطہار کر نام

کہ پڑھکر اس کو روئیں خاص اور عام

حمد کے تیرہ اشعار کے بعد سے نعت شروع ہوتی ہے۔ اختتام کا خدہ

بارہویں مجلس۔ میں شریک ہے۔ اس کے لئے کوئی نیا عنوان قائم نہیں کیا۔

بھق چاروہ معصوم ایجاد
مرے کر شہر دلوں حیدر آباد
دکن میں کر مجھے مقصدت مسرور
سخن کوراء کر مقبول شہور

ہزاراں سے دروداں اور تحیت
نبی پر اور ان کی جو ہیں عترت
تمت تمام شد

(۲۲) ظفر نامہ محمد حنیف (۲۲۲)

ادراق ۹۲۔ سطور ۱۵۔ تقطیع $\frac{1}{4} \times 5$ نستعلیق خط
صفحات پر سُرخی سے حاشے کے خطوط کھینچے ہوئے ہیں۔

غالباً محمد عاشق کی فارسی مثنوی (ملاحظہ ہو فارسی خطوط انڈیا آفس) ریو عمود ۵۷۵ء ۹۲۵ء
۹۷۵ء کا دکنی ترجمہ ہے جو حاشیہ میں لطیف لے کیا۔ ریو کے خیال کے مطابق لطیف کا لقب
”فتح العاشقین“ ہے اور غالباً غلام علی نام اس نے اس نظم کو سلطان ابوالحسن تانا شاہ
(سن جلوس ۱۰۸۲ء) کے نام سے معنون کیا۔ انڈیا آفس میں اس کا ایک ٹکس ترجمہ
بھی موجود ہے (۹۷۵ء)۔ اس کا موضوع محمد حنفیہ ابن علی کی شہادت کے حالات
ہیں اس کا دوسرا نام ریو کے مطابق ”جنگ نامہ محمد حنیف“ ہے۔

آغاز

کہوں جنگ ایک شاہ خیری زمان
 حسین شاہ ابن علی بعد ازان
 سو اس شاہ کا او عرب بھائی تھا
 ابا یک ہو رہ بھائی دو مائی تھا
 سو اس ناؤں شامی محمد حنیف
 کہ جسکوں نبی سا ہے جد حنیف

خاتم

محمد حنیف کوں دیکھے خواب میں
 دیکھے تو ہے غمگین در باب میں
 رہیا ہے نپٹ غم میں آزاد ہو
 سسراقاں میں اپنی سو پرورد ہو

ترقیمہ نہیں ہے۔ جہاں کتاب ختم ہوتی ہے حاشیہ پر (۲۴۲-۴)
 کا عدد لکھا ہوا ہے یہ ابیات کی تعداد ہے۔ چنانچہ آخر میں جلد کے اندرونی رخ پر
 اس کی صراحت اس طرح کی گئی ہے۔

”دو ہزار سات سو بیسہ چاریں“ صفحہ کے آخر میں ”تنت تمام“ سرخی سے

لکھا ہوا ہے۔

(۲۵)۔ نفحات الشہدا (۲ ج ۲)

یا
 نفحات الشہاد

اوراق ۸۷ سطور ۱۱ تقطیع $\frac{1}{4} \times 6 \times \frac{3}{4}$ نستعلیق خط عنوان

سرخی کے سہ سنہ تحریر ۱۲۸۱ء نسخہ کا نام موجود نہیں ہے

سن تصنیف ۱۲۸۰ ہجری ہے۔

اس کے مصنف غلام غوث سالک ہیں۔

ہے سالک گنہگار و عاجز مدام

مگر غوث کے گھر کا ہے وہ غلام

ایک ضخیم منظوم مثنوی ہے جس میں اہلبیت اطہار کی شہادتوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب دس بزم (فصلوں) پر منقسم ہے۔ معمولی حمد اور نعت کے بعد اصل مضمون کتاب کا آغاز ہوتا ہے پہلی بزم میں اہل بیت کبار کی بزرگی و دسری میں ولادت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء اسی بزم میں حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت کا حال جو تھی میں امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کی ولادت پانچویں بزم میں آنحضرت کی ناز برداری چھٹی بزم میں دونوں امام کی شہادت کے حال سے آنحضرت کا واقف ہونا اور امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے واقعات ساتویں اور اٹھویں بزم میں یزید بن معاویہ کے حضرت امام حسین علیہ السلام کو طلب کرنے کے واقعات نویں بزم میں حضرت امام کے عراق تشریف لیجانے اور شہادت کبریٰ پانے اور آخری بزم میں یزید کے دربار میں اہل بیت کبار کے پسماندوں کے جانے کے حالات درج ہیں۔

آغاز

ثنا تیری کیونکر ہو اے کبریا

ہے جس جائے قاصر سبھی انبیا

ہر ایک ہوئے تن ہوئے اپنی زبانا

نہ کامل ثنا ہوئے تیری بیان

خاتمہ

ہے سالک گنہگار و عاجز مدام
مگر غوث کے گھر کا ہے وہ غلام
آخر میں پانچ تاریخی قطعات ہیں جن میں سے پہلا اور آخری مصنف کی فکر کا
نتیجہ ہے دوسرے علی عازم اور ایک سید بہاؤ الدین محبت کا قطعہ ہے آخری قطعہ یہ ہے۔
ختم جس وقت پر کتاب ہوئی
دل کو تاریخ کا خیال آیا
رو رو کھنے لگا یہ دل مجھ کو
سر آل نبی ہوا ہے جدا
لکھدے روئے یقین اے سالک
ہے یہ غمنامہ آل احمد کا
ترقیمہ کی عبارت حسب ذیل ہے۔

”تمام شد کتاب نفحات الشہادت بتلخیص چارم ماہ جمادی الاول
۱۲۸۱ھ روز چار شنبہ حسب فراموش محمد تاقم سزا

ب تلخیص مقامی

(۲۶) [تاریخ سلطنت بہمنیہ] (۵۴۳ھ)

(ناکمل)

ادراق ۳۵ - بطور ۱۲۷ - تقطیع ۱۳۱/۳ - شکستہ آئینہ تعلق خط
دوبی کاغذ نسخ سن کتابت مصنف اور سن تصنیف میں سے

کسی امر کا ذکر موجود نہیں ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ مصنف کے سامنے ابھی مسودے کی شکل میں تھا۔ نہ صرف یہی کہ یہ مکمل نہیں ہے بلکہ اکثر اشعار اور مصرعے قلمزد کردئے گئے ہیں اور ان کی جگہ اسی خط میں نئے اشعار اور مصرعے لکھ کر اگلے اشعار اور مصرعوں کی اصلاح کی گئی ہے اس سے یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ یہ مصنف ہی کی تحریر ہے بعض جگہ حاشیہ پر بھی اشعار زیادہ کئے گئے ہیں۔ زبان کے اعتبار سے یہ مخطوطہ انیسویں صدی عیسوی کی تصنیف معلوم ہوتا ہے۔

سلطنت بہمنیہ کے حکمرانوں پر لکھنے سے پہلے ایک عنوان ”ذکر سلطنت سلطان محمود غزنوی“ کا قلم کیا گیا ہے۔ جس میں سلطان کے حالات درج ہیں اس حصے کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

سلاطین اسلام کا سرگروہ
جواں مرد اور شیر دل باشکوہ
تھا سلطان محمود اک غزنوی
دکھاتا تھا وہ صولت خسروی

اس کے آگے ہندوستان میں اس کی جنگوں کے واقعات تلخیص وار اور تفصیلاً درج کئے گئے ہیں۔ آخر میں سونمات کی فتح کا ذکر کیا گیا ہے۔ آخری شعر ہے۔

وہ ہے۔ قصر فیروز بے اشتباہ
اسی میں ہوا دفن بادشاہ

سلطان محمود غزنوی کے حالات ختم کرنے کے بعد مصنف حمد اور نعت کے ابواب سے سلاطین بہمنیہ کے حالات شروع کرتا ہے۔

دلا کر رستم محمد رب کریم
 کہ ہے ذات جس کی کریم و رحیم
 واقعات کی ابتدا سلطان محمد تغلق (۱۳۲۲-۵۱) شہنشاہ دہلی کے عہد حکومت
 سے ہوتی ہے۔ پہلے اس برہمن کے ذکر سے ابتدا ہوئی ہے جس کا حسن لازم تھا۔
 برہمن تھا دہلی میں قابو بخوئی
 منجم بھی تھا اور وہ قابو بخوئی
 پھر حرن کے دکن میں سلطنت قائم کرنے کے حالات اور محمد شاہ بہمنی
 مہاراجا شاہ داود شاہ محمود شاہ غیاث الدین شمس الدین فیروز شاہ احمد شاہ لکھنوی
 علاء الدین ہمایون نظام نظام شاہ محمد شاہ محمود شاہ دوم کے واقعات
 ”ذکر سلطنت“ کے عنوان کے تحت اسی سلسلہ سے لکھے گئے ہیں۔

خاتمہ

نہیں ہے یہ بازیچہ کودکاں
 مے علم ہے ہے وہی تدریساں

سوانح

۱۔ انفرادی

(۲۷) اسرار احمدی (۱۲۱)

اوراق ۱۷۲۔ سطور ۱۳۔ تقطیع $8 \times \frac{1}{4}$ ۔ نستعلیق خط۔ قدیم
کرم خوردہ۔ کاغذ ولایتی۔ سنہ کتابت ۱۲۶۸ھ۔ نسخ
شیخ عبداللہ۔ مقام کتابت چھاوینی جالندہ مدرسہ سرکاری بلڈین مقیم
”مطلع الانوار“ مصنفہ عقیف بن نور کا شانی کا دکھنی نثر میں ترجمہ ہے جو
محمد خاں عرف بدو میاں نے ۱۲۵۰ھ میں کیا۔

محمد خاں، بایزید خاں یوسف زئی کے پیٹے ہیں۔ ان کے اجداد قندھار
کے متوطن تھے۔ لیکن تلاش معاش میں وطن سے چلکر صوبہ کرناٹک میں آ رہے تھے جہاں
نواب دادو خاں کے پاس غالباً ان کے پردادا ملازم ہوئے۔ آخر میں نواب نے
پلیا گھاٹ کے تعلقے میں ان کے لئے پانچ روپیہ روزینہ مقرر کر دیا تھا جس کے بعد
اسی تعلقے میں جا رہے۔ نواب سعادت اللہ کے عہد تک یہ پویمہ جاری رہا۔ لیکن
نواب انور الدین خاں کے عہد میں نواب کی چند اصحاب سے جنگ کے دوران

میں نواب ان فرانسیزیوں کے ہاتھ سے مارے گئے جو اس معاملہ میں خواہ مخواہ دخل در معقول ہو گئے تھے اس پریشان حالی میں محمد خاں کے دادا کا وظیفہ بند ہو گیا۔ اس لئے انھوں نے وہیں تجارت شرمع کی بھی ان کے والد کا یہی پیشہ رہا۔ لیکن بد قسمتی سے اس وقت حیدر علی خاں عرف بہادر کا ہنگامہ برپا ہوا اور یہ خاندان ناگ پٹن میں اس لیتا ہوا پینڈلٹن بھاگ آیا۔ اور نواب محمد علی خاں والا جاہ کی ملاز کر لی۔ اور عرصہ تک ترجنا پٹی میں رہے۔ یہیں ان کے والد کا انتقال ہوا۔

جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے مدراس پر اپنا تصرف جمانا شروع کیا تو بہت سے شریف خاندان آوارہ ہو گئے۔ محمد خاں بھی اپنے بڑے بھائی اور بہن کے تغافل اور بے پرواہی سے پریشان حال ہو کر ۱۲۲۹ھ میں بہونائی اسماعیل خاں کے پاس چلے گئے کجہاں معلمی کا پیشہ کرتے رہے۔ اسی دوران میں شکار پور کے قلعہ مار کے پاس ان کو ”مطلع الانوار“ کا ایک نسخہ ملا۔ جس کا انھوں نے یہ ترجمہ ۱۲۵۰ھ میں شروع کیا۔

ترجمہ لفظی نہیں بلکہ لمخص ہے۔ تمہید کتاب میں مصنف نے یہ تمام واقعات بیان کئے ہیں۔ ایک اور ترجمہ ”دستور النشر“ ہے۔ جو ”مغیر الصبیان“ سے کیا گیا تھا۔ (ملاحظہ ہو ۱۱۰ فہرست ہذا) اس مخطوطے میں اگلے چار اور آخری چھ اوراق ساوہ ہیں یا ان پر نسخے لکھے ہوئے ہیں۔ پہلا ورق (لو) منقش اور (ب) لوح دار ہے۔

آغا زین العظمیٰ مدد سے ہوتا ہے۔

”تو بسم اللہ سے کہ عنوان سخن کی
کہ ہے مفتاح وہ سر کھن کی

خاتمہ

”اور بھیل سے نبی المختار و بختن ابرار و آل کبار و صحابہ الاطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کے یہ کتاب انصرام کو پہنچی“
ترقیمہ

”نسخہ سلاسل احمدی در ۲۶۵ ہجری تبلیغ ہفتہ ماہ ربیع الاول در چھاونی جلانہ بموجب فراش شمشیر خاں خانساں در مدرسہ سرکاری پلٹن ہفتہ شیخ عبدالمشہد قلمی نمود۔“

(۲۸) اعجاز احمدی (۲۱ ی ۲)

اوراق - مطبوعہ ۱۶ تا ۱۷ - تقطیع $\frac{1}{4} \times 8 \frac{1}{4}$ - نیتعلیق شکستہ

آئینہ خط - عنوانات سُرخ میں کاغذ دیسی - سنہ کتابت ندارد

نسخہ عن سلام علی - ناقص الاول

یہ مثنوی حضرت رسول کریم کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ اس کے مصنف

نوازش علی شہید ہیں۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴ فہرست ہذا)

اس میں انحضرت کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات مختلف

عنوانات کے تحت تفصیل بیان ہوئے ہیں۔ یہ مسئلہ کی تصنیف ہے۔ ابتدا کا کچھ حصہ غائب ہے۔

اعجاز

لکھا یوں ہے راوی کہ بعد از نبی
رہے تین دن تک تہی کہہ میں علی

خاتمہ

کر دروں درو داور کر دروں سلام
وہ روح مقدس پہ بیہجو مدام
آخری شعر سے پانچ شعرا پر مصنف نے اپنا تخلص لکھا ہے۔
”اے خیدا ہی مضمون یہ در ذاک
کیا صبر اپنی گریباں کو چاک“

ترتیب

تمت تمام شدہ اعجاز احمدی کاتب الحروف غلام علی برائے بخوردار سعادۃ اللہ
ذوالفقار علی وحصل علمہ وفضاعف عمرہ و قدر دواولادہ واحفادہ بحجرت النبی والہ الامجاد

(۲۹) ریاض البچنان (۲ ی ۳)

در مناقب اہل بیت کرامت عثمان

اوراق ۱۲۹۔ مطبوعہ ۲۲۔ تقطیع $\frac{1}{4} \times 5$ نستعلیق خط کرم خورہ
عنوانات سرخی کے۔ مشکل الفاظ کے معنی ان کے نیچے
سرخی میں لکھے ہوئے سن تصنیف ۱۲۲۷ھ ہجری۔

اس کتاب کے مصنف بھی مولانا محمد باقر آگاہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو ۱۔
فہرست ہذا) اس کا موضوع اہل بیت کے مناقب ہیں اصل رسالہ منظوم ہے۔
لیکن اس سے پہلے ایک دیباچہ میں مصنف نے بعض ایسی کتابوں کا ذکر کیا ہے

بن کا حوالہ کہیں نہیں ملتا اور اتفاق سے وہ اسی مجموعہ میں شامل ہیں۔ اسی دیباچہ میں ”محبوب القلوب“ کی تاریخ تصنیف لکھی ہے۔ اپنے متعلق بھی بعض واقعات درج کئے ہیں۔ ضروری حصہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں آغاز یوں ہوتا ہے۔

بعد حمد و نعت کے کہتا ہے محمد یا قرآگاہ

شافعی متادری بیجا پوری الیوری تونسیتی دیوئے

الشدقیالی اس کو..... وغیرہ

جہاں اس کتاب کی ضرورت بتلاتے ہیں۔ یوں

رقم طراز میں کہ :-

”ولی الیوری اور شیائی حبیب آبادی دکنی زبان میں دو نسخہ منظم لکھے نام ان کا ”روضۃ الشہداء“ اور ”روضۃ الاطہار“ مناقب عسرت اختیار ان دونوں میں :- باقر آگاہ ان دونوں کتابوں کو غلطیوں سے پر تلماعے ہیں چنانچہ عکاسیہ کے واقعہ کو موضوع کہتے ہیں۔ وغیرہ

مصنف کے ذماتی حالات اس عبارت سے معلوم ہوئے ہیں۔

”بوج لے بھائی۔ یہ عاصی پندرھویں سال سے شعر کے سات

الفت وارتباط رکھتا ہے۔ اگرچہ شعر کم کہا تھا اسی واسطے

تخلص اپنا مدت لک مقرر نہیں کیا تھا جب ۱۲۵۲ھ اور

۱۲۵۵ھ میں بعض رسائل ”ہشت بہشت“ کے منظوم کیا

لفظ باقر کہ جز نام ہی بجائے تخلص رکھا۔ من بعد بیچ سنہ

ایچزار و یحسود اور تودا در چہار کی وقت نظم کرنی دیوان عربی

کے تخلص اپنا آگاہ ہمت رکھا۔ اس تخلص کو اشعار عربی و

فارسی میں لایا۔ اور اکثر مرثیاتی اور یغمتوں میں بھی اس تخلص کو

اختیار کیا۔ اور تتمہ رسائل ”ہشت بہشت“ میں کہ بیچ
۱۲۶۱ء (۱۲۶۱ء) کے منظوم ہوئی۔ اور بیچ کتاب
محبوب القلوب کے کہ بیچ اوائل ۱۲۶۱ء (۱۲۶۱ء)
کے منظوم ہوئے اور اس رسالے میں کہ ریاض الجنان نام
رکھتا ہے۔ تخلص اپنا وہی لفظ باقر رکھا ہے۔ کیا واسطے کہ
رسائل اول کی جا بجا مشہور ہوئی تھی۔ اگرچہ ہوئی سو
رسالوں میں تخلص آگاہ لاتا تو دو تخلص ہوتے۔ اس واسطے
وہی تخلص بحال رکھا۔ تا سب ثنویات دکھنی میں یک
تخلص رہے۔“

اصل رسالہ اس طرح شروع ہوتا ہے
در حمد حضرت قبلہ قدیر جل عن الشبه والنظیر۔
اے تری بندگی میں کل وجود
کیا ملک کیا رسل ہیں سرسبز
منشوی بارہ ”رضوان“ (فصلوں) پر منقسم ہے۔ جن میں کئی ”خیابان“
(ذیلی فصلیں) ”گلدستہ“ اور ”نفحہ“ (نائدہ) قائم کئے گئے ہیں۔
انتقام

”ہر چند پایا وہ رتبہ سرور
ہے عرش جس میں فوری سے کتر
با ایں جو گزرا ظاہر میں امیر
کرتا ہے میری خاطر کو بریاں
بیہوشہ زین غم ہر لحظہ آگاہ

بٹہ دھستہ فی اشکوالی اللہ

تمت

ترتیب ندارد۔ آخر میں ایک طویل فارسی نظم احمد علی صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ جو آخری تین اوراق پر حاوی ہے۔

(۳۰)۔ شمائل محمدی (۲۵۲)

اوراق ۲۵۔ بطور ۶۔ تقطیع $۶\frac{۱}{۲} \times ۴\frac{۱}{۲}$ ۔ شکستہ آئینہ

مستعلیق خط۔ کاغذ دیسی۔ سنہ کتابت وغیرہ ندارد

شمائل نبوی میں دکنی فتویٰ ہے۔ جو دکن کے ایک شاعر عثمان کی لکھی ہوئی ہے۔ ابتدا میں دیباچہ کے طور پر تقریباً آدھے حصے تک شمائل کی اہمیت پر بحث کی گئی ہے۔ درق ۴ اب کی آخری سطر سے شمائل کا آغاز ہوتا ہے۔ منقوط ترتیبہ یا سنہ کتابت اور دیگر امور متعلقہ تعین سے خالی ہے۔

آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الہی کلشن دیدار میں توں
نبیکی نور سوں کر دو جہا کوں

خاتمہ

لکھا عثمان عاشق ہو شمائل
ہمیشہ کر رکھو کل میں شمائل

محبت ہی رسول اللہ کی مجبوں
اور ان کی آل با صفا سوں
تمت تمام شد

(۳۱) غوث نامہ (۲۱ ی ۲)

اوراق ۸۸ سطور ۱۲۔ تقطیع $\frac{1}{4} \times \frac{2}{3} \times 5$ ۔ خوشخط نستعلیق
نیلے رنگ کے دیز دلائی کاغذ پر۔ تحریر خود مصنف کی
معلوم ہوتی ہے۔ سن تصنیف اور سن کتابت ایک ہی
۱۱۷۵ھ

پہلے صفحہ پر خط نسخ میں ”غوث نامہ“ اور اس کے نیچے سرفریز ”شیخ سلیمان“
نام لکھا ہوا ہے۔ جس سے دھوکا ہوتا ہے کہ شاید یہ شیخ سلیمان کی تصنیف ہے۔
لیکن چونکہ کتاب میں مصنف اپنا نام لعل خاں شاہ بتلاتا ہے۔ اس لئے قیاس
یہ ہے کہ شیخ سلیمان اس مخطوطے کے مالک کا نام ہوگا۔

ہے عاجز بندہ لعل خاں شاہ غلام

کیا ختم یہ غوث نامہ تمام

رسالے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ کے واقعات اور کرامات

”حکایت“ کے عنوان کے تحت نظم میں لکھے ہوئے ہیں۔

آغاز حمد سے ہوتا ہے۔

اول اسم اللہ ذات قدیم

یہ ہے باقی اسم سب صفاتی قدیم

انتہام

ہے عاجز بندہ لعل خاں شاہ غلام
کیا ختم یہ غوث نامہ تمام
تمت

ترقیمہ

تحریر فی التلیخ ۵۱۱۵ ماہ رجب المرجب نہ ہجری مقدسہ
۱۲۷۵ بروز دوشنبہ بوقت چہار گھنٹہ۔ اتمام یافت۔

(۳۲) محبوب الملوک (۲۵۲)

اوراق ۱۶۲ سطور، تقطیع $\frac{1}{4} \times \frac{1}{4}$ ۶ شکستہ آمیز نستعلیق
خط جاجا پانی کے دھبے لگے ہوئے ہیں سن تحریر ۱۲۵۵

سن تصنیف ۱۲۲۷ھ

مولانا محمد باقر آگاہ قادری کی منظوم تصنیف ہے۔ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مشتمل ہے۔ اصل کتاب کی ابتدا میں ایک مبسوط
دیباچہ نثر میں لکھا ہے جس میں کتاب کی ضرورت اس کے مآخذ اور ابواب
و مضامین کی تقسیم کی تفصیلات درج ہیں۔ مصنف کی سوانح حیات پر بھی اس
دیباچہ سے روشنی پڑتی ہے۔ کتاب کے مآخذ کمی ہیں۔ لیکن شیخ نور الدین علی
شطرنوی شافعی کی عربی تصنیف ”بہجتہ الاسرار“ اور فارسی ”محبوب المعانی“

مصنف میر محمد صادق قادری اور رنگ آبادی۔ خاص طور سے مصنف کے پیش نظر رہی ہیں۔

اصل کتاب گیارہ وصل (فصل) اور کئی جلووں (ذیلی ابواب) پر مشتمل ہے۔ دیباچہ کا آغاز یہ ہے۔

تبعہ حمد و نعت کے محمد باقر آگاہ شافعی قادری ایلموری توفیق دیوئے اسے حق سبحانہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مناقب حضرت محبوب سبحانہ کے علی جدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام.....

اعزاز نظم

کرے کوئی حمد تیرا کیا الہی

کہ ہے قدرت تری رہتا بہا ہی

اعتماد آیات تیری نسخہ آفاق میں ہستم

یوں پا دیں جسکا جو ورق صفحہ آفتاب

اس مخطوطے کے ساتھ دلی دیلموری کے ترجمہ ”روضۃ الشہداء“

کی مجلس مصمم (صلہ فہرست ہذا) بھی منسلک ہے۔ جس کے خاتمے کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

کیا ہوں ختم یو جب درد کا حال

ایکبارا سو پوچھا سین تیراں سال

نشان اس درد میں ہے زندگی کا

زمانہ مہدی آخر زماں کا

نشان ہے دولت و یابندگی کا

اتھا اس باعث امن و امان کا

دلی اب رکھ قلم اور ختم کر بات
نجی ہو رآل اوپر بھیج صلوات

ترتیب

یو کتاب واسطے مطالعہ فرمائے بی بی صاحبہ پیرانی ماں صاحبہ
قبلہ دو جہاں کی واسطے روز پچھنبہ وقت نماز صبح کے مہنہ دیچھو کا
ہو ر تاریخ بہت دہم سلخ تھے۔ تمام ہوئی ۱۲۵۵ھ۔
عجب القلوب کا ایک مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی (حیدر آباد دکن) میں
بھی موجود ہے۔ (جلد دوم ص ۱۵۶ نمبر ۵۳)۔

(۳۳) ہشت بہشت (۷۲)

اوراق ۱۶۵ سطور ۵ تقطیع ۱۱ x ۷، نستعلیق شکستہ آمیز خط
عنوانات سُرخی کے سبب کتابت نسخ نصیر الدین
”پچنے والا سری رنگ پٹن کا مال غلاق بازار رساتویں رسالہ
کمپنی بہادر کا۔ مقام ساگر لپینہ کے مالک راجہ احمد و عبد الرحمن
فرزند ان عبد الرحیم نے تصنیف ۱۲۵۵ھ

اس کے مصنف بھی بابت راگاہ شافعی قلدری بیجا پوری ایلوری میں

(ملاحظہ ہو ۷۱)

یہ کتاب راگاہ کی اولین تصنیفات میں سے ہے۔ شہر کی طرف انھوں نے
آخری عمہ میں توجہ کی تھی اس کا موضوع سیرۃ النبی ہے ”ہشت بہشت“

نام سے ظاہر ہے آٹھ رسالوں پر مشتمل ہے (جن کی تفصیل یہ ہے)
 (۱) من دیپک نورنبوی کے احوال میں۔ (۲) من بہرن تولد کے بنا زات
 میں (۳) من موہن۔ احوال ولادت میں (۴) جنگ سوہن حالات زندگی
 میں (۵) آرام دل۔ شمائل اور اخلاق مصطفوی میں (۶) راحت جان
 میں ”خصائص“ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۷) من درپن۔ اور (۸)
 من جیون۔ آنحضرت کے معجزات میں۔

یہ نسخہ نامکمل ہے۔ اس میں صرف آخری تین رسالے ہیں۔ ابست لائی
 پانچ رسالے اس میں موجود نہیں۔

”راحت جان“ جو ”ہشت بہشت“ کا چھٹا رسالہ ہے اس نسخہ
 کا پہلا رسالہ ہے۔ اس میں حضرت نبی کریم کے خصائص پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
 مصنف نے ان کی چار قسمیں کی ہیں۔ اول وہ جو حضور انور کے ساتھ ہی مخصوص تھے
 مثلاً تہجد کی نماز کا فرض ہونا۔ دوم وہ جو آنحضرت پر حرام مگر امت محمدی کے لئے
 جائز ہیں مثلاً مال کفار کا لینا۔ سوم وہ جو آنحضرت اور امت دونوں پر حرام ہیں
 جیسے چار سے زیادہ نکل یا زنا چوتھے وہ جن میں سے بعض آنحضرت کے لئے
 مخصوص ہیں اور بعض امت کے لئے۔

آغاز ہر رسالے کا حمد سے ہوتا ہے۔ ”راحت جان“ کا آغاز اس طرح

ہوا ہے۔

حمد بے حد اور ثنائے بے عدد
 ہے سزاوار خداوند حمد
 جس کا ہر مخلوق ہے سر عظیم
 کیا کرے کوئی وصف اسکا لے عظیم

خاتمہ

دل کو میرے کر تری الفت نصیب
تن کو میرے قوت و صحت نصیب
ہو رہا شہادت پر میرا انجام کر
اور مدینہ بیچ میسرا کر حشر
”راحت جاں“ یاں ہوا پورا تمام
از طفیل مصطفیٰ شاہ انام

اس کے بعد معجزات کا رسالہ ”من درپن“ شروع ہوتا ہے سُرخس کی
عنوان لکھا ہوا ہے۔ ”ہفتم رسالہ من درپن“

آغاز

الہی کیا کروں اوصاف تیرے
کہ عقل و فکر یاں حیاں میں میرے
ہے طاقت کیا میرے عاجز بیاں کو
کہ کھولے حمد میں تیری زباں کو
کہاں ہمت ہے کلک نارسا کی
کہ بولے اک سخن تیرے ثنا کی

حمد اور نعت کے بعد اپنے مرشد شیخ ابوالحسن تہجدی قادری کی طرح
لکھی ہے یہیں مصنف نے بیان کیا ہے کہ اردو میں کچھ رسالے اس موضوع پر
لکھے گئے ہیں لیکن وہ مستند نہیں ہیں۔

اگرچہ معجزوں کے ذکر اندر
ہے نسخے بہت دیکھا لے برادر

دلے اکثر غلط اس کا بیاں ہے
محدث پاس جموٹ اسکا عیان ہو

انتقام

بمحمد اللہ ہوا یہ نسخہ آخسر
بحق مصطفیٰ سالار فاحسر

درق ۱۳۸ اب سے نیا رسالہ یعنی اٹھواں حصہ ”ہشت بہشت“
”من جیون“ شروع ہوتا ہے جس کا موضوع دہی ہے جو اگلے رسالے کا ہے۔

اعزاز

اے وجود ترا وجود عالم
تجہ علم سے ہے نمود عالم
ہے مہر سے تیرے عین اشراق
ہر ذرہ نفس اور آفاق
ہے علم ترا محیط کو نین
چوں روح بہ جسم و نور دریں
خاتمہ میں سن تصنیف بیان کیا ہے۔ (۱۲۰۶)
بارہ سے اپر تھے چہ بریں جب
یہ نسخہ خوش ہوا مرتب
اس رسالے کی ابیات تعداد (۸۱۸) بتلائی ہے۔
ابیات سب اسکے اصول آرا
بے ریب ہیں آٹھ سے اٹھارہ
آگے مناجات پر خاتمہ ہے آخری شعر یہ ہے۔

نت ہوئے خدائے درست اوقات

روضہ پوترے سلام و صلوٰۃ

تمت تمام شد

ہشت بہشت کا ایک مکمل مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی (حیدرآباد دکن)

میں محفوظ ہے۔ (جلد دوم صفحہ ۸۸۸ نمبر ۵۳)

”ہشت بہشت“ دوم ترہ چھپ چکی ہے۔ پہلا ایڈیشن ۱۲۶۲ھ میں

مطبع راج کشن سے شائع ہوا۔ دوسرا مطبع عزیز یہ ۱۲۸۰ھ کو نکلا۔

ترقیمہ

ایں کتاب مستطاب ہشت بہشت تصنیف مولوی
محمد باقر آگاہ مرحوم و مغفور کی ہے مسات سے
لکھا ہوا کاتب الحروف بندہ گنہگار اپنے گناہوں
سے شرمسار اللہ کی رحمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت کا امیدوار نصیر الدین رہنے والا سری رنگ پٹن
حال علامت بازار ساتویں رسالہ کہینی بہادر کا مقام ساگر
کہنپہ کے مالک راجہ صاحب عبد الرحمان و فرزند
عبد الرحیم بتایاں بست و نہم ماہ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ
روز دوشنبہ بوقت عصر فضل سے پروردگار کے تحریر

یافت

تمام شد

ب۔ تذکرے

(۲۵) ریاض العارفین (د ی ۱)

اوراق ۲۶۳-سطور ۱۳-تقطیع $\frac{3}{4} \times 8 \frac{1}{4}$ ہشتکۂ آمیز خط

بعض مقامات کرم خوردہ۔ آب زدہ عنوانات سُرخ کی

ساختہ قادر خاں تاریخ کتابت پنجم ماہ جمادی الاول ۱۲۶۸ھ

یہ ادلیائے عظام اور صوفیائے کرام کا ایک ضخیم منظوم تذکرہ ہے۔ جسکے

مصنف محمد اسحاق ہیں اسحاق بیجا پور کے رہنے والے تھے انکی پیدائش ۱۱۸۴ھ

میں ہوئی یہ تذکرہ ان کے قیام مدرسے کے زمانے میں لکھا گیا ان کے چار بھائی تھے

اس تذکرہ کی تصنیف کے وقت انکی عمر ۲۲ سال کی تھی ان کے والد جو ایک

مشہور آدمی تھے ان کا انتقال ہو چکا تھا اسحاق نے اپنے ایک دوست یعقوب

کے اشلے پر نظم دکھنی لکھنا شروع کیا یہ صاحب ان کے بڑے گھرے دوست

تھے اور اسحاق کے قول کے مطابق دکھنی نظم کے استاد تھے۔ یہ امور سبب

تالیف کتاب کے عنوان کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔

شکر کر منعم کا لے اسحاق اب

جے تجھے بخشا ہے نعمت پاک رب

۱۔ درگاہ پرشاد نادر نے اپنے تذکرہ شعرائے دکن موسومہ ”خزینۃ العلوم“ میں ایک اور محمد اسحاق کا ذکر کیا ہے جو سورت کے رہنے والے اور غالباً فارسی شاعر ابواسمعیٰ الطعمی کی رعایت سے اپنے اشعار میں کھانے پینے کا ذکر لاتے تھے۔ (ملاحظہ ہو ”خزینۃ العلوم فی متعلقات المنظوم“ ص ۱۷۷)۔ مطبوعہ مفید عام لاہور ۱۸۸۹ھ۔

گرچہ ہوں میں آج درے میں مقیم
 لیک بجا پور ہے وطن قدیم
 باب میرا مغفرت معمور ہے
 سور منے جگ میں سب مشہور ہے
 چار بھائیاں ہیں میرے شیریں تعلق
 فہم میں کامل فراست میں کمال
 بھی مرا ہے دوستدار دلپسند
 نام ہے یعقوب اس کا ارجمند
 مچھکوں اس سوں ہے نہا اتحاد
 نظم دکھنی میں ہے وہ بھی استاد

کتاب اپنے مطالعہ کے لئے کبھی تاکہ اس کو پڑھ کر خدا کا خوف ان پر ہمیشہ
 غالب رہے۔

کتاب کے مواد کی فراہمی میں جو کہ کتابیں ٹولونی پٹری میں ان کا بیان
 اس طرح کیا ہے کہ میں گنہگار ہوں خیال تھا کہ کوئی ایسا کام انجام دوں جس سے
 اپنے گناہوں کی تلافی ہو۔ اس لئے۔

تا حکایات بزرگان سلف
 اور مصفا نقلیات با شرف
 جو نسوید الدین عطار کرام
 ذکر کہہ گئے اولیاء کا تمام
 بھی صفا جامی کی تصنیفات کوں
 راست اقوالاں کی تالیفات کوں

سعدی شیراز بھی جو کہہ گئے
 راویاں سون جو روایت رو گئے
 اور کلام پیشوایان فصیح
 جن کی تصنیفات اخبار صحیح
 ماسلف کے اولیاؤں کے کلام
 دعوہ مذکور میں اس کتاباں میں تمام
 فارسی کے جوں نثر تھے سوں یہاں
 نظم سوں دکھنی کے کرتا ہوں عیاں

کتاب کو گیارہ ابواب پر تقسیم کیا ہے جن کی تفصیل انہیں کے الفاظ
 میں حسب ذیل ہے۔

باب اول خواہش قوت حلال
 باب دوم بندگی ذوالجلال
 باب سوم ترس حق رکھنا مدام
 باب چہارم ہے تحمل کا تمام
 باب پنجم باب جو شام و سحر
 حق اوپر رکھنا توکل کی نظر
 باب ششم عاجزی لا تو بجا
 عیب پر شعی خلق کی کرنا سدا
 باب ہفتم زہد کا ہے پر قد
 ریج اور سختی منے کرنا صبر
 باب ہشتم عشق سوں بہر پور ہے

ہمت عشاق سوں مامور ہے
باب نہم چھوڑے کبر و منی
یاد حق سوں دلکوں دینا روشنی
باب دہم پاک کر مانند جاں
اولیاؤں کی کرامت کا بیان

ہر باب میں اس کے عنوان کے مناسب اولیائے کرام کی حکایتیں درج
کی گئی ہیں۔ جملہ دوسو کے قریب اس طرح کی حکایتیں ہیں۔ حمد۔ نعمت تعریف
اصحاب اربعہ اور سبب تالیف کتاب کے بعد سے پہلی حکایت جو شروع ہوتی
ہے وہ حضرت ابراہیم ادھم کی ہے۔
آغاز

ابتدا کرتا ہوں بسم اللہ سوں
صاحب اجلال عزو جاہ سوں
حمد حق ہے افسر نطق سخن
زینت ہر نامہ نو و کہن

خاتمہ

بھیج اپنی بندگی کو کر نمود
مصطفیٰ کی روح اشرف پر درود
سن تصنیف یہ ہے۔

اور سن ہجرت شہ ذوالافتحار
تھے ہزار و یک دوصد و شش و ثلث
مہاں ”یک“ کا لفظ زیادہ ہے۔ اس کی تاریخ تصنیف ۱۲۰۶ ہجری ہے۔

ترقیہ
”تمت تمام شد کتاب ریاض العارفین من تصنیف حضرت ساجد
تایخ پنجم ماہ جمادی الاول ۱۲۶۵ ہجری۔ بدست کاتب
تادرا خاں تحریر یافت“

(۳۶) تذکرہ جوہر فرید (۲)

اوراق ۱۳۴۔ بطور ۱۷۔ تقطیع $\frac{1}{10} \times \frac{3}{4}$ ہستعلیق خط
تحریر مصنف ہی کی معلوم ہوتی ہے سنہ تصنیف اور سنہ
کتابت ۱۳۲۷ ہے

یہ مخطوطہ شعرائے طبع آباد کا ایک تذکرہ ہے جو سید محمد علی عرش طبع آبادی
نے لکھا ہے۔ سید محمد علی طبع آباد کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد کا نام
میر سجاد علی رضوی تھا۔ اوائل عمر ہی میں حیدر آباد دکن آ رہے۔ حکیم شاہ
نصرت حسین عظیم آبادی کے مکان پر قیام رہا (تذکرہ جوہر فرد ص ۲۵۳) جو بازار
گھانسی میں گوند کی بادی کے قریب تھا۔

شعر گوئی سے دلچسپی تھی حیدر آباد دکن کے اکثر مشاعروں میں غزلیں
پڑھا کرتے تھے رسالہ ”صدیقہ“ المعروف ”آدر“ محبوب الکلام“ میں کئی غزلیں
چھپی ہیں دیوان بھی مرتب کیا تھا جو ۱۳۲۷ء کی طغیانِ رود و موٹی (حیدر آباد دکن)
میں کتب خانے کے ساتھ ضائع ہو گیا۔

مولف تذکرہ کی تجویز اصل میں طبع آباد کی ایک تایخ تیار کرنے کی تھی جس کا

ایک باب حالات شعرا پر بھی مشتمل ہوتا۔ لیکن یہ خیال عملی جامہ نہ پہن سکا۔ صرف تذکرہ کی حد تک ہی لکھ سکے۔

یہ تذکرہ دراصل مختلف شاعروں کے کلام کے ایک مجموعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ ابتدا میں مصنف نے صرف ملیح آباد کے شاعروں کا کلام جمع کیا تھا۔ بعد میں حاشیہ پر بعض شاعروں کے حالات بھی درج کر دئے گئے ہیں اکثر شاعروں کے حالات میں سے کچھ بھی تذکرہ میں موجود نہیں۔ آخری انتخاب شیدا کا ہے۔

ایک دیباچہ اور فہرست کے علاوہ تذکرہ (۵۲) شعرا کے کلام کی انتخاب پر مشتمل ہے۔ ہر ایک شاعر کے کلام کا انتخاب لکھنے کے بعد کئی کئی صفحے چھوڑ دئے گئے ہیں۔ ترتیب ابجد وار ہے نہ تاریخ وار حاشیہ کی تحریروں کے علاوہ بعض جگہ خود متن میں کانٹ چھانٹ کی گئی ہے۔

دیباچہ میں مولف تذکرہ نے اپنی تجویز متذکرہ بالا کا ذکر کیا ہے ملیح آباد کے کچھ حالات لکھے ہیں۔ اور بتلایا ہے کہ یہ شہر اہل سیف کا مسمومہ تھا۔ اور علم و عمل میں بہت پیچھے چھانچھا اس وقت تک تقصیر کا قصبہ جاہل مفلس ہے (دیباچہ ص ۵)
 ختم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حمد و نعت کے بعد کثرین خلایق ح سید محمد علی
ملیح آبادی اور باب علم و ہنر کی خدمت میں عرض پر درجہ کتبہ
خاتمہ

زلزلہ آیا زیں کو عرش کو جنبش ہوئی
بھر میں اک آہ کی شیدا جو تجھ دلیکینے

ترقیمہ ندارد

زبان اور قواعد

۱۔ قواعد

(۳۷) زبان ریختہ ہندی کی صرف نحو (۱۳ ذرا)

ادراق ۲۳ سطور ۱۳۔ تقطیع ۸ × ۳۔ ۵ کرم خوردہ
یہ رسالہ مصنف کے الفاظ میں زبان ریختہ ہندی کی صرف و نحو سے
متعلق ہے شروع یا آخر میں کہیں مصنف کا نام سن تصنیف نساخ یا سن کتابت
کا پتہ نہیں چلتا۔ غالباً یہ انیسویں صدی کے ابتدا کی تصنیف ہے
رسالہ دو مقالوں پر مشتمل ہے پہلا مقالہ مفردات پر حاوی ہے اس میں
تین بحثیں (فصلیں) ہیں پہلی بحث میں اسم کا ذکر ہے (یہ بحث چار ابواب پر
منقسم ہے) دوسری میں فعل اور تیسری میں حرف سے بحث کی گئی ہے۔
دوسرے مقالہ کا موضوع مرکبات ہیں۔ یہ دو بحث پر مشتمل ہے پہلی بحث
مرکب غیر کلامی اور دوسری بحث کلام اور جملہ سے متعلق ہے۔

آغاز

”یہ رسالہ زبان ریختہ ہندی کی صرف و نحو پر مشتمل ہے دو مقالہ پر

مقالہ اول

”کلمہ درہ لفظ ہے کہ جو موضوع ہے واسطے ایک معنی مفسر دے“

اختتام

”قائدہ۔ دہشنا اور دہسکنا دونوں مترادف ہیں ایسے چوسنا چسکنا
ہٹنا ہٹکنا۔ اور بطور تکیہ کلام اکثر ایسے الفاظ ذکر کرتے ہیں
یعنی جو ہے سو تمھارے سو۔ جن پر۔ صاحب مہربان یا خدا
چشم بد دور۔ تمت بانحیر“

یہ رسالہ دو اور عربی قلمی رسالوں کے درمیان ایک جلد میں بندھا ہوا ہے
پہلا عربی رسالہ مفتاح النسخ ہے۔ دوسرا آخری رسالہ بھی نسخ ہی سے متعلق ہے۔

ب لغت

۳۸۔ (اردو لغت) [۳۱ ز ۱]

ادراق ۱۰۶۔ سطور ۳۰ تا ۳۰ تقطیع ۱۲ x ۷ نستعلیق شکستہ آمیز خط

قدیم کرم خوردہ کاغذ دیسی ترقیم وغیرہ نہیں ہے۔

یہ اردو کا ایک لغت ہے، جس میں اردو الفاظ کی شرح فارسی زبان میں لکھی

ہے۔ اردو الفاظ جو اس میں شامل ہیں، ان کی ترتیب ابجد ہی ہے۔ ہر اردو لفظ
سرخ میں لکھا گیا ہے۔ اور اس کے مقابل اس کے فارسی معنی یا تشریح لکھی گئی
ہے۔ جگہ جگہ حاشیہ پر اور سطور کے درمیان بھی عبارت لکھی ہوئی ہے۔

دیباچہ، تہید، یا ترقیمہ کوئی تحریر اس کے ساتھ موجود نہیں۔
آغاز

باب الف ممدودہ فصل الف آمر بآ مدن واد بزیادت وادونیر
مستقل بمعنی مذکور۔

خاتمہ

(میر تقی) افسوس سری مودی پر اتنا نگر کہ اب
بچتا ناپو نہیں سانی جو ہوتا تھا ہو چکا

ج عروض وغیرہ گلدستہ گفتار (۱۲۴)

اوراق ۲۴ - سطور ۱۴ - تقطیع ۶ x ۵ زشت نستعلیق خط

کرم خوردہ دہلی کاغذ سن تصنیف ۱۲۲۱ھ

گلدستہ گفتار کا دوسرا نام ”رسالہ ضلع جگت“ بھی ہے یہ مشہور دکنی شاعر
شیر محمد خاں ایمان کی تصنیف ہے (نمبر فہرست ۱۵۱) اس میں ضلع اور جگت کی
صنعت والے اشعار لکھے گئے ہیں۔ کتاب کا نام سن تصنیف اور مصنف کا
صرف تخلص آخری دو شعروں میں آیا ہے۔ ”گلدستہ گفتار“ تاہی نام ہے
جس سے سن نکلتا ہے۔

آغاز

”قبضہ قدرت پیر دی چاکر کمان قربان بندہ خاکی... شمع و شمع حلقہ بخون ملک کشی۔“

۱۵۔ یہ حصہ کرم خوردہ ہے۔

اختتام

ایمان سخن تجھ سے میں کہتا ہوں راست
 اس نسخہ کی تاریخ جو کی میں درخواست
 چٹ غنچہ سوسن نے چمن میں مجھ سے
 ”گلدستہ گفتار“ کہا بے کم و کاست

سزنامہ پرا در آخر میں ایک مہر لگی ہوئی جس میں یہ عصفہ علی نام اور سن
 ۱۲۹۳ھ لکھا ہے۔

”گلدستہ گفتار“ کا ایک نسخہ آب، زدہ کتب خانہ آصفیہ میں بھی موجود ہے
 (جلد اول ص ۱۸۳ نمبر ۱۸۲) جو ۱۲۶۱ھ کا لکھا ہوا ہے۔

نظم

(۴۰) دیوان آگاہ (۷ نمبر ۱)

ادراق ۲۵۰-سطور ۱۳-تقطیع ۱/۸ خوشخط نستعلیق کاغذ ولایتی

صفحات پر سرخی کا حاشیہ - عنوانات سرخی کے سن کتابت ندارد

یہ مجملہ باقر آگاہ شافعی قادری ایلوری کا ہندی (اردو) دیوان ہے (ملاحظہ ہو)۔ فہرست ہذا تمام اصناف سخن پر مشتمل ہے۔ قصائد سے اس کا آغاز ہوتا ہے جن کی تعداد (۱۰) ہے۔ اس کے بعد غزلیں اور غزلوں کے بعد قطعات رباعیات رباعیات مستزاد مقطعات افراد کبیت دھڑے اسی ترتیب سے درج ہیں۔ ایک رباعی تنگلی زبان کی اور ایک فردا روی زبان میں بھی موجود ہے۔

یہ میر و سودا کے معاصر تھے سودا کے کلام کے آشنا بھی تھے جس کا پتہ بعض قصائد اور قطعات سے چلتا ہے۔ دکنیت کے جزو کو علمی رہ کر کے آگاہ کا کلام سودا کا رنگ رکھتا ہے۔

دیوان کی ابتدا میں ایک بیسٹو دیا چہ تشریں ہے جس میں اصناف

شاعری اور خود زبان اردو پر بحث کی گئی ہے موضوع کے اعتبار سے دیباچہ نہایت اہم جزو دیوان ہے۔

آغاز (دیباچہ)

”تھو شناس ذات اقدس کا کون کر سکے“

اختتام

نہیں جوئے سینکے شب کے جلنے کو الال یہ نہیں تھار
وہ اسی کو نگہ کے جوہر ہوئے رنگیں قرہ ہائے

اس کے بعد ”روداد بیداد سرکار طیبہ کے حضور میں“ کے عنوان سے ایک طویل مدس سیاب صدیقی الوارثی اکبر آبادی کا درج ہے آگے ایک چھوٹی سی نظم شاہ کمال الدین بادشاہ قدس سرہ کی لکھی ہوئی ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

عدل حق سے ترکاری خوب ہے

فصل سے امیدواری خوب ہے

اس دیوان کے نسخے کہیں دستیاب نہیں ہوئے۔ صرف ایک اور نسخہ آگاہ کے ایک رشتہ دار محمد حمید اللہ صاحب بی۔ اے۔ (عثمانیہ) کے پاس دیکھا گیا تھا۔ غالباً یہ دیوان۔ اس دیوان کی نقل ہے۔ دیوان میں ترقیم نہ مارا ہے۔

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ ”اردو“ بابۃ اپریل ۱۹۲۹ء۔

۲۔ ملاحظہ ہو رسالہ ”اردو“ بابۃ اپریل ۱۹۲۹ء۔

(۴۰) کلیات ایمان (۲، ۱)

ادراق ۱۲۶ سطور ۱۲ تقطیع ۹ × ۹ نستعلیق خط عنوانات سرخی
میں قدرے کرم خوردہ۔ نسخ مزراہا ششم بیگ وصفت
تحریر اجملاوی الاول ۱۲۴۵ھ

شیر محمد خاں ایمان دکن کے مشہور شاعر ہیں اسی کلیات کی ابتدا میں دیوان کی
تحریر کے بعد کالکھا ہوا ایک مختصر سافارسی دیباچہ ایمان کی زندگی پر روشنی ڈال رہا
ہے۔ دیباچہ کا عنوان یہ ہے۔

”مجملی از مفصل و مفصل از مجمل ذکر شاعر نامور مرحوم شیر محمد خاں
متخلص بایمان“

اس میں زیادہ تر نرمی حالات بیان کئے گئے ہیں جو صاحب گلزار اصفیہ
اور مولف ”مذکرہ شعرائے دکن“ (محبوب الزمن) نے بیان کئے ہیں۔
ایمان کے والد محمد عاقل خاں جو نائک کے لقب سے مشہور ہیں
حیدرآباد دکن کے باشندے اور اخبار گوئی یا وقایع نگاری کی خدمت پر مامور تھے۔
ایمان حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ اور عربی و فارسی کے متداولہ علوم و فنون
کی تکمیل کے بعد باپ ہی کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ اپنے معاصر اخباریوں کے
سردار تھے۔ دکن کے ہر قریے نصیب اور دیہات کے واقعات ان کو پوری طرح

۱۲۶۔ گلزار اصفیہ (مطبوعہ ۱۳۲۱ھ تا ۱۳۴۱ھ تا ۱۳۴۱ھ)

۱۲۷۔ ملاحظہ ہو۔ از ۱۳۴۱ھ تا ۱۳۵۰ھ -

حفظ تھے سفر اور حضر میں حیدر آباد کے دیوانِ اعظم الامراء معین الدولہ شیر الملک اور سطوجاہ کی مصاحبت میں رہتے اور سرزمینِ دکن کے احوال ان کے سامنے بیان کیا کرتے۔

ایمان شعر فہمی اور شعر گوئی میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ ان کے ہم عصر ان کی بڑی وقعت کیا کرتے اور استاد مانتے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ۱۲۱۶ء سنہ کے روزِ کھمان ایلمچی بیگ میں ایک مشاعرہ قرار پایا تھا جس میں ہند اور دکن کے اکثر سربراہ اور شعرا شریک تھے ایمان کے آنے میں تاخیر ہوئی لیکن ان کے آنے تک مشاعرہ شروع نہیں ہوا۔ دکن کی مشہور شاعرہ مہلقا با چندا (جو اردو کی پہلی صاحبِ دیوان عورت ہے) سے ان کو خاص تعلق تھا جس کا حال خود کلماتِ ایمان کی اکثر نظموں سے معلوم ہو سکتا ہے کئی رباعیاں اور ایک طویل نظم ایمان نے مہلقا کی تعریف میں لکھی ہے۔ چندا کا دیوان ایمان ہی کی راہنمائی میں مرتب ہوا شاہِ تجلی ایمان کے استاد تھے۔ جس پر ان کو سجدہ فخر تھا۔ اس کا اظہار انھوں نے اپنی تالیف ”تزکِ آصفیہ“ میں کیا ہے۔

ایمان کی اردو نظم و شعر میں کئی ایک کتابیں بتلائی جاتی ہیں ذیل کی شہو ہیں
(۱) کلیات (۲) سردار نامہ شطرنج (رسالہ شطرنج) (۳) گلہ سہ گفثار (رسالہ ضلع جگت)

یہ کلیات ایمان کی غزلیات رباعیات مثلثات مسدسات قصائد اور مثنویوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ پروفیسر بیگم حارث نے گہارستانِ ناز، معتمد دہلی پرشاد نادر (مطبوعہ سیرتھ ۱۸۸۲ء ص ۳۵۵) اور معتمد کراچی (مولفہ دہلی پرشاد نادر مطبوعہ دہلی ۱۸۸۶ء ص ۲۵۵) کے حوالے سے یہ واقعات بیان کئے ہیں ملاحظہ فرمائیے ۲۱۸۔ فہرست اردو مخطوطات انڈیا آفس
۲۔ چندا کے دیوان کا مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے (بوم ہارٹ ۲۱۸)
۳۔ ملاحظہ ہو فہرست ہند ۱۸۸۲ء

غزلیں ردیف دار لکھی ہوئی ہیں۔ سوائے ایک غزل کے جس کا مطلع یہ ہے۔

درد و غم بھر کا مذکور کروں یا نہ کروں

تجھ سے اخلاص بدستور کروں یا محروں

اور جو بجائے ردیف ”ن“ کے ”ی“ کے درمیان آگئی ہے۔

غزلوں کا حصہ اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔

کب مجھ سے شکر ہوئے بیان اس کریم کا

عالم نواز جو کہ ہے گنج عمیم کا

درق ۹۶ ب سے رباعیات شروع ہوتی ہیں۔ جن میں سے ایک مہاراج کے

لڑکے کی ساگرہ کے موقع پر دوسرے امیر اعظم ارسلو جاہ کی ساگرہ کے موقع پر بھی گئی ہیں۔

اکثر مہاراجا کی تعریف میں ہیں بہت سی رباعیاں مروجہ مضامین شاعری پر ہیں۔

درق ۷۶ ب۔ مسدسات۔ ایک بندہ نواز کیسو دراز خواجہ قاسم علی حسینی کی

ہج میں ایک مہاراج کی تعریف میں ایک نواب ارسلو جاہ کی ہج میں۔

درق ۸۳ ب۔ خمسات جس میں سے تین سودا کی غزلوں پر ایک قائم کی غزل

پر تفسیر ہے۔ باقی عام مضامین شاعری سے متعلق ہیں۔

درق ۸۹ ب۔ قصائد۔ ایک نعت میں دوسرے منقبت علی کرم اللہ وجہہ۔ ایک قصیدہ

نواب نظام علی خان بہادر کی ہج میں دو نواب اعظم الامرا ارسلو جاہ کی ساگرہ کی تہنیت میں نواب

منفرت آباد (نواب نظام الملک آصف جاہ پہا) کی تہنیت نوروز میں ایک قصیدہ اور ایک

۱۵۷ غالباً مہاراجہ بہادر چند لعل علی جوایمان کے معاصر اور کن کے شہور امیر کبیر تھے۔ (ملاحظہ ہو

محذرا راضیہ ص ۲۳ تا ۲۴) ۱۵۸ اعظم الامرا ارسلو جاہ معین الدولہ مشیر الملک غلام سید خاں پہا

۱۵۹ دیکھو ”سایح گلزار آصفیہ“ ص ۱۵۸ اعظم الامرا ارسلو جاہ معین الدولہ مشیر الملک غلام سید خاں پہا

جن کا سلسلہ نسب نوشیروان عادل پر تھی ہوتا ہے۔ والد فرخ نثار خاں نے حضرت

آصف جاہ اول اور نواب میر نظام علی بہادر کے عہد میں ملک کی اہم خدمات انجام دیں

دکھلا راضیہ ص ۱۵۷۔

قصیدہ رزمیہ در شان نواب غفران مآب (نواب میر نظام علی خاں بہادر) در قصیدہ
ارسلو جاہ کی بیج میں ایک نواب سردار الملک شہید کی تعریف میں۔ ایک اسطو جاہ
کی لڑکی کی شادی کے موقع پر ایک سلیمان جاہ کی سا لگرہ کی خوشی میں اور ایک قصیدہ
نواب فیہ الملک کی بیج میں لکھا ہوا ہے۔

درق ۱۱۸۔ ب فتویات۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) منوی باران برق تاب

(۲) اشتیاق نامہ

(۳) مع فراق

(۴) ہجو صاحب

پہلی غزل کے ناصیہ پر ایک مہر لگی ہوئی جو صاف نہیں ہے صرف
”بیکندہ لعل“ پڑھا جاتا ہے مہر کا سنہ ۱۲۷۵ء ہے۔
ترقیمہ:-

تمت تمام شد دیوان شیر محمد خاں ایمان بموجب

حکم رائے سورجمل سردربیلغ ۱۱ جمادی الاول ۱۲۷۵ء

راستم بحروف مرزا ہاشم بیگ بمقت

کلیات ایمان کے اور تین قلمی نسخے ہماری نظر سے گزرے جس میں
سے ایک جناب عبدالرزاق صاحب مددگار صدر محاسب کے پاس
دوسرا جناب عمر یافعی صاحب کے اور تیسرا کتب خانہ آصفیہ میں موجود
ہے۔ (ضمیمہ فہرست غیر مطبوعہ)

(۲۱) دیوان بیدار اور دیوان یقین (۷۷ نمبر)

اوراق ۱۴۱۔ بطور ۱۰۔ تقطیع $\frac{1}{4} \times 8 \frac{3}{4}$ نستعلیق خط درسی کاغذ
یقین کا دیوان نامکمل ہے۔ آخری اوراق غائب نسخ
ہدایت بیگ سنہ تحریر ۱۲۱۲

بیدار تخلص ہے میر محمدی کا جو شاہ جہاں آباد کے رہنے والے تھے خواجہ میر درد
کے بڑے دوست تھے اور ان کی صحبت سے مستفیض کہا جاتا ہے کہ خواجہ صاحب
کو اپنا کام بھی دکھایا ہے شعر و شاعری کا بڑا ذوق تھا۔ دہلی کے زبان دانوں کے
ہمیشہ ہمنوا رہے۔ غزلیں ردیف و ترتیب دی ہوئی ہیں۔ ورق ۸۱ ب تک
غزلیں ہیں ۸۲ ل و ب پر نام تمام غزلوں کے مطلع اور مقطع اور متفرق اشعار درج
ہیں ورق ۸۳ ل و محضات شروع ہوتے ہیں۔ ان میں سے دو حافظ کی غزلوں پر دو
سودا کی ایک درد اور ایک قائم کی غزل پڑھیں ہے۔ دو مخمس اور ہیں جن میں
سے ایک نام تمام منقول ہے۔ ورق ۹۲ ب پر جرات کا ایک داسوخت لکھا ہوا
ہے۔

آغاز

ہے نام تیرا باعث ایجاد رقم کا
محتاج نہیں وصف تیرا لوح و قلم کا

خاتمہ

تیری سواری کی خبر سنتے ہی اے آرام جان
 دوڑے ہیں باغِ شوق کی گہرے نکل اہل پہل
 کیا طفل کیسا پیر و جوان کہتے ہیں دیکھ بیاں
 سلطانِ غیاں میر و دہر سو ہجوم عاشقان
 چابک سواراں بھٹکے مسکین گدایاں بھٹکے

اس دیوان کے خاتمہ کے بعد جرات کا ایک داسوخت درج ہے۔
 ”یارب اندوہ جدائی سے تو مرنا بہتر“

دیوان بیدار کے دو نسخے انڈیا آفس لائبریری میں محفوظ ہیں۔ (ملاحظہ

ہو فہرست مرتبہ بلوم ہارٹ نمبر ۱۵۶ و ۱۵۷)

درق ۹۲ ب سے یقین کا دیوان شروع ہوتا ہے یقین کا پورا
 نام انعام اللہ خاں ہے جو دہلی کے ابتدائی ریختہ گو شعرا میں ہیں۔ شاہ جہاں آباد
 کے متوطن اظہر الدین خاں کے بیٹے اور شیخ عبدالاحد سرہندی مجدد الف ثانی کے
 پر پوتے تھے۔ اردو کے باکمال شاعر مرزا منظر جانخاناں کے بڑے پیارے
 شاگرد تھے۔ شہر میں ان کے متعلق یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ یہ خود شعر نہیں کہہ سکتے
 بلکہ مرزا منظر شعر کہہ کر ان کا نام داخل کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن میر تقی میر نے اپنے تذکرہ
 میں اس کی تردید کی ہے مخفی نے لکھا ہے کہ ۲۵ سال کی عمر میں کسی تقصیر پر انکے
 باپ نے ان کو مار ڈالا۔

یقین کی شاعری کا درجہ بہت بلند ہے اپنی شاعری کے آگے وہ
 دوسروں کے اشعار کو بھیج سمجھتے تھے اگر وہ نوعمری میں انتقال نکرتے تو

۱۔ تذکرہ ”گلشنِ ہند“ مرزا علی لطف (مطبوعہ ۱۹۰۶ء) ص ۵۹

۲۔ تذکرہ ”گلشنِ ہند“ ص ۱۵۵

یقین ہے کہ میرے بھی زیادہ ”بد دماغ“ ہوتے۔ اکثر تذکروں میں ان کا حال ملتا ہے ان کے دیوان کا ایک کمیاب مطبوعہ نسخہ ہماری نظر سے گزرا ہے جو سنہ ۱۳۰۶ء میں چھپا تھا۔ اس کا ایک اور اڈیشن چھپا۔

اعزاز

کون کر سکتا ہے اُس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جس کے ہمیر کی ثنا

اختتام

کو ہی فرما دیجیسی نانی کو فنا کر مائے (۹)

یقین ہم وہاں گرہوتے تو ایک دودو کر نیچن

گوشہ صفحہ میں ”رہے ہیں“ لکھا ہوا ہے۔ جو آئندہ صفحہ کا پہلا لفظ ہو گا۔

دیوان یقین کے دو نسخے کتب خانہ مصحفہ میں موجود ہیں۔ (جلد اول ص ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲)

ترقیمہ ندارد۔

(۴۲) دیوان جرات (۴ نمبر)

ادراق ۱۰۵۔ سطور ۹۔ تقطیع $\frac{1}{4} \times \frac{1}{4}$ ۔ شکستہ آئینہ تعلیق
مقطع میں تخلص سحر نی سے کاغذ نویسی سنہ کتابت وغیرہ

ندارد

یہ بھی امان شیخ غلام بخش جرات کا دیوان ہے جو صرف غزلوں پر مشتمل ہے۔ جرات کے والد حافظ امان دہلی کے رہنے والے تھے۔ انھیں اجداد کو شہنشاہ اکبر کے دربار سے ”امان“

(ایمان) کا خطاب عطا ہوا تھا انھیں میں سے ایک اے امان نادر شاہ کے حملہ دہلی ۱۲۱۸ء میں مقول ہوئے تھے۔ وہ کوچ جس میں یہ رہا کرتے تھے اب تک ان کے نام سے موسوم ہے۔

جرات نے سب سے پہلے بریلی کے نواب محبت خاں ابن حافظ رحمت خاں کی ملازمت اختیار کی ۱۲۱۸ء میں وہ لکھنؤ آئے جہاں مرزا سلیمان شکوہ خلف شاہ عالم بادشاہ کی سرپرستی نصیب ہوئی یہیں انکا انتقال ۱۲۲۵ء میں ہوا رنساخ اور ناسخ دونوں انکی وفات بعد تاریخیں قطعے لکھے۔

جرات مرزا جعفر علی حسرت کے شاگرد تھے۔ شاعری کے علاوہ موسیقی اور نجوم میں بھی محرم و سنگا تھی۔ بد قسمتی سے کم عمری میں انکی آنکھیں ضائع ہو گئی تھیں جسکے کئی لطیفے نہایت تفصیل کیا تھے آزاد نے اپنے علوی شگفتہ السلو بیوں بیان کئے ہیں رنساخ کے خیال کے مطابق ان کی آنکھیں انیس سال کی عمر میں چھپک سے ضائع ہوئیں۔

دیوان جرات کا ایک نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس میں (فہرست مرتبہ پروفیسر یوم ہارٹ ۱۹۶۷ء) اور برٹش میوزیم میں ایک نسخہ کلیات کا ۱۲۷۰ء اور ایک نسخہ دیوان کا (۱۲۷۰ء) موجود ہے۔

آغاز

نالہ موزوں سے مصرعہ آہ کا چسپاں ہوا

زور یہ پردرد اپنا مطلع دیوان ہوا

خاتم

عاشق کئے دل یاق یار کے موت کی طرح

ہو سکے خواہش میں اس لب پر لکھتے رنگے

ترقیہ نہیں ہے۔ درمیان میں ایک ورق سا رہ چھوڑ دیا گیا ہے کہیں کہیں غیر لائق

نیچے یاد رہا کہ جو چھوٹی ہوئی ہے۔ در ورق الہیہ "ظہیر الدین" محمد خاں بہادر کی تین مہر لگی ہوئی ہیں جس کا سلسلہ ہے۔

(۲۳) دیوان سراج (۷۷۵)

اوراق ۲۱۴ - سطور ۱۰ - تقطیع $\frac{3}{4} \times 4 \frac{1}{4}$ - خوشخط نستعلیق

کاغذ دیسی۔ مکتوبہ ۱۲۵۱ بمقام حیدر آباد دکن نیاخ کا نام نہیں ہے
یہ سید شاہ سراج الدین سراج اورنگ آبادی کے دیوان کا ایک غیر مکمل
نسخہ تھا۔ لیکن کتب خانہ میں داخل کرنے کے وقت اسکی وہ تمام غزلیں جو اس میں
موجود نہیں تھیں کتب خانہ آصفیہ کے نسخوں کو پیش نظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں۔ جو ضمیمہ کے
طور پر دیوان کے ساتھ منسلک ہیں۔

سراج کی مثنوی ”بوستان خیال“ اس مجموعہ میں شامل ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۵۷)
دیوان کے نسخے کمیاب ہیں جن میں سے ایک غیر مکمل نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس
میں موجود ہے۔ جس کی ابتداء ردیف واؤ کی ایک غزل سے ہوئی ہے۔

اُس لبِ لعل کو تم شکرِ شیریں کہو
اُس کفِ دست کو گلہ دستہ رنگین کہو

(ملاحظہ ہو فہرست بلوم ہارٹ ۲۱۹)

دو نسخے کتب خانہ آصفیہ (حیدر آباد دکن) میں بھی ہیں (ملاحظہ ہو

۹۹ و ۲۹۹ دوائن اردو فہرست جلد اول صفحہ ۷۷)

اعجاز

نام تیرا مطلع فہرست ہی دیوان کا
ہے زبان کا ورد خاصہ اور وظیفہ جان کا

خاتمہ

کیا ہے پردہ دل جس لئے فانوس
سراج اس کو خیال شمع روہی

ترتیب

تمت تمام شد دیوان سراج مرقوم بہت ہشتم ربیع الاول ۱۲۵۱ھ
دریلہ فرخندہ بنیاد

(۴۴) دیوان عاشق (۷ نہا)

ادراق ۸۸ - سطور ۱۰۰ - تقطیع ۱۰ × ۶ خوشخط نستعلیق کرم خوردہ
کاغذ دیسی آخری حصہ ناقص - آخری اوراق غائب
دیوان میں کسی جگہ سے مصنف کے نام کا پتہ نہیں چلتا - آخری اوراق
نہ ہونے کی وجہ سے کاتب کا نام اور سن کتابت بھی نہیں ملتے غالباً یہ عاشق کوئی
غیر معروف شاعر ہے جس کے اشعار موجودہ تذکرہوں میں نہیں ملتے زبان نسبتاً صاف
اور شستہ ہے - غالب قیاس یہ ہے کہ یہ کوئی شمالی ہند کا شاعر ہے جو انیسویں صدی کے
اداکل میں گزرا ہے -

دیوان غزلوں پر مشتمل ہے جو دریف وار ترتیب دی گئی ہیں -
آغ از حمد سے ہوتا ہے -

کر کے وصف اس خدائے پاک کا
ہے کہاں مقدور مشیت خاک کا
پہونچی اس کی معرفت کے کُنہ کو

حوصلہ نہ فہم نہ ادراک کا

خاتمہ

نصرت جان ہے کیا جہاں تن سے

نالہ دلی جو کچھ شب سے صد آتی ہے

اسی ورق (۸۸ ب) کے گوشہ میں آئندہ صفحہ کا بہت دلی لفظ

”بیطح“..... (اور کچھ لکھا تھا جو ضائع ہو گیا ہے) لکھا ہوا ہے۔

(۴۵) دیوان ولی (۷۷۷)

ادراق ۲۳۰ سطور ۹ تقطیع ۹ x ۵ نستعلیق خط سنہ

۱۲۱۲ کو شہر حیدر آباد میں لکھا گیا۔ نسخہ نے

کاتب الحروف لکھ کر نام چھوڑ دیا ہے۔ کاغذ دیسی

چند اوراق کا حاشیہ سُرخ سے منقش ہے

دلی کے نام اور وطن کے متعلق احتمالات ہیں۔ اس کی وجہ اس نام

کے کئی ایک شاعروں کے حالات کا ملاحظہ ہو جانا ہے۔ منشی درگا پر شاہزاد اور

نے اپنے تذکرہ شعرائے دکن موسومہ ”غزنیۃ العلوم“ فی التعلقات المنظوم

(لاہور ۱۸۷۹ء ص ۷۷ اور ص ۲۲۷) میں اس کو گجرات کا باشندہ بتلایا ہے

آزاد نے بھی حکیم قدرت اللہ خاں قاسم کے حوالے سے اس کو احمد آباد

گجرات ہی کا باشندہ فرض کیا ہے۔ لیکن ولی ”نظم اردو کی نسل کا آدم“

لہ ”انجیات“ دسوان ادیشن ص ۸۷

اورنگ آباد کا باشندہ ہے۔ (چمنستان شعرا اور نکات اشعار) چند روز کے لئے دلی گجرات دہلی اور حرمین الشریفین بھی گئے تھے۔ صوفی منش ہونے کی وجہ سے گجرات کے اولیاء اللہ سے خاص عقیدت تھی۔ سورت کی تعریف میں بعض بہترین نظمیں لکھی ہیں جن سے ان کے گجراتی ہونے کا دھوکہ ہوتا ہے۔

دلی کا پورا نام محمد ولی ہے۔ انکی تاریخ پیدائش ۱۰۷۹ بتلائی جاتی ہے نہیں ۱۱۱۲ ہجری میں احمد آباد سے ابو المعالی کے ہمراہ دہلی گئے تھے اس سے پہلے ہی ان کی اردو شاعری کا آغاز ہو چکا تھا۔ دلی میں شاہ سعد اللہ گلشن سے بیعت کی اور کچھ عرصہ کے بعد اورنگ آباد واپس ہوئے۔ پھر گجرات کا سفر کیا۔ یہاں عرصہ تک رہے اور تعلیم پائی یہیں ان کی منظومات کا بیشتر حصہ مرتب ہوا غالباً اس کے بعد وہ حسین الشریفین روانہ ہوئے۔ اس کا ذکر اپنے ایک شعر میں کیا ہے۔

رونے سنی ناغ (ہو) دلی بیو کو دیکھا

کعبہ کی زیارت کیا دریا سوں اتر کر

دلی نے حسب ذیل تصنیفات چھوڑے۔ (۱) کلیات (۲) مجلس منظوم (۳) رسالہ نور العرفیت (نثر میں) شیخ محمود کرانی کے سلوک کے ایک رسالے کا ترجمہ ہے۔ جو ۱۱۰۹ میں مکمل ہوا۔

کلیات میں بیشتر غزلیں ہیں جو ردیف دار ترتیب دی ہوئی ہیں انکے علاوہ رباعیات فردیات غمسات مثلث ترجیع بندہ بنویات اور قصائد بھی ہیں۔

دلی کا کلیات گارساں دتاسی کے اہتمام سے ۱۸۳۴ء میں بمقام پارس چھپا۔ اور ۱۸۳۶ء میں بعض غزلوں کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ ہوا ۱۸۴۴ء

میں بمبئی میں محمد متھوڑ نے اس کو چھاپا تھا۔ اس کا ایک اور اڈیشن منشی نو کشور نے ۱۸۷۸ء میں لکھنؤ سے شائع کیا۔ یہ مطبوعہ کلیات محمد مردان علی خاں نظام (جو سلطنت میواڑ کے دیوان اور وزیر اعظم رہ چکے تھے) کے تہ خانہ کے مخطوط سے منقول تھا۔ ۱۸۸۰ء میں مسٹر موئے لکھنؤ کے مجسٹریٹ نے دلی کی چند غزلوں اور قصیدوں کو فراہم کیا جو نول کشور کے مطبوعہ نسخہ کے ساتھ ضمیمہ کے طور پر شامل کر لئے گئے ہیں۔ حال ہی میں انجمن ترقی اردو نے اس کا ایک نیا اڈیشن بسیط مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ دلی کی دفات کا ٹھیک سنہ نہیں معلوم ہوا۔ لیکن ۱۱۳۰ھ اور ۱۱۴۳ھ کے درمیان اس کا انتقال ہوا۔ کیونکہ پہلے سن میں دلی نے اپنی کتاب ترجمہ روضۃ الشہداء ختم کی اور ۱۱۴۳ھ کے لکھے ہوئے ایک دیوان کے آخر میں ختم شدہ دیوان دلی رحمت اللہ علیہ سے اس کے اس سنہ میں موجود نہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ غزلوں کا آغاز یہ ہے۔

کتیا ہوں ترے نام کوں میں در زبان کا
کتیا ہوں ترے شکر کو عنوانِ بیاں کا
جس گردِ اوپر پاؤں رکھیں ترے رسواں
تس گرد کوں میں کھل کر دے دیدہ جاں کا
درق ۵۸ اب سے رباعیات شروع ہیں۔ پہلی رباعی یہ ہے۔
لے جیو دو عالم کا ترکہ یہ خدا
محتاج تری ذات سوں سب شاہ گدا

۱۔ انڈیا آفس کے اردو مخطوطات کی فہرست نمبر ۱۱۳ ص ۶۱
۲۔ انڈیا آفس کے اردو مخطوطات کی فہرست نمبر ۱۱۲
۳۔ اردو قدیم مخطوطات کی فہرست نمبر ۱۱۲ ص ۵۹

- مجھ عاجز بیکس بہ نظر رحم سوں کر
 اے منظر ہر ناظر منظور خدا
 درق ۱۸۸ ب سے مندریات شروع ہوتے ہیں۔
 دوزں سوں کہا کیا تیر بریں دیکھا مجھ
 بولی کہ نکو چھیٹر مجھے سینا ہے
 درق ۱۸۹ ب سے محسنات کا آغاز ہوتا ہے۔ پہلا شعر یہ ہے۔
 تیر قدم کے فرش میں بن سب دن چھو
 تجھ نقش پا مجھ میں کا حساب ملن سب دن چھو
 درق ۲۰۱ ب سے مثلث شروع ہوئے ہیں۔
 دیکھ غمزہ تیرے کا جور و جفا
 ہوش عاشق کے اوڑ چلے بہ ہوا
 درق ۲۰۲ ل سے ترجیع بند شروع ہوتے ہیں پہلا شعر یہ ہے۔
 اے توں مقبول سرور عالم
 مے توں فہرست دفتر عالم
 درق ۲۰۹ ب سے مثنویات شروع ہیں۔ پہلا شعر یہ ہے۔
 الہی دل اوپر مے عشق کا دلغ
 یقین کہ نین جن سٹ کھل مانغ
 درق ۲۱۳ ب سے قصائد شروع ہوئے ہیں۔
 عشق میں لازم ہے اول (۶) کون فانی کرے
 ہو فانی اللہ دائم یاد یزدانی کرے

آمدہ در معرض تسلیم دیوان دلی
 از برای خاطر معمر شاہ قادی
 تمت تمام شد دیوان دلی بتاریخ بدست دچہارم بروز چہارشنبہ
 در پہر اول در بلدہ منہ خندہ بنیاد ۱۲۱۳ ہجری
 اس کے بعد ایک مرتبہ شروع ہوتا ہے جس کا پہلا شعر ہے -
 جب سوں کئے دوستہاں آہ درینا دین
 غم میں ہے ہر دو جہاں آہ درینا دین
 دیوان دلی کے خطوط اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں (انڈیا آفس لاہور
 تا ۱۲۸۷ سنھے برٹش میوزیم لاہور اسپرنگ فیلڈ)

(۴۶) دیوان ہزبر (۸ نمبر)

اپریل ۵۶ سطور ۱۴ - ۱۵ تقطیع ۱۱ x ۷، نستعلیق چکنے ولایتی کاغذ
 پر ۱۶ شعبان ۱۳۳۰ بروز چہارشنبہ کو شہر حیدر آباد کن میں
 محمد اشرف الدین ولد محمد عزیز الدین صیغہ دار مرافقہ محکمہ معتمدی
 صرف خاص ہمارک پیشی خداوندی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تصنیف
 ۱۲۹۶ ہجری

دیوان ہی کے ورق اول کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزبر تخلص ہے مرزا محمد
 ہزبر علی بہادر بے کا جو ابو المنصور ناصر الدین بادشاہ عادل قیصر زمان محمد و ابوالعیشہ شاہ شاد
 اودھ کے خلیفہ اکبر تھے -

آغاز

عقل حیراں ہو گئی محو تماشا ہو گیا
کیا کہوں ایک لفظ کن سے خلق کیا کیا ہو

خاتمہ

شہر وترے سخن کا ہر سو ہر پر پہنچا
دھو میں بجی ہیں کیا کیا تحسینِ آفریں کی
آخر میں مصنف نے تاریخ طبع دیوان ایک مصرعہ سے ۱۲۹۰ سنکالی ہے۔
بین لطف نیا بان محبت
اس تاریخی قطعے کے علاوہ منشی محمد عبدالعزیز اعجاز رقم کے چار تاریخی قطعے
ہیں اور منشی محمد یعقوب کا ایک جیسپر ریوان ختم ہوتا ہے۔

ترتیب

کتاب ہذا بتاریخ ۶ اشعبان المعظم ۱۳۳۰ مسوقت چار ساعت
صبح بروز چہار شنبہ از قلم عاصی کنسرتین نیاز آگین محمد اشرف الدین
ولد علی بناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب صیغہ دار ارفع
مسکدہ سمنان خوشی خداوندی علی حضرت بندگانی میر غلام علی
والی دکن شروع نمویہ بنیاد ۲۷ رمضان ۱۳۳۰ بروز دو شنبہ بوقت
سات ساعت صبح با تمام رسید

(۴۷) گلاب است انشا (۷۷۹)

اوراق ۱۶۵ مسور ۲۰۰ - تنبیغ ۱۲ x ۱۶ - ۱/۲۰۰ شملیق شکستہ آئینہ

چند کرم خدہ نہلخ میر ابو القاسم طباطبائی مکتوبہ ۲۹ صفر ۱۲۷۰ھ

یہ کلیات میر انشا رائد شاہاں انشا کے کلام کا مجموعہ ہے۔

شعرا نے اُردو میں انشا کا درجہ نہایت بلند ہے۔ انشا حکیم میر انشا رائد شاہاں کے فرزند ہیں جو مصدق تخلص کرتے تھے۔ ان کے افادات سے بھی کئی نظمیں موجود ہیں حکیم میر انشا رائد شاہاں کے آباد اجداد نجف اشرف کے رہنے والے تھے۔ ان کے باب نواب ذوالفقار شاہاں کے عہد میں ہندوستان آئے اور مرکز علما دہلی میں مقیم ہوئے حکمت کے زور سے دربار تک رسائی حاصل کی اور درباری طبیب مقرر ہو گئے۔ دہلی کی تباہی کے بعد حکیم مصدق مرشد آباد میں نواب سراج الدولہ کے پاس آ رہے جہاں ان کی بڑی وقعت کی جاتی تھی یہیں میر انشا تولد ہوئے۔

انشا نے متعدد علوم و فنون اور السنہ میں کمال حاصل کیا اور فن شعر میں والد سے مستفیض ہو کر دہلی کی طرف کوچ کیا۔ یہاں شاہ عالم بادشاہ نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ کچھ دن یہاں گزارنے کے بعد انشا لکھنؤ آکر مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے (۱۲۰۰ھ) لکھنؤ میں انھیں شہزادہ علیاں شکوہ کی سرپرستی مل گئی۔

شہزادہ خود بھی شاعر تھا۔ اور شہور شاعر غلام ہیدائی مصحفی سے شعر میں اصلاح لیا کرتا تھا۔ اب یہ خدمت انشا کے سپرد ہوئی نواب سعادت علی شاہ سے بھی خوب ربط و مضبوط پڑھ گیا۔ نواب موصوف کے لطائف کو انشا نے لطائف انشا کے نام سے جمع کیا۔ (ملاحظہ ہو ریو کا فارسی کٹلاگ صفحہ ۹۱) آزاد کہتے ہیں کہ انشا کا انتقال ۱۲۳۳ھ میں ہوا یہ سنہ ان کے ایک شاگرد بسنت سنگھ نشاط کے قلعہ تاریخی سے نکلتا ہے۔

انشاء کئی زبانوں کے، بہر اور اپنے باپ کی طرح مازق طیب بھی تھے فارسی اور عربی میں کمال حاصل ہونے کے علاوہ ترکی کشمیری برج بھاشا پشتو پنجابی اور دوسری زبانوں سے بھی فی الجملہ آگاہ تھے۔ انشاء پہلے شخص خیال کئے جاتے ہیں جنہوں نے اردو زبان کی سانیات پر قلم اٹھایا اور ”دریائے لطافت“ کی صورت میں اپنی کادشوں کو جلوہ گر کیا۔ مشہور ہے کہ انشاء نے یہ کام مزار محمد قتیل لکھنوی کی شراکت میں ۱۲۲۰ء کو مکمل کیا۔ ”دریائے لطافت“ کے ”انسیرپ“ اور ”تھیسز“ کی ادیشن نکل چکے ہیں ۱۲۴۸ء میں بمقام مرثیہ آباد طبع ہوئی۔ (ملاحظہ ہو ریون فحہ ۹۹۸ ج) پشتو فارسی زبان کی قواعد پر بھی انہوں نے ایک فتویٰ لکھی اور ایک داستان جس میں فارسی یا عربی لفظ کے نہ لانے التزام کیا گیا ہے۔ پشتو کی قواعد کا انگریزی ترجمہ پادری ایس سلٹرنے لکھ کر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے رسالے میں شائع کیا (جلد ۲۱ اور ۲۲، ۱۸۵۲ء و ۱۸۵۵ء)۔

کلیات انشاء دہلی میں ۱۸۵۵ء میں طبع ہوئی اور ۱۸۷۶ء میں لکھنؤ سے چھپی۔ اکثر ادیشن کلام کی ترتیب میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ زیر نظر کلیات کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

اس مخطوطے کے ابتدائی تین اوراق میں سے پہلا سادہ دوسرے تیسرے اور چوتھے (رخ ل) پر متفرق تحریریں ہیں۔ ورق ۴ ب سے قصائد شروع ہوتے ہیں۔ پہلے قصیدہ کا پہلا شعر یہ ہے۔

اے خداوند مہر و شریا و شفق

لمعہ نور سے ہے تیرے جہاں کو رونق

پہلا قصیدہ حمد و سرا منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں باقی قصیدہ

۱۔ انشا کی تصنیفات کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فہرست اردو مخطوطات انڈیا آئس لاہوری۔ اشاریہ ۱۵۵

میں ایک شاہ عالم بادشاہ اور ایک سلیمان شکوہ کی مدح میں ہے۔ غزلیں ورق ۱۹۱
سے شروع ہوتی ہیں۔ پہلا شعر یہ ہے۔

صنما رب کریم یہاں تیری ہیں ہر ایک یہ مبتلا
کہ اگر است برکھ تو ابھی کہی تو کہیں بلا

ورق ۱۲۹ ب پر غزلیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے آخر میں ایک ترقیم ہے
جس کی نقل یہ ہے۔

”تمت بالخیر دیوان میر انشا اللہ خداں بتاریخ ۲ شہر صفر المظفر

۳۳۰ ہجری

ورق ۱۴۰ اسے ریختی کا دیوان شروع ہوتا ہے۔ جس کا پہلا شعر
حسب ذیل ہے۔

جب سے کہ سامنا ہے اس عباد کی کلی کا
ہے درد مجھ کو حضرت شکل کشا علی کا

ورق ۱۶۱ ب پر ریختی کا دیوان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے آخر میں
ترقیمہ یہ ہے۔

تمت تمام شد بتاریخ بست و نہم شہر صفر المظفر ۳۳۰ ہجری

بروز شنبہ کا تبلا حروف میر ابو القاسم طباطبائی

ورق ۱۶۱ ب کے بعد ایک قصیدہ نظام الملک سلیمان شکوہ آصف جاہ
کی مدح میں لکھا ہوا ہے۔ جو ان کی سالگرہ کے موقع پر لکھا گیا ہوگا۔ پہلا شعر یہ ہے

زحی فتوح کہ کہو لیس دلو سنی یا کر کہ

موافقت کہ بہم دیں با اختیار کر کہ

خاتمہ

مخالفی بجز آتش مجیم کھپو
کہلی نہ کام سے ہرگز پسند دار کرہ

آخری دو اوراق بھی متفرد و تنہا ہیں۔
انشا کی کلیات کا ایک نسخہ ۸۲۶ء کا لکھا ہوا کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے
(ملاحظہ ہو فہرست جلد اول ص ۵۲ نمبر ۴۵) ایک نسخہ کا ذکر اسپرنگر نے کیا ہے
جو موتی محل میں تھا ملاحظہ ہو اسپرنگر کی فہرست خطوط مشرق کتب خانہ مہات
شاہ اودہ جلد اول ص ۶۱ ۶۲۔ موتی محل میں انجی تنوی و ممر غنامہ کا بھی ایک
مخطوط تھا۔ انڈیا آئنس لائبریری میں کلیات کا ایک نسخہ ہے (لبوم ہارٹ کی
فہرست ہندوستانی خطوط ص ۱۷۷)

(۴۸) کلیات انشا (۷ نمبر ۱۰)

اوراق ۱۱۲۔ سطور ۱۳۔ تقطیع $\frac{1}{4} \times 8$ شکستہ آمیز نستعلیق خط
کرم خوردہ مکتوبہ ۱۲۴۰۔ نسخ کا نام نہیں ہے
یہ یاد انشا و انشائیں (ملاحظہ ہو ۵۷۷ فہرست ہذا) کے قصائد
غزلوں اور رباعیات کا مجموعہ ہے۔
اعزاز

صنما رب کریم یہاں تیں ہر ایک قبلا
کہ اگر است بر بجم تو ایمی کہی تو کہیں بلا

خاتمہ

اپنی تھی نظر میں سب یہ کہانی میں کی
ہاں تم ہو قریب اور راتیں ہیں کی
کہتی ہو جو جنگو میں بہت چاہوں ہو
مونہ پر کی میاں یہ ساری باتیں ہیں کی

ترقیمہ

تمام شد دیوان انشاء اللہ خاں تباریخ پخیم شہزادہ مجید نونہ خٹہ
۱۲۴۰ھ ہجری

(۴۹) کلیات سودا (۷۸۱)

اوراق ۳۹۶ سطور ۱۵۔ تقطیع ۳/۹ × ۹/۴۰ نستعلیق سید
کرم خوردہ آخری اور کچھ درمیانی اوراق غائب ہیں۔ کاغذ
وہی نسخہ کا نام اور سن کتابت درج نہیں ہے

مرزا محمد رفیع سودا شعرائے اردو میں اعلیٰ رتبہ رکھتے ہیں فل
میں ان کی زندگی کے حالات ”آبجیات“ نگار سان وٹاسی کی تاریخ
”ادب ہندوستانی“ جلد دوم ص ۶۶ ”آلہ آباد ریو یو جلد سوم شمارہ چہارم
(اپریل ۱۸۹۲ء) اور حالات سودا مولفہ احمد حسین خاں (لاہور ۱۸۹۶ء)
سے جمع کر کے یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

سودا کے آبا و اجداد کابل کے رہنے والے تھے جن کا ہمیشہ سہ گری تھا
ان کے والد مرزا محمد شفیع کابل سے بغرض تجارت دہلی میں آکر رہ گئے تھے

یہیں ۱۲۵ھ (۱۷۴۳ء) میں سودا پیدا ہوئے۔ تعلیم پہلے سلیمان قلی خاں و داد کے پاس اور پھر شیخ ظہور الدین حاتم سے پائی۔ فن شاعری میں فارسی اور اردو کے مشہور شاعر سراج الدین علی خاں آرزو سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

سودا نے جوں ہی شاعری کے میدان میں قدم رکھا ان کی شہرت ہندوستان بھر میں پھیل گئی۔ اور شدہ شدہ شاہ عالم بادشاہ کے کانوں تک بھی پہنچی۔ بادشاہ خود شعر کہا کرتے تھے۔ سودا کو اپنی غزلیں دکھانے لگے بد قسمتی سے سودا کی طبیعت تیز اور زود رنج واقع ہوئی تھی جس سے نا ارض ہو جاتے اس کے لئے ان کے ہجو میں تیر و نشتر سے زیادہ تیز کام کرنے لگتیں۔ اسی طبیعت بادشاہ عالم سے سودا کو جھگڑا دیا جس کے بعد یہ دربار شاہی سے منقطع ہو گئے۔ اور ساہا سال تک اپنے مرزا مہربان خان اور بسنت خاں کے سایہ عاطفت میں عمر گزاری ان کے انتقال نے سودا کو بے یار و مددگار اور مفلس چھوڑ دیا۔ ۶۰ سال کی عمر میں دہلی چھوڑ کر وہ منسرخ آباد کے نواب بنگش خاں کے یہاں کچھ دنوں کے لئے آ رہے۔ اور پھر لکھنؤ کی طرف کوچ کر کے ۱۱۰۵ھ میں نواب شجاع الدولہ کے ملازم ہو گئے۔ نواب کے انتقال کے بعد (۱۱۰۵ء) ان کے جانشین نواب آصف الدولہ نے ان کے لئے سالانہ چھ ہزار روپیہ تنخواہ مقرر کر دی اور ملک الشعراء کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

سودا کا انتقال لکھنؤ میں ۱۱۹۵ھ (۱۷۸۱ء) کو ہوا جبکہ ان کی عمر ستر سال کی تھی فخر الدین اور تسمیر الدین مننت نے یہی تاریخ انتقال لکھی ہے۔ لیکن مصحفی ۱۱۹۳ھ بتلاتے ہیں۔

سودا کی کلیات حکیم سید اصلاح الدین خاں نے ایک دیباچہ کیساتھ مرتب کی کلیات پہلی دفعہ ۱۸۰۳ء میں بمقام کلکتہ چھپی ۱۸۱۰ء میں ایک

انتخاب کلیات فورٹ ولیم کالج کے ارباب قلم نے شائع کیا تھا مولوی غلام حیدر ندوی سرشتہ دار کالج مذکور نے کلکتہ میں دیوان پر نظر ثانی کر کے ایک ضخیمے کے ساتھ جو غزلیں اور قصیدوں پر مشتمل تھا۔ ۱۸۴۷ء میں چھپوایا کلیات کا ایک لیتھوگرافیہ عبدالحق آہی تلمیذ سید مومن خاں کی نظر ثانی سے ساتھ دیوانوں میں ۱۸۵۳ء کو دہلی سے چھپکر شائع ہوا ایک اور اڈیشن منشی نو کشور کے مطبع (کانپور) میں ۱۸۷۲ء میں پہلی دفعہ اور ۱۸۸۷ء میں دوسری دفعہ چھپا۔ ان دونوں اڈیشن کے ساتھ سودا کار سالہ ”معجرت الغافلین“ بھی شائع ہوا تھا۔

سودا کی نتیجہ منویوں کا ترجمہ بھیر ہنری کو رٹ نے اردو ہائی پرفیشنیسی امتحان کے امیدواروں کے لئے شملہ سے ۱۸۷۲ء میں شائع کیا۔ ان ہی منویوں کا دوسرا اڈیشن کپتان ایچ، اس، جارت نے کلکتہ میں چھپوایا (۱۸۷۵ء)

آزاد کے قول کے مطابق سودا نے میر تقی میر کی منوی ”شعلہ عشق“ کو اردو نشر کا جامہ پہنایا تھا۔ اور ایک تذکرہ شعرائے اردو کا بھی مرتب کیا تھا۔ دونوں اب کمیاب ہیں۔

۱۔ کلیات کے ورق اب اور ۲ لپہ حکیم سیاح الدین خاں مرتب دیوان کا فارسی دیباچہ ہے۔ اس کے بعد سے فارسی دیوان شروع ہوتا ہے جو ۱۷ اب پر ختم ہوتا ہے۔

۲۔ قسا بد ورق ۱۸۔ ب سے شرع ہوتے ہیں۔ جو حمد، نعت منقبت اہل بیت، مدح شاہ عالم ثانی، اور امرائے دربار دہلی اور لکھنؤ قصیدہ شہر آشوب، مذمت، کوڑی ساجد اور مذمت، اسب پر مشتمل ہے۔

آغاز یوں ہوتا ہے ۔

ہو واجب کفر ثابت ہے یہ تمعائے سلیمانی

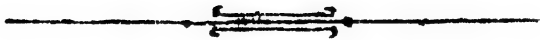
نہ ٹوٹی شیخ سے تسبیح زنار سلیمانی

۳۔ قصائد کے اختتام پر غزلوں کا دیوان شروع ہوتا ہے۔ جو ابجد وار مرتب ہے۔ لوح پر بسم اللہ کے نیچے یہ عبارت ہے: ”مالک اس کتاب نصر اللہ ساکن مکیکم محل“ (۹) سنہ ۱۸۷۹ء یوم یکشنبہ۔ دیوان کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے ۔

مقدور نہیں اسکی تمہلی کے بیاں کا

جوں شمع سراپا ہوا کر صا زباں کا

۴۔ غزلیات کے اختتام سے قطعاً مخمسات مثنویاں ہجو میر تقی مرثیہ گو، مرثیے ہجوئیں اس ترتیب سے لکھی ہوئی ہیں۔ ہجو میں نامتام ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں ایک کمل اور اچھا نسخہ دیوان سودا کا موجود ہے۔ (جلد اول صفحہ ۶۶ نمبر ۵۸۵)۔ اس کے علاوہ برٹش میوزیم میں چار (فہرست ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸) اور کتب خانہ جات شاہ اودھ میں ایک نسخہ ہے (۵۸۳)۔



مجموعہ نظم

(۵۰) بیاض (۱۲۷۷)

ادراق ۶۷۔ بطور ۵ تا ۱۰ تقطیع ۷ x ۱/۲ ہم نستعلیق شکستہ غیر خط

دیسی کاغذ آبدہ۔ مکتوب تقریباً ۱۷۷۷ء

یہ کوئی مسلسل رسالہ نہیں ہے۔ بلکہ کسی ہندو خاندان کی بیاض ہے۔
جس میں ہندی اردو اور فارسی شعرا کے کام کوساتھ خطوط کے مسودے، مسالما کی تفصیل،
یونین کا حساب غرض اکثر امور درج ہیں۔ ورق اول پر ایک باغی اور یہ تحریر درج ہے۔
”ایں خط راجہ دیو رام است“

جس سے معلوم ہوتا اس کے مالک راجہ دیو رام فرزند راجہ گرو دھانی
کریت دنت بہادر ہیں اور یہ انھیں کی تحریر میں ہیں۔

ورق ۴ ب پر ایک ہندی نظم (ہولی) درج ہے۔

ورق ۵ ب پر ایک رقعہ کا مسودہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے

کہ اہل ہندو بھی مسلمانوں کی طرح اپنے مردوں کی برسی کے لئے ”فاتحہ“ کیا کرتے تھے
ورق ۶ ب پر ایک فارسی خط ہے۔

ورق ۸ ب پر تراب کی ایک اردو غزل ہے۔

ورق ۱۱ ب پر شادان (مہاراجہ چند و لعل بہادر) کی اردو غزل ہے۔

(کیا جنس ہے تو دل سے حسرتیدار ہوں تیرا)

ورق ۱۲ ب پر گنبد کے در کہ دران قوم زنگیان متوطن اند (تریم)

کے کسی دوست کے پاس بھیجے جانے کے معنی خطوط فارسی میں لکھے ہوئے ہیں۔
 ورق ۲۰ ب پر عزت کی ایک اردو غزل ہے دیگر گوش گلے میں جو بار
 موتی کا (۱)

ورق ۳۷ ا سے ۴۱ ب تک (اٹھ طرف سے "سری گیش امینہ"
 کے عنوان سے "کرتن" (جرن) وغیرہ کے حالات فارسی زبان میں درج ہیں۔
 ورق ۴۲ ب پر انگریزی میں "ایم چندر چند ولس" اور راجہ راجی
 کے نام درج ہیں۔ اور فارسی میں میر علی خطاط کی ایک رباعی درج ہے۔
 ورق ۴۷ ب ۴۸ ا پر "سوزیر علی خاں بٹنی" "آصف الدولہ" کی
 ایک غزل درج ہے۔ اس "روشن افلاک سے پھولی نیلی ہم"
 ورق ۵۰ ا سے ۵۲ ب تک "حمت خاں عالی کی ایک فارسی غزل
 درج ہے۔

ورق ۵۶ ا پر "شیدا" اور دوسرے شاعروں کی اردو نظمیں لکھی ہوئی ہیں۔
 ورق ۵۷ کے بعد سے بعض ہندی دہرے اور اردو فارسی نظمیں
 شروع ہوئی ہیں انھیں پر یہ "بیاض ختم ہوتی ہے۔"

۵۱۔ کلام ہندی ملک محمد جاسی (۱۳ ز)

ادراق ۱۰۳ اسطور ۱۴ تا ۱۶ تقطیع ۲/۷ × ۷ نستعلیق سکتہ آمیز خط
 دیسی کاغذ مطلا حاشیہ تا ورق ۴۶ ب نسخ کیشو رائے۔
 تحریر بہت دلچسپ ہم جب ۱۵۵۵ء تک تمام کتابت پر گزرتا ہوں

یہ ملک محمد جاہلیسی کی جندی نظمیں ہیں جن میں سے پہلی نظم کسی ہندی شاعر کے کلام کی تفسیر ہے۔ جیسا کہ اس کے بعد کے ترقیم سے ظاہر ہوتا ہے۔
آغاز

ربایسر بسم اللہ الرحمن الرحیم تمم بانجیر

مئیہ من اللہ میاں سوں لاوا
حمہ کھاوا بٹھ کر گاور

خاتمہ

اُبس جوک سوانے جو کیو کلے ہوئے
محمد کبوت کھاناں ایک ایک گھروئے

ترقیمہ

حکمت تمام شد کار من نظام شد بتاریخ بسنت نے پنجم رجب المرجب ۱۱۵۲
در بکار رائے چندری صاحب را باد بڑے خاطر دیوان صاحب
الملک قیام ساں دیوان سیٹھ راجیو سلمہ اللہ تعالیٰ را رقم کیشور رائے ولد
بسنت رائے رقم کورہ موس کر خطائے رسم و طعن مزین کہ بیچ نفس بشر
خالی از خطا نبود

ورق ۵ دب پر بھی ایک ترقیمہ ہے۔ تفسیر بسنت تصنیف ملک محمد جاہلیسی
حسب فرمود دیوان صاحب مہربان دیوان سمیٹ راجیو سلمہ اللہ تعالیٰ
بتاریخ سوم رجب المرجب ۱۱۵۲ ہجری در بر کہہ مدو (بسندہ کیشور رائے
رقم کرد)

(۵۲)۔ گلدستہ گلشن معانی (۷۱۲)

اوراق ۳۳۱۔ بطور ۶ تا ۱۲ تقطیع ۳/۸ x ۶ شکستہ آمیز
نسبتیں خط۔ کرم خوردہ نسخ مرتب بیاض ہی ہے جن کا
نام بھوانی داس ولد نقھو لعل المتخلص بہ وضع تحریر ۱۲۰۶

یہ بھوانی داس ولد نقھو لعل واضح کی بیاض ہے جو فارسی اور اردو
کے شاعروں کے کلام پر مشتمل ہے۔

قدیم فارسی اور اردو دان بزرگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر ایک ایک
بیاض اپنے پاس رکھتا۔ جس میں وہ اپنی پسند کے اشعار درج کرتے۔
اس سے نہ صرف یہی کام لیا جاتا بلکہ یہ ایک قسم کی ڈائری ہوتی جس میں
ہر وہ چیز بطور یادداشت کے لکھی جاتی تھی جو صاحب بیاض کو متاثر
کرتی۔ ان بیاضوں کی جو ادبی قدر و قیمت ہے اس کی تفصیل تذکرہ گل رعنا
(عبدالمحی) کی تہمید میں مل سکتی ہے۔ ان بیاضوں نے اکثر شعرا اور ادیبوں
کو علمی دنیا سے روشناس کروایا ہے۔ شعرا کے تذکرے لکھنے کا رواج
بھی اس قسم کے احساس کے تحت پیدا ہوا۔

زیر نظر بیاض ۳۳۱ اوراق پر ختم ہوتی ہے بھوانی داس نے اسکو
کئی فصلوں پر منقسم کیا ہے۔ ہر فصل کا خاص عنوان مثلاً ”سرایا“ ”حمد“
وغیرہ ہے۔ جس کے ماتحت فارسی اور اردو شاعروں کا بہتوں کلام جمع
کیا گیا ہے۔

بیاض کا تسلسل غالباً جلد سازی کی غلطی کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ چنانچہ آغاز اس کا فصل دوم (نمبر ورق جو واضح نے قائم کیا ہے ۱۱۸ ہے) سے ہوتا ہے موجودہ ورق ۲۱ دراصل پہلا ورق ہے۔ جس سے ”توحید“ کے مضمون والے اشعار کا آغاز ہوتا ہے۔

ورق ۱۱۔ فصل دوم۔ ”شرار فراق و ہجران و سالے و نا فیکبائے“
افصل میں تابان۔ صاحب، غبار۔ ملا جامی۔ ملا نافع۔ طرحی سادجی (۹)
شاعر غریب۔ اور نواب خان خاناں۔ کے اشعار درج ہیں۔

ورق ۲ ب۔ فصل دوم۔ تواریخ وغیرہ
ابجد کے تمام حروف مع ان کے مقررہ اعداد کے درج ہیں۔
ورق ۱۱ ب۔ پیر جمال اسیر۔ بدر چاچ۔ ناصر جنگ۔ اور علی کے
اشعار ہیں۔

ورق ۱۱ ب۔ فصل نہم۔ متضمن صنعت اسپ و خیل
حسب ذیل شعر کا کلام درج ہے۔ طالب آملی۔ خیدا۔ آصفی۔ فیض
مافظ۔

ورق ۱۹ ج۔ جعفر زرتلی کا ایک رقعہ درج ہے۔
ورق ۱۹ ب کے آخر میں ایک نظم بخندست قطب الدولہ لکھی ہے
ورق ۱۱ پر فصل دہم ”کنا یکرتب ولف و نشر تجنیس و کسر الروف
و نغز بے نقط۔“ اس فصل میں تمام ضلوع و بدائع کے فارسی شعر درج ہیں۔
ورق ۱۲ ا۔ ”تاریخ مصنفہ عسکری صاحب خلف میر علی فیاض“
(یہ ورق تاریخی اشعار کا ہے) جس میں محمد اعتبار خاں بہادر جن صاحب فیاض
برادر راجہ عسکری صاحب (تاریخ قتل ٹیپو سلطان) ٹیپو بہادر دین محمد شہید شاہ

اور دنیا علیخان عرف رجمیاں کے فارسی اشعار تائیں مندرج ہیں۔

ورق ۱۲ ب پر فارسی میں تالیخ تولد نبیرہ لالہ بھوانی داس (صاحب بیاض) ”گل چہ شفقست در چمن امیر“ (۲۰۲ ~) لکھی ہے۔
ورق ۱۳، ۱۴ سادہ ۱۳ ب اور ۱۴ ا فارسی اشعار (صنائع و بدائع) سعدی علیہ رحمۃ

ورق ۱۲ ب ”فصل چہارم سوال و جواب شاہ جہاں و نور جہاں“
خسرو کے اشعار (فارسی)

ورق ۱۵ ا مقدمہ فارسی صاحب بیاض ابتدا میں سہمی حمد و ثناء
وغیرہ کے بعد لکھتے ہیں۔

اما بے چین گوید نیاز اس بھوانی داس ولد تھوعل
منشی اتخلص دافع کہ در اثنائے صحبت و مصاحبت با
عزیزان عالی فطرت در شہر دارالسرور محمد نور عرف
ارکاٹ مرکوزی در میان فرصت کہ اگر (۶) عزیز
متصدی انتخاب دو انین شعرائے فارسی و ہندی
منتقدین و مباحثین کردہ۔ و ابیات برگزیدہ ہر کدام را کہ
دلالت معنی خاص داشتہ باشد فراہم آوردہ در ابواب و
فصول معین ترتیب داد۔
تالیخ اتمام این مجموعہ از ہر یک مطبع این ایات
بوضوح جو اہر بخیر و بست۔

سرمایہ شوق و کامرانی
مجموعہ عیش و نکتہ دانی

آراش عقل و ہوش دانم
 عرض دامن شدہ عیانی
 در بزم دہد سرود بشنو
 خاطر بکمال شادمانی
 ہر فرد بریں سفید رنگین
 تسویر ہمہ چہ نقش مانی
 واضح اصول اسل و س؛
 گلدستہ گلشن ممانی

اس کے نیچے ۱۲۰۶ ہجری لکھا ہوا ہے۔

ادراق ۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲۔ سادہ ہیں ۲۱ پر توحید نصرت وغیرہ کے
 عنوان سے صاحب نظامی گنجوی۔ امیر خسرو۔ زیدے۔ قبضے۔ محفوظ بیدل
 طغرا کے فارسی اشعار درج ہیں۔

ورق ۲۲ پر بیدل کی رباعی عالمگیر کی شان میں لکھی ہوئی نقل
 کی گئی ہے۔

ورق ۲۲ ب۔ کلام ایجاد حسن و عشق و جلوہ حسن (اشعار فارسی)

ورق ۲۴ پر بیان حال ار باب کمال کلام اولیا راشد۔

ورق ۲۹ ا۔ باب سوم بر مشتعل پر بیان عشق و ثابت قدمی و ملامت

و رسوائی و آہ و نال و سوز و دل و عجز نیاز اظہار بیخودی۔ بیدار دوالم۔

بہر یازدہ فصل۔ (آگے تفصیل درج ہے)

فصل اول۔ در بیان عشق و ثابت قدمی و ملامت رسوائی و سوز و گداز

و عجز و نیاز افتادگی و ضعف و جنون و اظہار بدار و الم اس فصل میں کلیم۔

جامی - میر حسن - غنی کشمیری کے فارسی اور منعم عبدالحی تابان، میر درویش یقین - سودا قائم - محمد اسماعیل، بے تاب - کے اُردو شعرو درج ہیں۔

ورق ۳۲، ۱ فصل دوم - ”در بیان جو رد جفا معشوق وغیرہ“ میر سنجہ مرزا عجم قلی جلال اسیر - کے فارسی اشعار اور یکہ نگ سودا نقد علیخان ایجاد - ممتاز منظر، غزلت - میر محمد سعید ذہن، کے اُردو شعرو درج ہیں۔

ورق ۳۵، ۱ فصل سوم - ”در کیفیت آرزو و مدعا و محبت و خیال و آغوش“، مشتمل ہے۔ صائب، میر، شیدا، ہمت، بابا عاشقان، ناصر علی - ہمتا کے فارسی اور سودا کے اُردو اشعار پر۔

ورق ۳۸، ۱ فصل چہارم - ذکر بیوفائی وغیرہ - ”صائب - ساقی - نسائی کمال خجند طالب آملی کے فارسی اور میاں قائم کے اُردو اشعار پر مشتمل ہے۔ ورق ۴۰، ۱ فصل پنجم - بر بیان نصیحت و صفت دل مہمل و صفت آن و شکست شیشہ دل الفت -

اس میں فارسی اشعار - صائب محمد ایوب، آزاد، شیوا - فسائے (۹۱) صفی - اور بیدل کے درج ہیں۔

ورق ۴۳، ۱ فصل ششم حقائق طعنہ و مداوی طبیب ”فارسی اشعار عشقی -

ورق ۴۴، ۱ فصل ہفتم ”در بیان نزول، غور و جوانی و صفت آن“ فارسی اشعار - آزاد - اور اُردو اشعار محمد صالح، ندی (۹۲)

ورق ۴۵، ۱ فصل ہشتم - در بیان انعام و دشنام وغیرہ ”امانی اور ہمای وغیرہ کے فارسی اشعار پر مشتمل ہے۔

ورق ۴۶، ۱ فصل نہم ”بر کمیت و صفت رحم“ اس میں شیدا، سلیم

کمال خجندہ - آصفی اور صائب کے اشعار کے ساتھ کچھ ہندی شعر بھی دیے ہیں۔
 ورق ۷۲ فصل یازدہم براشعار مضامین شوق انجمن لطائف اوضاع و حرکات اقتضائے
 سن و سال لعلخان نوشاد کہ اسم آن غزال ہنہ یعنی اسرارشوان کہ عبارت از نایکا بہار است
 ورق ۸۳ باب چہارم "مستملہ وصف شراب و طلب آن و خوردن
 با محبوب و ساتی و توصیف بنگ و انس و غیرہ آن و نظارہ مہتاب و باغ
 و بہار و فرا و آب رواں - دھوارہ و آواز عند لیب و دخزان و نمٹہ مطرب
 و رقص و ساز و نواز و طعنے ہزار و محنت و تعریف شعر و سخن و خط و نقسم برزہ فصل
 مشتمل ہے - صائب - غنی کشمیری مرزائی مرزایاں آصفخان حافظ عمر خیام
 محمد قلی سلیم، خاقانی، احسن، طائب، آملی، ہمت، رضائی، موزوں، اسیر
 خسرو، علی، قدسی، جلال، موسیٰ خاں، کمال خجندہ، سودا، محمد اسماعیل،
 بے تاب، ٹیک چند بہار، سراج الدین علی خاں آرزو، خواجہ میر درد،
 خرم خاں، مرزا خاں یقین۔ کے اشعار اردو اور فارسی پر -

ورق ۱۰۳۔ باب پنجم - متضمن اشعار فصول اصول رسائل و سائل
 و عنوان مکاتبت و نامہ فرستادن و صبا و قاصد و بمقام ہنس یا ر و شہادہ
 فراق و ہجران و بیتابی و بے صبری - داستاداء ترجمہ - اس میں آٹھ فصلیں ہیں
 جن میں تحت کے عنوانات کے ساتھ بیتل - سالم - زیب النساء - فیضی - احسن
 صالح، جامی، کے فارسی اشعار مندرج ہیں -

ورق ۱۱۵۔ باب ششم - متضمن براشعار تفصیل ذیل "لکھنؤ بارہ فصلوں
 کے تحت شجاعت - عہد و بیمان اختلاط - تواضع قناعت - دروغ و ہرزہ
 انصاف و ظلم اعتبار و انحسار و غیرہ راحت و افلاس قیامت و قیامت
 بدنامی، خود نمائی، ذلت و غیرہ خوبی خورد سالے پہلوانے و جوانے کے مضمون

والے اشعار اسی ترتیب سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان میں عموماً اشعار کے ساتھ شاعر کے نام درج کرنے کے بجائے مضمون شعر کی سرخی قائم کی گئی ہے۔ مثلاً دروغ ”ظلم“ وغیرہ۔

درق ۱۳۰ ل باب ہفتم: ”در بیان شکوہ و شکایت اہل دنیا و بے مہربانی بہر و حسرت طعنہ بر چہر خراج بختار و حسود و فرزند و غیرہ تفصیل انفصال (فصل کی جمع ۹) ذیل“

اس میں (۱۲) فصلیں ہیں۔ جن میں عمر خیام، ملا وحشی، ملا شیدا، صائب، محمد صلاح، مرزا گرامی (۹)، احسن، میر عماد، فیض سلیم، فغانی، زیب النساء، بیدل، وحید کے فارسی اور نثریہ (۹) بیگم کے اردو اشعار جمع ہیں۔

درق ۱۵۰ ل سے ”اشعار آبدار فارسی و ہندی“ کے عنوان سے فقر، خزیں، منظر، ثابت، قاسم خاں، بھرف شاہ، حجابان، کلیم، کمال خبند، ناصر جنگ، نواب محفوظ خاں، رسا، مرزا انور اللہ، باقر صاحب گہڑھری، نائیں، بیراگی، عارف الدین خاں، عاجز، نواز شمس خاں، تابان، سوزان، عاشق علی خاں، ممتاز، حاتم فیض اتم، سودا، نقد علی خاں، ایجاد، عزت، سید غفیم الدین، صاحب، نواز شمس علی خاں، شیدا، شاہ مرزا خاں، ماہ مرزا کے فارسی اور اردو اشعار لکھے ہیں۔

درق ۲۱۰ ل باب دوم ”متقن بر توصیف سراپائے دلربا“ اس میں چار فصلیں ہیں جو موئے سر، جعد وغیرہ افشاں پیشانی، جبین حسین، دراز دوستی، پیکان و غدا، چشم و سرمہ کے بیانات پر مشتمل ہے اس میں حسب ذیل شعرا کا کلام ہے۔ طالب آملی اور شیدا۔

ورق ۲۰۷ ل "رودرخ حسن و ملاحت"
 ورق ۲۱۹ ب "در بیان خط و خال و پان و سی" ان و فصولوں میں
 انھیں شعرا کا کلام درج ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔
 ورق ۲۲۲ ا فصل ہشتم "در بیان زخندان و گلو گردن و غمغب"
 اس میں صائب، شیدا، جامی اور سعدی کے فارسی اشعار درج ہیں۔
 ورق ۲۲۳ ب فصل نہم "سعد و دوست و پیچہ و سینہ و غیرہ"
 مشتمل ہے۔ صائب، ملا، شیدا، طوسی، زلالی، معقول (۹)، خسرو
 ملا علی رضا تجلی، جامی اور عالی کے فارسی اور سودا کے اُردو اشعار پر۔
 ورق ۲۲۴ ل فصل دہم "کمر و سرین و ساق و پاد و نجبہ" صائب
 و جامی، سیرت، طوسی، صوفی، شیدا کے فارسی اشعار پر مشتمل ہے۔
 اوراق ۲۳۰ و ۲۳۱ سادہ ہیں۔

۵۳ [ہندی کلام کا مجموعہ] (۷ نمبر ۱۵)

راگ درپن

اوراق ۲۲۵ - سطور - ۱۰ تا ۱۵ تقطیع $\frac{3}{4} \times \frac{3}{4}$ ہم نستعلیق
 شکستہ آمیز خط کرم خوردہ - اول اور آخر حصہ ناقص درمیان کے
 بعض اوراق مطلقاً حاشیہ دار ہیں۔ نسخ میرزا و الدین
 اور عنایت اللہ عرف امیر صاحب مکتوبہ ۲۱۱

ہندی راگوں کا ایک مجموعہ ہے۔ جس کے پہلے فارسی کا مشہور رسالہ موسومہ ”راگ درپن“ مصنف فقیر اللہ (۱۷۳۷ء) فن موسیقی پر لکھا ہوا مجلد ہے۔

”راگ درپن“ کا کاتب سید عنایت اللہ عرف امیر صاحب اور سنہ کتابت ۱۱۷۳ء ہے۔

درمیان کے کچھ ادراق ساوہ ہیں۔ ان کے بعد ہندی راگوں کے مجموعہ کا حصہ شروع ہوتا ہے۔ جس کے بیچ کے چار ادراق مطلقاً حاشیہ کے ہیں پہلے ورق پر ”کتب میر بہاؤ الدین“ لکھا ہوا ہے۔ آخری حصہ ناقص ہے۔

آغاز (مجموعہ ہندی)

”چوتالہ - کبت بہیرون

تیرویہ پران پت ری بھوری چونپ حاہ حائل ہوں

بدہ سکھ دایک“

خاتمہ۔

کہانوں استت کروں تو تو ہی نکائی“

قصص

۱) منظوم قصے

۵۴ - بوستان خیال (۱۳ اشعار)

اوراق ۳۵ - سطور ۱۲ تا ۱۴ - تقطیع ۸ x ۴ نستعلیق شکستہ آئینہ خط
ترجمہ تحریر کاغذ داسی - بے کرم خوردہ - مکتوبہ ۱۱۹۵ ہجری
درمیان کے کچھ اوراق غائب ہیں

یہ مثنوی دکنی زبان میں ہے۔ اس کے مصنف سید شاہ سراج الدین المتخلص
برسراج ہیں۔ جو اورنگ آباد کے متوطن تھے۔ اور وہیں ۱۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے
میر تقی میر نے اپنے تذکرہ میں اور ان کے اتباع میں میر حسن نے ان کو سید محمد
دکنی کا شاگرد لکھا ہے۔

سراج درویش صفت بزرگ تھے۔ شاعری میں بھی ان کا پایہ بلند
ہے۔ ان کی تصنیفات میں ایک فارسی اور ایک اردو دیوان اور یہ مثنوی
”بوستان خیال“ سراج نہایت پرگو شاعر تھے زبان بھی نسبتاً زیادہ صاف
استعمال کرتے ہیں۔ ان کے اردو دیوان کا ایک مخطوط کتب خانہ تصفیہ دہلی آغا خان

میں موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ۱۱۵۱ھ میں اپنے ہی کلام کا ایک نصاب
چغتستان بھی کیا تھا سراج کا انتقال ۱۱۷۷ھ میں ہوا۔

بوستان خیال میں مصنف نے ایک قصہ بیان کیا ہے۔ جس کے متعلق
وہ کہتے ہیں کہ سچا ہے۔ اس قصے کے واقعات میر تقی میر کی مثنوی ”خواب دل“
سے مشابہ ہیں۔ یہاں بھی شاعر کی زبان سے شخص قصہ اپنے واقعات بیان
کرتا ہے۔ کہ وہ کسی پر عاشق تھا، جس کی وجہ سے اس کو دنیا کی کسی چیز میں
دبچسی نہیں ہوتی تھی۔ اسی حال میں ایک شخص نواب نظام الملک بہادر
”وزیر شہنشاہ ہندوستان“ کی فوج کا سردار، جبکہ فوج بالکنڈی کی فتح کے بعد
گھروٹ رہی تھا، ان کو اپنے ساتھ مننت و سماجت سے لیجاتا ہے تاکہ وہاں
ان کا دل بہل سکے۔ اس کے ساتھ ایک روز باغ کی سیر کو کھینچے کھینچے چلے جاتے
ہیں لیکن وہاں عجیب حرکتیں دیوانوں کی سی صادر ہوتی ہیں۔ اس پر وہ
سرداران کو اپنا حال کھینچے پر مجبور کرتا ہے عاشق اپنے عشق کا حال اور اس قسم
کے واقعات کا ایک اور قصہ بھی سنا تا ہے۔ سردار کو سراج کے معشوق کی کہانی
سے رنج ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ان کو سمجھا کر اپنے ساتھ ہی رکھ لیتا ہے۔
اعزاز :-

ارے ہمنشینو میرا دکھ سنو

میری دل کی گلشن کی کلیاں چنو

خاتم :-

نظر درد پر کوئے میری کری

نہم مثنوی کر دعا کو پڑھی نو

ترتیب

ایں قصہ ثنوی شاہ سراج..... برائے خاطر عزیز برادر اقبال.....
شاہ..... ملے مرزا تحریر یافت۔ تبلیغ دوازدم سوال مقام
فخرمد بنیاد ۱۱۹۰ ہجری

ثنوی کے آغاز سے پہلے، ورق ۱۲۰ د و ب پر مختلف فارسی اور اردو
نظمیں ہیں۔ ثنوی کے انعام کے بعد سورا کا مشہور قصیدہ ”تضئیک روزگار“
مندرج ہے۔ آگے سب سے آخر میں ایک ہندی نظم ہے جس میں فارسی جملے
بھی بالکل استعمال کئے گئے ہیں۔

۵۵۔ قصہ حضرت تمیم النصار (۱۲۱۱ھ)

اوراق ۹۵۔ سطور ۹، تقطیع ۲۰ x ۲۰، نسخی خوشخط کاغذ کھرا
بعض درسیاتی اور اوراق غلط سے جوئے شائع کے نام اور
سبک کتابت وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا

یہ منظوم قصہ تین سو سال پیشتر یعنی گیارہویں صدی ہجری کے وسط میں
دکن کے ایک شاعر صنتی کا لکھا ہوا ہے۔ اور غالباً اُردو منظوم قصہ نوہی کی تاریخ
میں ابتدائی باب ہے۔

صنتی کا حال کسی تذکرہ میں نہیں ملتا۔ تہسیدی حصہ میں مصنف کے
حالات صرف اس قدر معلوم ہوتے ہیں کہ وہ بیجا پور میں پیدا ہوا۔ اور سلاطین
عادل شاہ میر کے اس نے دو سلسلے دیکھے ایک جگہ وہ ”محمد شاہ“ کی تعریف

لے لکھا کہ نور وہ سے کو ظاہر کرتے ہیں

بھی کرتا ہے۔

یہاں محمد شاہ سے پڑھنے والے کا خیال دکن کے ان تمام حکمرانوں کی طرف جاسکتا ہے جو اس زمانے کے قریب میں گزرے ہوں۔ اور جن کے نام کا بڑا محمد شاہ ہو۔ سلاطین بہمنیہ ہی میں اس نام کے تین حکمران گزرے ہیں۔ محمد شاہ بن بہمن شاہ (۷۵۹-۷۷۷) محمد شاہ ثانی (۷۸۰-۷۹۹) محمد شاہ ثالث جس کا پورا نام شمس الدین محمد شاہ تھا۔ (۸۶۷-۸۷۸) لیکن ان میں سے آخری بادشاہ کے عہد سے بھی صنعتی کا زمانہ مطابقت نہیں کرتا۔ یہ قصہ صنعتی نے ۱۰۵۵ میں لکھا۔ اس محاذ سے محمد شاہ ثالث کا عہد قصہ سے ایک سو اسی سال پہلے ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کہ صنعتی کا قصہ محمد شاہ ثالث کے عہد میں موجود ہوگا۔

اسی طرح قطب شاہیہ سلسلہ میں محمد قلی قطب شاہ کا عہد حکومت ۹۸۸-۱۰۲۰ آتا ہے۔ اور یہ قصہ اس سے پچیس سال بعد لکھا گیا۔ محمد قطب شاہ (۱۰۲۰-۱۰۳۵) صنعتی کا معاصر ہو سکتا ہے۔ تاہم اس کے عہد حکومت میں بھی یہ قصہ نہیں لکھا جاسکتا۔

صنعتی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ محمد شاہ ابراہیم شاہ کے بعد تخت نشین ہوا۔

ابراہیم کے بعد از ہوا ناچار
جلست میں محمد شاہ کا مکار

اس سے عات معلوم ہو جاتا ہے کہ صنعتی عادل شاہی سلسلہ کے حکمران محمد عادل شاہ (۱۰۳۶-۱۰۷۰) کا معاصر ہے اور اس کے عہد میں اس نے یہ قصہ تصنیف کیا۔ کیونکہ محمد عادل شاہ سے بالکل پہلا ابراہیم عادل شاہ (۹۸۸-۱۰۳۶)

حکومت کرتا تھا۔ اوپر کے شعریں محمد شاہ کے نام کے ساتھ ”دادگر“ کی صفت یقیناً عادل شاہی لقب کی طرف اشارہ ہے۔

قصہ کا موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت تیمم انصاری کی فوق فطری مہمات ہیں۔ ان کی نوعیت حاتم طائی یا سند باد جہازی (الفیل) کے قصے کے واقعات سے ملتی جلتی ہے۔

قصے کی ابتدا احمد سے ہوتی ہے۔ اور حمد کے ختم سے پانچ شعر پہلے مصنف اپنا تخلص لاتا ہے۔ حمد کے نو د اشعار کے بعد لغت، منقبت، تعریف سخن (شعر) اور بادشاہ وقت کی بیج کے ۶، ۷، ۸، ۹ اور ۱۰ شعر بالترتیب لکھے گئے ہیں۔

قصہ بارہ مقام (فصول) پر منقسم ہے۔ ہر فصل کی ابتدا سے پہلے اسی قسم کے مضمون کا ایک ایک ساتی نامہ بھی لکھا ہے۔ جو غالباً ابتدائی آرد کے ساتی ناموں کا ایک اچھا نمونہ ہیں۔

آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم

شنا بول اول توں سبجان کا

جو نفاق ہے جن و انسان کا

خاتمہ

بھجھ اللہ از حسن توفیق رب

ہوا نظم دخواہ یو ختم سب

اس قصے کا ایک نامکمل مخطوطہ مولوی عبدالحق صاحب مستند انجمن ترقی آردو

(اورنگ آباد دکن) کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔ تیسرا مکمل اور نفیس مخطوطہ نواب

عنایت جنگ بہادر مدوگا کا تحفہ صفائی بلند کے کتب خانے میں ہے۔

۵۶۔ قصہ ملکہ مصر ۱۳ نمبر

ادراق ۱۲ سطور ۴۔ تقطیع ۲۶ × ۴۲ نستعلیق خط۔ کاغذ سی

سناخ غلام مرتضیٰ سن کتابت ۱۲۱۶ ہجری سن تصنیف ۱۱۰۰

ڈاکٹر ایچے اسپرنگر اور پروفیسر بلوم ہارٹ کی تحقیق کے مطابق
”قصہ ملکہ مصر“ دکن کے ایک شاعر محمد علی نام اور عاجز تخلص کا ہے۔

تو کچھ نا کہے اس کی جابی جا
بھر حال عاجز کو دیویں دعا

عاجز کا زمانہ وہ مہمان انگیز عصر ہے جس میں دکن کی اسلامی
سلطنتیں الٹ دی جا رہی تھیں اور شہنشاہ اورنگ زیب غازی عالمگیر
فتوحات میں مصروف تھے۔

عاجز کی تصنیفات میں اس قصے کے علاوہ ایک اور قصہ فیروز شاہ ”سہ چکے و قات
گل بکاوی کے قصے سے مشابہ ہیں۔ اور جو ایک فارسی قصے کا ترجمہ ہے۔

ملکہ مصر کا قصہ یہ ہے کہ مصر کی سلطنت کا ایک بادشاہ فیروز شاہ نامی تھا
جس کے انتقال پر اس کی بیٹی ملکہ نامی تخت پر بیٹھائی گئی گیارہویں سال جبکہ وہ
شاہی کے قابل ہوئی تو اس نے اعلان کر دیا کہ وہ اسی شخص کے ساتھ عقد کرے گی
جو اس کے سوالات کے تشبیہی جوابات ادا کرے گا۔ یہ سوالات اور ان کے

۱۔ ایچے نمبر ۸۰ اسپرنگر ۱۱۰ سطور ۸۲ بلوم ہارٹ نمبر ۷۲۔

۲۔ لاظہرہ مجملہ کتبہ ”حیدر آباد دکن“ جلد ۱، صفحہ ۲۲۔
۳۔ پروفیسر بلوم ہارٹ نے بیان غلطی سے جوئی لکھ دیا ہے۔ اس کا ماخذ پشاور ہے۔ جہاں بیٹی نہ تھا اس کو فرزند سمجھا
تھی شاہ اس سارے دہندہ جو۔ اسی طرح لڑکی کے گیارہ برس کی عمر تک پہنچنے کو۔ وہ لکھتا ہے کہ گیارہ
سال تک حکومت کی

جو بات ہی حقیقت اس قصے کی روح رواں ہیں۔ سوالات سب کے سب اسلامی عقائد اور احکام قرآنی سے متعلق ہیں اور قصے کا مقصد ان مسائل کو ذہن نشین کرنا ہے۔ ملکہ کے سوالات حل کرنے کے لئے کئی ایک سرفروش نوجوان آئے اور قاصر رہنے پر جمل کے گھاٹ اُتارے گئے آخر کار ایک ہندوستانی شخص جس کا نام عبداللہ عالم ہے۔ آتا ہے اور تمام سوالات کے تشفی بخش جوابات ادا کر کے تہزادی کو بیاہتا ہے اس طرح تخت تاج اس کو نصیب ہوتا ہے۔

آغاز

کہوں میں ثنا صفت حق کا اول
بنایا ہے دو جگ حکم بے بدل
رکھا جیوں معلق زمین آسماں
چلاتا ہے جو نت زمین اور زباں

خاتمہ

اے محمود اب پیر کا ناؤں لے
ختم کرد رازی کو سب چھوڑ دے
کھیکا اگر توں تو ہے یو بھوت
جو تھوڑی ہیں اس وار کر توں ترت
اتایا کردل میں اپنا امام
دروہ بر محمد علیہ السلام

قصے کی تاریخ تصنیف مصنف نے۔ ۱۱۰ ہجری بتلائی ہے۔

کہ ہجرت بعد از برس ایک ہزار

ہو ایک صد (یو) بولیا ہوں یو یو گار

۱۔ اڈیا آتش کے نئے میں اس کام عیدالعلیم بتلایا گیا ہے یہی کام اس مجموعے کے دوسرے نسخے میں بھی ہے
۲۔ غلط ہے۔ فہرست ہذا۔

تمت تمام شد بتاریخ بست ہفتم ماہ شعبان المنظم کاتب الحروف
فقیر حقیر ترین غلامان غلام مرتضیٰ برورد و شنبہ! تمام شد
۱۲۱۶ ہجری

خاتمہ کے پہلے منقولہ شعر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمود دکنی نے عاجز
کے قصے کو غالباً اپنا لیا ہے۔ زیر نظر عاجز کے نسخہ محمود ہی کا ہے عاجز کے اصل قصہ کا
خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے۔

لکھیا یو قصہ میں مبارک گھڑی
طبق مشتری نور کی لے گھڑی
دروداں کجہو دمبدم محمد پر مدام
بحق محمد علیہ السلام

(ملاحظہ ہو فہرست انڈیا آفس نمبر ۳، ص ۳۶ مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی
پریس ۱۹۲۱ء) اس مخطوطے کے آخری اشعار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف
محمود ہی ہے لیکن محمود کے قصے کا آغاز بالکل وہی ہے جو عاجز کے اصلی قصے کا
ہے اور نیز خود عاجز کا نام شعر نمبر ۳ میں آگیا ہے۔ اس لئے یقیناً مجموعہ ہونے
عاجز ہی کے قصے کے آخر میں اپنا نام بھرتی کر دیا ہے۔ اسی طرح اور ایک شخص
عبد اللطیف نامی نے بھی عاجز کے اصل قصے کو کہیں کہیں اشعار مصرعوں یا الفاظ
کی تبدیلیوں، اضافے یا کمی کے ساتھ اس کو اپنا لیا ہے۔ (ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا

نمبر ۱۵۸)

لیکن اس مخطوطے کے پڑھنے والے کو اس کے محمود کی تصنیف ہونے کا شبہ
اس وجہ سے بھی پیدا ہوتا ہے کہ مصنف کا نام جو شعر میں آیا ہے۔ اسکی طرف

بغیر علم کے تو چہ نہیں ہو سکتی۔

عبد اللطیف کے اور محمود کے نسخہ کا مقابلہ کرنے سے دونوں کے اختلافات نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اگر عاجز کا اصلی نسخہ بھی دستیاب ہو جاتا تو اس کے اور محمود کے نسخہ سے مقابلہ کرنے پر قطع نظر آخری اشعار کے اختلاف کے جوہنے اٹھایا آفس کی فہرست سے نقل کئے ہیں، دونوں کے اختلافات کا حال بھی روشن ہو سکتا تھا۔

پروفیسر بلوم ہارٹ نے اس قصے کے عنوان کو سہواً عاجز کے ایک دوسرے قصے ”قصہ فیروز شاہ“ سے مخلوط کر دیا ہے اس لئے وہ گارساں دتاسی کی تحقیق میں یہ سقم نکالتے ہیں کہ۔

گارساں دتاسی اس مصنف (عاجز) کا حال لکھتے ہوئے اس قصے (قصہ ملکہ مصر) کا عنوان ”قصہ فیروز شاہ“ بتلاتے ہیں لیکن قصے میں اس عنوان کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ نیز اس عنوان سے اس قصے کو مزین بھی اس وجہ سے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس بادشاہ کا کچھ حال اس میں درج نہیں ہے۔ یہ فارسی کے اس قصے سے بالکل مختلف ہے جس کا ذکر اس نے اپنی فہرست کے صفحہ ۳۸۶ پر اس طرح کیا ہے۔

قصہ فیروز شاہ فرزند شاہ بدیشان جو ایک عجیب و غریب پھول حاصل کر کے اپنے پیار باپ کو تندرست کرتا ہے۔

گارسان دتاسی کو غالباً عاجز کے قصہ ملکہ مصر کا پتہ نہیں ملا تھا اس لئے اس نے اپنی تصنیف میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور پروفیسر بلوم ہارٹ کو عاجز کے

دوسرے قصے (قصہ فیروز شاہ) کا حال نہیں معلوم ہوا۔ اسی وجہ سے ان کو یہ مغالطہ ہو گیا ہے۔ اس مغالطے کے قوی ہونے کا ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ قصہ ملکہ مصر میں ملکہ کے باپ کا نام اتفاق سے فیروز شاہ تھا۔

۵۷۔ قصہ ملکہ مصر قصہ زینبائے ثانی (۱۳۱۴ھ)

ادراق ۳، سطور ۱۲، تقطیع ۲۸ × ۱۶، نستعلیق شکستہ خط
کرم خوردہ نسخ قادر خاں سن کتابت دوم ماہ جمادی الثانی
۱۲۶۸ ہجری مقام کتابت چھاونی جالندہ پور

(۱) قصہ ملکہ مصر۔ کا یہ دوسرا نسخہ ہے۔ جو عبداللطیف کا اپنے
اضافوں اور ترمیمات کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔
خاتمہ کے اشعار حسب ذیل ہیں۔

میرا نام کہتے ہیں عبداللطیف
پڑھے پریو فاتحہ سو پڑنا حدیث
اتا یاد کر دل میں اپنا امام
درود بھیجیو حضرت پو ختم کلام
اس کے بعد کے اشعار غائبانہ لکھے کاتب کے اضافہ کئے ہوئے ہیں۔

ہوئے یہاں سے سو سوال پوری تھا
لکھا ہے سو رحمت اللہ کثر غلام
الہی جو نیکوں کے پاگردے

کروں روز و شب ذکر تجھ دروتے
الہی گنگار ہوں بے شمار
مٹھ کے کلمہ سے امید وار
تمت تمام شہر بیلنج بستی و نہم روز جمعہ ماہ جمادی الآخر
۶۷۵ھ ہجری۔ کاتب مت درخان

(۲) قصہ زلیخا کے ثانی۔ (درق ۱، ب سے شروع ہوتا ہے)
ناصریہ صفحہ پر سرخی سے لکھا ہوا ہے۔ ”قصہ زلیخا ثانی محمدا میں وغیرہ“
ایک شاعر فتح نامی کی لکھی مولیٰ ثنوی ہے جو قصہ ملکہ مصریہ کی نوعیت کی ہے
مصنف آغاز قصہ سے پہلے یہ بیان کرتا ہے یہ قصہ پہلے فارسی میں تھا
میں نے اس کو کھنی میں منتقل کیا۔ میں شہر گوڈرا (۹) کا رہنے والا ہوں۔ ایک روز
شہر کی مسجد میں بیٹھا تھا اور تمام لوگ بھی موجود تھے کہ ایک مسافر ادھر سے
آیا اور سلام علیک کہا سب نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو اور نام
کیا ہے وہ جواب دیتا ہے۔ ”شہر دور ہے نام محمد حیا“ اس کے بعد ہی
وہ زلیخا کا قصہ ان لوگوں کو سناتے لگا۔

لگا بولنے کو وہ یوں کے بات
زلیخا کا قصہ انھوں کے سنگات

اس کو سن کر میرے ایک نامور دوست محمد امین نے قسم دیکر کہا کہ
”زلیخا ثانی بنانا نیا“ تاکہ شہر گوڈرا میں فتح کی شہرت ہو اور شہر کا نام روشن۔
ہو کہ وہاں فتح کا سا خوش کلام رہا تھا۔

یہ منکر فتح مکان آتا ہے۔ اور فقہ ہدایہ، ”عقیفہ“ ”کنز“ ”گلستان“
”انشاء“ ”دیوان حافظ“ ”بوستان“ ”کوٹلو مکر قدسی“ اور نبوی حیدریشوں کو

”حبیب الیسا“ اور تال قلوب“ سے جمع کر کے یہ عجیب قصہ مرتب کیا جس کی تکمیل اچھا میں ہوئی۔

قصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ تھا نفور شاہ جس کے ایک حسین لڑکی رو بہ نعت تھی لڑکی کا یہ عہد تھا کہ جو شخص میرے مسلوں کا جواب دیگا میں اس سے شادی کر دوں گی جو جواب دینے سے قاصر رہیگا اس کو مار کر نکال دوں گی کبھی سرفروش عاشق اس مہم میں اجل کے کھاٹ اتر گئے آخر شش ہزار چہین جس کا نام یوسف ثانی ہے اس کے جوابات ادا کرنے آیا یہ سوالات بھی عقائد و مسائل اسلامی سے متعلق ہیں کئی دن تک شہزادی اور یوسف ثانی کے درمیان سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یوسف ثانی تمام مسلوں کا ٹھیک ٹھیک جواب ادا کر کے شہزادی سے شادی کر لیتا ہے۔

آغاز

عزیزاں روایت سنو کان دھر
اول ناری تھا یو دکھنی دگر
اتھا گوڈا ایک شہر کا جو نام
ہمیشہ فتح کا اتھا وہاں مقام

خاتمہ

اگر جھوٹ سمجھے تو کافر ہے جان
نہ اس کو حیا اور ہنسی ہے ایمان
مرتب ہوا ہے یو قصہ تمام
درد بر محمد علیہ السلام

ترقیمہ

دہم ادجمادی الثانی ۱۲۶۰ ہجری بدست کاتب قادر خاں
چھاوینی جالندہ پور

۵۸۔ ہفت سیر حاتم (۱۳۱۳ھ)

(باتصویر)

اوراق ۴۶۰ سطور ۲ تا ۴ تقطیع $\frac{1}{4} \times ۸ \frac{1}{4}$ شکستہ آئینہ نستعلیق خط
دلیسی کاغذ باتصویر۔ عنوانات سُرخ میں سن کتابت
۱۲۹۶ کتاب سوہن لعل ابن گلاب رائے جد عجیب سنگھ
ملازم دفتر صدر محاسب (حیدر آباد دکن)

یہ منظوم قصہ بہان کی تصنیف ہے۔ جن کا پورا نام تو معلوم نہ ہو سکا۔ انہی
تصنیف سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ وہ بڑے پرگوشاعر تھے۔ ان کا زمانہ
وہ ہے جب کہ مغلوں کی سلطنت ہند پر زوال آچکا تھا۔ اور زبردست اورنگ زیب
کی اولاد تختِ دہلی۔ اور صرف دہلی پر چھنی کی صورت کی طرح متکثر تھی۔ اس وقت
عالی گھر خلیفہ عالمگیر ثانی جو اورنگ زیب عالمگیر کا چوتھی پشت میں پوتا ہوتا ہے تخت پر تھا۔ دکن
میں نواب نظام الملک آصفیہ بہادر کے بیٹے نواب نظام علیخان بہادر
حکمرانی کر رہے تھے۔ ابھی تک آصفیہ خاندان کے حکمران دہلی کے نائب
سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ بہان کی ”ہفت سیر“ ہی کے ایک شعر سے اس کا
ثبوت ملتا ہے۔

”ہے دانائے وقت ایک اسکا وزیر
وزیروں میں ہے وہ وزیرِ کبیر“

آغاز

کہے کیا کوئی اس کا حمد پاس
کہ ہے ذات وہ بیگماں بے قیاس
ہوا تھا جو اس کو تماشے کا شوق
سو یک آن میں ہو گیا تحت فوق

حمد کے چالیس شعر کے بعد نعت اور پھر حضرت امیر المومنین علی ابن
ابی طالب کی وح شروع ہوتی ہے اس وح کے اختتام پر ایک عنوان ہے
”در توصیف ذکر پادشاہان متقدمین“
اس میں چند اسلامی بادشاہوں کا ذکر ہے معنف کے خیال کے مطابق
اولین بادشاہ سلیمان ہے۔

شہر یار اول سلیمان تھا

پر ہی زاد پر جس کا فرمان تھا

آخری نام جہانگیر اور شاہجہان کے ہیں۔

اس کے بعد حاشیہ ورق ۱۶۔ پر بادشاہ عالی گھر کی تعریف ہے جس کے

متعلق لکھا ہے کہ۔ ”یہ ہے بادشاہ آخری دور کا“ اس کے کچھ شعر چھوٹ گئے

ہیں۔ جو کتب خانہ آصفیہ کے نسخوں میں موجود ہیں صرف دو شعر باقی ہیں۔ اسی

ورق کے متن میں ”وزیر الملک نظام الملک آصفیہ کی تعریف میں سولہ شعر

لکھے ہیں۔ جن کو عالی گھر کا وزیر بتلایا ہے۔ اور ان کے زمانے میں دکن کی خوشحالی

کا ذکر کرتے ہوئے بعض امرا کی بھی تعریف کی ہے جس میں ایک شمس الامرا

ہیں اور دوسرے امجد الملک ہیں۔

ان ابتدائی مرحلوں کے بعد اصل داستان شروع ہوتی ہے۔

آخر میں صنف کے قول سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قصے کو کسی دوسرے مقام سے لیکر مثنوی کا جامہ پہنایا گیا ہے۔ اسی شعر میں اس کی تصنیف کا سال بھی درج ہے۔ جو بذات خود بے معنی معلوم ہوتا ہے۔

یہ حاتم کے ایک سلالہ تاریخ تھے

میں ہندی اسی کے کیا مثنوی

لیکن کتب خانہ آصفیہ میں جو اس کے تین نسخے ہیں ان میں یہ عرصہ

طور پر اس طرح لکھے ہوئے ہیں۔

یہ حاتم کے ایک نصر تاریخ تھی

میں ہندی میں اسکی کیا مثنوی

جو حاتم کیا راہ مولا میں سیر

ہے تاریخ بھی مقدم کار خیر

جو خسرو نے یہ مثنوی خوش کبی

سو کہنے لگا ہے یہ باغ پری

”مقدم کار خیر“ اور ”باغ پری“ گویا اس کی تاریخ ہے۔ ان سے

سوالہ نکلتا ہے۔ اس کے مائل شعر اس مخطوطے میں آخر ہناجات میں

غیر مقام پر اس طرح لکھا ہوا ہے۔

جو حاتم دیا راہ مولا میں سیر

ہے تاریخ مقدم کار خیر

مذکورہ بالا دوسرا شعر اس میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

خاتمہ

اے مہان جو یہ پڑی مثنوی

نخواست دفع ہو اور دل ہو قوی
کاتب خانہ آصفیہ کے نسخوں میں خاتمہ کا شعریہ ہے جو اس مخطوطے
میں آخری شعر سے بالکل پہلے درج ہے۔

خدا بن نہیں ہے کسی کو قیام
ہے سب سامعوں کو میرا بے ملا

ہر ”سیر“ کے بعد کاتب کی طرف سے ترقیہ کی عبارت ہے جس میں
کاتب نے اس خاص ”سیر“ کے انتہام کی تاریخ دن اور خود اپنے کچھ حالات
درج کئے ہیں۔ سیر اول چارم ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ کو ختم ہوئی اور آخری سیر
دواز دہم ماہ شعبان المعظم ۱۲۹۵ھ روز جمعہ کو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
اس کی کتابت اوائل ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ سے شروع ہو کر وسط ماہ شعبان ۱۲۹۵ھ
میں دس ماہ کے عرصہ میں ختم ہوئی۔
آخری ترقیہ یہ ہے۔

”بتاریخ دواز دہم ماہ شعبان المعظم ۱۲۹۶ھ روز جمعہ
در عہد حضرت محبوب علی بادشاہ دکن ممالک محروسہ سکرتاری
بوقت ہفت گھنٹہ روز برآمدہ سیر ہفتم از ہفت سیر قائم
کاتب سوہن لعل منصب دار ابن گلاب رائے جاد عجیب نگہ
در عہد حضرت غفران منزل ناصر الدلہ بہادر ملازم صرغ خاص
وازیاب ت سررشتہ داری جو انان لکسر سررشتہ لعل پر شاد
وسررشتہ داری جو انان بار آورده احمد حسین کمت دان
در عہد مذکور سر فرزا بود حال ملازم سرکار عالی متعین متعلقہ
دفتر صدر محاسب دولتمدار دیوان مدار المہام نواب

سالار جنگ تختار الملک بہادر دام اقبال پذیرفت“
اس کے عین نیچے سوہن لعل کے نام کی تہر لگی ہوئی ہے جس کا سن
صاف طور پر نہیں پڑھا جاتا۔

کتب خانہ آصفیہ میں جہان کی ہفت سیر حاتم کے تین مخطوطے ہیں
(فہرست کتب خانہ آصفیہ مطبوعہ ۱۳۲۲ء جلد دوم ص ۱۰۰ نمبر ۱۷۳) (ذات الصلاخ)
اور ص ۱۵۰۲ نمبر ۱۷۶ مکتوبہ ۱۲۶۵ء نمبر ۱۸۵ مکتوبہ ۱۳۱۲ء)

ایک اور مخطوط جس میں تاریخ کتابت کا پتہ نہیں ہے مولوی عمر یافعی متنا
کے پاس دیکھا گیا۔

ب۔ نثری قصے

۵۶۔ طوطی نامہ (۱۳ نمبر)

اوراق ۵ سطور ۵ تقطیع ۸ × ۳ ۱/۲ نستعلیق شکستہ امیر خط

یسی کاغذ سنہ کا نام معلوم نہیں

سنسکرت زبان کا ایک نہایت ہرولغزیر کا زنامہ ”سکاسب نئی“
ہے یہ مجموعہ قصص ستر ایسی کہانیوں پر مشتمل ہے جو طوطی کی زبان سے
کہی گئی ہیں اس کی پہلی باون کہانیوں کا سب سے پہلا مشہور فارسی ترجمہ
مولانا ضیاء الدین خشبی کا ہے جو سنہ ۱۳۱۲ء میں نہایت متعلق اور مصع عبارت
میں کیا گیا تھا۔ اس کا نام خشبی نے ”طوطا کہانی“ رکھا۔ ستر صدی
عیسوی میں ٹاسید محمد قادری نے اس ترجمہ سے پینتیس کہانیوں کو تاسان فارسی

میں لکھا اور اس کا نام بھی ”طوطی نامہ“ رکھایا۔ نسخہ ملا سید محمد قادری ہی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ جو دکن کے کسی غیر معروف شخص کا ۱۲۲ھ میں کیا ہوا ہے یہ لمخص ترجمہ ۱۸۰۱ء میں کلکتہ اور اسی سال لندن میں چھپا۔ اس کے بعد بمبئی میں کئی مرتبہ چھپ چکا ہے اور عام طور سے ملتا ہے۔ سید حیدر بخش حیدری نے اس کو اردو نشر میں لکھا جو ۱۲۵۷ھ میں لندن میں شائع ہوا ”طوطی نامہ“ کی ہر لغزنی کی وجہ سے دنیا کی اکثر زبانوں میں اس کے ترجمے اور خلاصے مختلف اوقات میں ہوتے رہے ہیں۔

(۱) پہلا مشہور ترجمہ ترکی زبان میں عبداللہ اری نے ۱۲۶۹ھ و ۱۲۷۰ھ کے درمیان کیا ترکی سے جاج راسین نے اس کو عربی زبان میں ترجمہ کیا جو ۱۲۵۸ھ میں مقام السبک طبع ہوا۔

(۲) ۱۲۹۰ء میں ملا غواسی نے دکن میں اس کا منظوم ترجمہ کیا۔

(۳) ابن نشاطی نے بھی ۱۰۷۴ء میں اس کا منظوم ترجمہ کیا۔

(۴) سید محمد قادری کے لمخص ترجمے سے زیر نظر ترجمہ ۱۲۳۲ء میں ہوا۔

(۵) ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی فرمائش سے ۱۲۱۶ھ و ۱۲۱۷ھ میں سید حیدر بخش حیدری

نے ”طوطا کہانی“ کے نام سے ملا کے ترجمہ کو اردو میں منتقل کیا۔ جو ڈاکٹر فاربس کے

اہتمام سے لندن میں شائع ہوا تھا۔ (۱۸۰۵ء) اس کے اب تک متعدد ادیشن

نکل چکے ہیں۔

(۶) فارسی متن کے ساتھ گلاڈس نے ترجمہ کیا جو ۱۸۰۰ء میں کلکتہ سے شائع ہوا

(۷) پروفیسر ای کن نے ۱۸۲۲ء میں اس کا ترجمہ کیا جو اسٹانگورٹ

میں طبع ہوا

(۸) بخشی کے طوطی نامہ کا اختصار ابو الفضل بن مبارک نے بھی کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو فہرست ہند وستانی خطوط برائے میموزیم نمبر ۷)

آغاز

” پیچھے سین طح طرح صفت و ثنا پیدا کرنے زمین و آسمان کے کیفیت و حقیقت یہ ہے کہ داستان قصص و حکایات حضرت بخشی رحمتہ اللہ علیہ کہ بیچہ ” طوطی نامہ “ کے ساتھ عبارت سخت موزون کے لکھے۔ اسکی تین مفصل بیان واز و اسطے معلوم ہونے تمام لوگ ان کون محمد قادی نیک کرے اللہ تعالیٰ مرتبہ انون کا“

خاتمہ

تمام احوال شاد و کار و عاشق ہونا خجستہ کا اوپر ایک جوان کے اور مرنا شاد و کار دست سون خجستہ کے ادل سون آخر تک میمون سون کہا میمون اسی وقت خجستہ تیس مار ڈالا اور لاک کیا

ترقیمہ

” قصہ طوطی نامہ کا وقت میں مشتری ساعت کے اور روز چہار شنبہ کے پندرہویں تاریخ میں ماہ ربیع الاول ۱۰۳۲ھ تمام ہوا اسید صاحبان سے اسے کہ سب سون ماہونے فرصت کے جلد منین اس قصے کوں لکھا اگر اس میں خطا ظاہر ہوئے معاف رکھنا۔ اور سر نوچین ابرو و غھونا زیادہ چہ برنگار و قسمت تمام شد

بہ باقی حصہ کٹ گیا ہے بعد میں کسی نے پس سے سلاسلہ بنا دیا ہے۔

مکتوبات

۶۰ - دستور النشر (۱۰ ض ۱)

اوراق ۴۴ سطور ۳۰ تقطیع $\frac{3}{4} \times ۸ \frac{1}{4}$ نستعلیق شکستہ آمیز خط
عنوانات اور ہر نئے خط کا آغاز سرخی میں۔ ولایتی نیلا کاغذ
نسخ قادر خاں سنہ کتابت تیرھویں تیلخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۵ھ

مقام کتابت چھاوہنی جالپور

آرکائیٹ کے ایک باشندے محمد لطیف نے اپنے لڑکے کیواسطے کئی رقم
نوعنوانات کے تحت جمع کر کے ایک کتاب مرتب کی تھی جس کا نام انھوں نے
”مفید الصبیان“ رکھا تھا۔ اس کا ترجمہ محمد خاں عرف بدوح (۹۱) میاں نے
اصل کے مطابق اپنے دیکھنی محاورے پر کیا ہے۔ تاکہ اردو جاننے والے کم عمر لڑکے
اس سے استفادہ کر سکیں اس کا ذکر مصنف تمہید میں خود کرتا ہے۔ ایک تمہید
کے علاوہ کتاب نو قسموں (ابواب) پر مشتمل ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
اول قسم۔ خوشی اور مبارکبادی کے (خطوط) کہنے میں۔
دوسری قسم۔ غم اور ماتم کے نگاشت میں۔

تیسری قسم - میوے اور مٹھائی کی تحریر میں -
 چوتھی قسم - سب کاموں کی نوشتہ میں -
 پانچویں قسم - لفظوں کی غلطی اور صحیحی کے جاننے میں -
 چھٹی قسم - اشوقی خط کے ترتیم میں -
 ساتویں قسم - بیچ اداب اور القاب اور لفافوں کے -
 آٹھویں قسم - خط اور قبالہ اور تسک وغیرہ کے بیچ میں -
 نویں قسم - عربی فارسی ہندی انگریزی اردو ہینوں کے نام وغیرہ میں
 آغاز **بسم الرحمن الرحیم**

”حمد بے عدد نئے بے عدد اس کو شایان ہے جس کی قدرت
 کے وصف میں بڑے بڑے داناد کی عقل حیران ہے“
 خاتمہ

”حرف دال کا موافق ڈیر نقطہ کے ہے۔ باقی اسی موافق
 جانے عقلند کو ایک اشارہ ہے۔ مختصر کرنا مناسب جانا“

کتاب تیرھویں صدی ہجری میں خطوط اعراض وغیرہ لکھنے کے جو طریقے
 دکن میں رائج تھے ان کا اچھا خاکہ ہے۔ بعض ابواب سجدہ و لچسپ اور مفید مطالعہ
 ہیں۔ مثلاً پانچویں باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کون کون سے ایسے عربی فارسی
 الفاظ تھے جو عام طور سے بولنے والے لوگوں کی زبانوں پر چڑھ کر ایک نئی صورت
 میں دھل گئے تھے مصنف نے تبہی خطوط کے پیرایہ میں بچوں کی املا (الفاظ)
 جو ہم مخزج حروف کے ایک دوسرے سے بدل جانے کی وجہ سے اصل عربی
 یا فارسی سے مختلف ہو گئے تھے کی غلطیاں۔ اور ان الفاظ کی جو صورتیں
 کے اصول کے مطابق آب و ہوا کے اثر سے دکن میں اصل سے ایک متغیر شکل

انتہی کر چکے تھے۔ ایک فہرست دی ہے جن میں سے اکثر آج تک بھی یہاں عوام کی زبان پر جاری ہیں۔ مثلاً

مسید - (مسجد) جنحیر (زنجیر) خاخذ (کاغذ) ذخام (زکام) دینغ
(دیگ) خراف (صراف) افراطفری (افراط و تفريط) اوگدرا (ادگلا) وغیرہ
ساتویں باب میں ہر قسم کے رقعوں کے آداب اور القاب جمع
کئے گئے ہیں۔ جو اردو خطوط کے متعلین کے لئے ایک نعمت ہیں۔

ترقیمہ

اور تمام کیا اس کتاب کو شکر سے پروردگار کے چھا دینی
جاننے پور میں قادر خاں کاتب تیرھویں تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۸ھ



عملی فن

طب بيطاری وغیرہ

۶۱ - خنک نواز نامہ (۱۵)

اوراق ۳۲ ستور ۱۲ قطع ۱۱ ۱/۲ ۱۱ ۱/۲ شکستہ آمیز نستعلیق خط
کرم خور و ادول ناقص سن کتابت بہت خوب و کم محرم ۲۰۱ ہجری
بروز یکشنبہ

یہ رسالہ گھوڑوں کے استخوانوں ان کے اقسام ان کی حالت اور کیفیت
سواروں کی ترکیب اور اس سے متعلق رو سے ضروری امور پر مبنی ہے۔ رنگ
مطابق سے گھوڑوں کی جوتیس کی گئی ہیں اس پر کتابت گھوڑوں کی آٹھ تصویریں
بھی لگیں دی گئی ہیں۔ آٹھ سو میں پندرہ دوا میں ایسی بتائی گئی ہیں جن سے
مصنف کے خیال کے مطابق گھوڑوں کے رام اور مطیع کرنے میں مدد ملتی ہے
اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا

رسالہ میں ضاعوں پر قسم ہے پہلی فصل کا بڑا حصہ غائب ہے ہانی کی
تفصیل حسب ذیل ہے۔

دوسرا فصل - آٹھائی گھوڑے کو کرنے کے بیان میں۔

- تیسرا فصل - باگ پر پہنچانے کے بیان میں -
چوتھا فصل - کڑا کرنے کے بیان میں -
پانچواں فصل - گھوڑا سیدھا ہونے کے بیان میں -
چھٹا فصل - گھوڑا پا چھٹی کرنے کے بیان میں -
ساتواں فصل - پشت تک کرنے کے بیان میں -
آٹھواں فصل - کاندھی مارنے کے بیان میں -
نواں فصل - مونہ پھڑنے کے بیان میں -
دسواں فصل - گھوڑی کی آڑی اور بدکاری کے بیان میں -
گیارہواں فصل - گھوڑا گھبرا کر نہ ہڑتا ہوا جاوے اسکے بیان میں -
بارہواں فصل - گھوڑی کی لنگر اکے چلنے کے بیان میں -
تیرہواں فصل - گھوڑی کے منہ زوری اور سینہ زوری کے بیان میں
چودھواں فصل - پیچھے ہٹ جانے کے بیان میں -
پندرہواں فصل - جو گھوڑا دھچکا کر پھرتا ہے اسکے بیان میں
سولہواں فصل - گھوڑے کو قدم پر لگانے کے بیان میں -
سترہواں فصل - گھوڑا سوار کو لیکر لوٹ جانے کے بیان میں -
اٹھارواں فصل - بدل کر زمین کھودنے کے بیان میں
انیسواں فصل - گھوڑا ایسا کر گھر میں گھس جانے کے یا سیدھا ہوا کر
دیوار کو پاؤں لگا دیوے اس کے بیان میں -
بیسواں فصل - گھوڑا اگر ٹپتا ہوا جاوے اس کے بیان میں -
ایکیسواں فصل - بیچ ریاضت تعلیم گھوڑے کے - اور چوگان بازی کے
بیان میں -

بائیسواں فصل۔ گھوڑے کے اوکھاڑنے کے بیان میں۔
 تیسواں فصل۔ قول وغیرہ کے بیان میں۔
 چوبیسواں فصل۔ گھوڑوں کے پہچانت اور خاتمہ کتابت کے
 بیان میں۔

آغاز

موصوف اور یہ نحیف شاگرد لعل شاہ جنت نشان
 کہ استاد زلمنے کے ایتھائے فن گھوڑے چڑھنے کے
 تھے۔ اور جناب بارے اونھوں کتیں ایسے عطا تھے کہ
 اگر کاٹ کے گھوڑے پر بھی سواری کرتے تو ایجا برگی
 اوڑا پہنے لگتے۔

خاتمہ

ہر ایک سخن اس کا دل پر یاد رکھئے البتہ اس شخص کو
 استاد کی حاجت نہ ہوگی اور کسی بات میں عاجز نہ رہیگا
 موافق لکھنے کے عمل کریں (اس کے بعد عربی دعائیں
 شروع ہونی ہیں)۔

ترقیمہ کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ کسی اورم السین صاحب
 اور طالع وندخان محمودزی کی کتاب سے منقول ہے۔

ترقیمہ

”بعضہ تمت الكتاب خنک نواز نامہ بست ویکم محرم ۱۲۶۰
 (غالباً ۱۲۶۰ء) بروز یکشنبہ بوقت یکپاس روز از کتاب
 اورم السین صاحب و کتاب طالع وندخان محمودزی

نقل نمودہ شد (درق ۳۱ ب)۔
 آخری درق (۳۲ ب) پر اردو اشعار لکھے ہوئے ہیں
 درق ۳۲ پر چیدرا بادکن کے مشہور شاعر محمد صدیق قیسؒ کی دو غزلیں
 قیس کے نام سے اور ۳۲ ب پر دو غزلیں اردو دو قطعے محمد صدیق کے نام سے درج ہیں۔

(۶۲)۔ فرس نامہ (۲۵)

اوراق ۴۳ سطور ۱۲۔ تقطیع ۸ × ۳۔ شکستہ آئینہ نستعلیق خط
 بے حد کرم خوردہ ہر فصل اور ہر نیا علاج سُرخ میں لکھے ہوئے
 میں اول اور آخر اقص

یہ رسالہ گھڑوں کی بیماریوں اور ان کے علاجات پر مشتمل ہے۔ اصل
 نسخہ کی ابتدا میں تین اور آخر میں پانچ درق سادہ ہیں شروع درق پر نیلے
 پنسل سے ”فرس نامہ اردو“ لکھا ہوا ہے جو غالباً مخطوطہ کے کتب خانہ میں افعال
 کے وقت تحریر کیا گیا تھا۔ اس نام کا پتہ خود اصل متن سے کہیں نہیں ملتا اور
 مصنف کا نام سال تصنیف اور تحریر میں سے کسی امر کا پتہ نہیں چلتا۔ زبان
 کے اعتبار سے یہ رسالہ تیرھویں صدی کے ابتدا کی تصنیف معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ یہ مبدی قیس شیرمختار خان ایمان نیر، ۴ فہرست ہذا کے قریبی رشتہ دار اور باکمال شاعر
 تھے۔ صاحب دیوان ہیں دیوان کا نام ”پیشکار“ رکھا ہے۔ رنجیتی کا ایک دیوان
 عبدالحسین سونی لکھا پوری کو مانتھا جو موسیٰ ندی کی طغیانی میں ضائع ہو گیا
 ملاحظہ ہو محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن جلد ۲ ص ۹۴۱
 دہر ۹۴۲۔

آغاز

”صابون بکتولہ تمام اشیا باریک کوٹھکر ہر روز آدھ سیر سفوف

اور“.....

خاتمہ

”ترکیب دیگر (سُرخِی میں) حلیم..... ہتھا کو دیگر

نخہ کو کل مصطلکی رومی ہر ایک پندرہ تولہ ہتھے لکڑی

تیس تولہ۔

ترقیمہ۔ ندارد

(۶۳)۔ آئینہ محاربت (۳۵)

ادراق ۶۸ سطور ۵ اقطیع ۸ x ۱۲۔۱۲ نستعلیق خط آئینہ

سناخ محمد علی خاں سن کتابت معلوم نہیں غالباً چودھویں

صدی ہجری کے آغاز میں لکھی گئی

اس رسلے کا مصنف عبدالغفور خاں خیر آبادی ہے دریا چہ

میں اپنے کچھ حالات بیان کرتا ہے جس سے حسب ذیل مواد حاصل ہوتا

ہے۔ شیخ نجیب الدین کے فرزند مولوی وارث علی تھے جو دہلی کے باشندے

اور فن بانگ لکڑی پٹ وغیرہ میں بڑے ماہر اور کامل تھے۔ ان سے

اس فن کے نکات سینہ بہ سینہ اکبر علی خیر آبادی کو پہنچے۔ یہ اپنے زمانے

میں ہندوستان میں اس فن کے معلم الثبوت استاد ملنے جاتے تھے۔

مصنف اپنے آپ کو ان کا برادر نسبتی بتلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ سید اکبر علی کو مجھ سے خاص انس تھا۔ جس کی وجہ سے انھوں نے اس فن کے تمام راز مجھ کو سمجھا دیے۔

مصنف لکھتا ہے کہ وہ مفلوک الحال اور معاش سے تنگ ہو کر حیدر آباد آتا ہے۔ یہاں ”اکثر امر نامی گرامی کے روبرو کثرت کا اتفاق ہوا۔ بعد ملاحظہ کثرت خوش و محفوظ ہو کر باخلاق کریمانہ پیش آئے۔ فی الحقیقت جیسی تناد و صفت یہاں کے امر کی مشہور بلاد و احصار ہے اس سے دو چند ہر امر کو مصنف پایا۔ اللہ تعالیٰ جیسا مرتبہ ان والا جاہوں کو عطا فرمایا ہے۔ ویسا ہی ہر غریب دیار سے باخلاق محمدی پیش آتے ہیں۔“

غرض یہاں مصنف ۱۳۰۵ھ میں نواب خورشید جاہ بہادر کا ملازم ہو جاتا ہے۔ یہ رسالہ اسی فیاض ہستی کے نام سے معنون کیا گیا ہے۔ رسالہ سات فصلوں پر منقسم ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
فصل (۱) سوال و جواب (۲) سلاموں اور گھاٹیوں کے بیان میں (۳) انداز و توڑ بیچ دامنہ طرف کے بیان میں (۴) انداز و توڑ بیچ سائے کے بیان میں (۵) انداز و توڑ بیچ متفرقات اور کھڑی بیچ تلوار کی بیچوں کے بیان میں (۶) جسم کے باون انداز نشیت اصول چھوٹ بھی کی چوٹیں اور چند باتیں ضروری۔

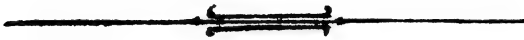
آغاز

”ہزار شکر اُس خالق زمین و آسمان کا جس نے
اپنی قدرت کاملہ“

خاتمہ

”جواب جاہلاں باشد خموشی۔ اللہ جل شانہ اسکی مدد کرے گا“
تقریم

بخط میرلط عاصمی محمد علی خاں بتاریخ ۲۹ صفر المنظر نصف
رسالہ ہذا زرہ بی مقدار عبدالغفور خان غیسر آبادی۔



ریاضی

۶۴۔ مقولات عضدیہ (۱۵۱)

ادراق ۶۴۔ بطور ۱۵ تقطیع $\frac{1}{11} \times \frac{1}{1} \times 9$ خوشخط
نسبتیں۔ زرد و بیز ولایتی کاغذ خود مصنف ہی کی تحریر ہے۔
کتابت ۱۳۰۱ھ

یہ فن اقلیدس میں غایت رسول چڑیا کوئی عباسی کی تصنیف ہے
کتاب دو اقسام (حصوں) پر منقسم ہے۔ پہلی قسم میں اقلیدس کی شکلوں
سے بحث کی ہے۔ دوسرے میں ارشمیدش و تاودوسیوس وغیرہ کی
شکلوں کا ذکر ہے۔

قسم اول میں تین مقولات ہیں مقولہ اول میں چھ مقالے اور ایک
تتمہ ہے اس مقالے میں مسلمات کا بیان ہے۔ مقولہ دوم میں چار مقالے ہیں
جن میں ”فن ارشماطیقی“ پر بحث کی گئی ہے۔ مقولہ سوم کے پانچ مقالات
بیان مجسمات پر حاوی ہیں۔

کتاب کی تصنیف کا سن غالباً ۱۳۰۱ ہجری ہے جس میں یہ پیش لکھی
تھی۔ یہ نسخہ مصنف نے خاص اپنے ہاتھ سے لکھ کر حضرت غفران مکان شہر راوکن

نواب میر محبوب علی خان کی خدمت فیض درجبت میں پیش کیا تھا (ص ۱۲۶)
 جس کا ذکر ابتدا میں اس طرح کیا ہے ”ہدیہ بارگاہ امیر کبیر والا تبار عالیجاہ گرد و خاک
 شمس کلاہ سایہ کردگار انجسم سپاہ سحاب گہر بار ظل اللہ حاتم زمان ترم دور
 منظر الممالک نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ
 اللہم ایدہ الاسلام والمسلمین بقار دولۃ و اقبالہ و عزہ و جلالہ و برہ و فوالہ الی یومئذ
 بقلم العبد الآسفی ظلوم و جهول عنایت رسول چڑیا کوٹے عباسی
 آغاز

”الحمد للہ الذی یخرج الیل فی النہار و یولیج النہار فی الیل
 خاتمہ

اللہم متع المسلمین بہ لبقائہم و اہل العلم بنفاس الدنیہ -

قانون

۶۵۔ قانون مالگزاری (۱ ج ۲)

اوراق ۸، بطورہ تقطیع ۱۲x۸، خوشخط نستعلیق نسخ کے نام اور
سنہ تحریر و نو کا اندراج نہیں غالباً ۱۸۷۶ء سے کچھ پہلے لکھی گئی
عہدہ داران مال اور مالگزاری اراضی بمبئی کے مسودہ قانون کا ترجمہ ہے۔
لیکن اس امر کا پتہ نہیں چلتا کہ یہ ترجمہ کس کے حکم سے اور کس نے کیا۔
حسب ذیل ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول۔ مراتب ابتدائی

باب دوم۔ تقررات و اختیارات شاہرو یا ب عہدہ داران مال کے

باب سوم۔ عہدہ ہائے موردنی اور ملکیت ادن کے متعلق اور تقررات و حقوق اور خدمات
عہدہ داران موردنی کے۔

باب چہارم۔ ضمانت جو بعض عہدہ داران مال کو داخل کرنی ہوگی اور ذمہ داری اصل
افخاص اور ان کے ضامنوں کی۔

باب پنجم۔ بعض امور جن کے عہدہ داران مال کو امتناع ہے اور انکی سزا بعلت بد معاہدگی۔
باب ششم۔ اراضی و مالگزاری اراضی۔

باب ہفتم۔ دخل اراضی غیر متقلد کا اور حقوق دخل کاران۔

باب ہشتم۔ قابضان درجہ اعلیٰ و ادنیٰ۔ آسامیوں کے حقوق۔

باب نہم۔ بیانشی۔ بند و بست اور تقسیم جاہداد۔

باب دہم۔ تصفیہ حدود اور تعمیر کرنا اور قائم رکھنا نشانات حد بندی کا۔

باب یازدہم۔ اراضیات جو دیہات اور قصبوں اور شہروں کے زمینوں کے اندر داخل

ہوں ایسے زمینوں کا قائم کرنا۔

باب دواہم۔ وصول کرنا مالگزاری اراضی اور دیگر مطالبات متعلقہ مال کا مذہاری مالگزاری ہار

باب سیزدہم۔ ضابطہ عہدہ داران مال۔

باب چہارم۔ اپیل و نظر ثانی۔

اس کے بعد نو ضمیمے ہیں۔

آغاز

مسنودہ قانون کا بغرض اجتماع و ترمیم قوانین متعلقہ عہدہ داران

مال اور مالگزاری اراضی پر ریڈنسی بمبئی کے

خاتمہ

بحکم جناب گورنر اجلاس کونسل

دستخط جان ہوچنٹ

اندر سکرٹری گورنمنٹ

مقام قلعہ بمبئی

۹ نومبر ۱۸۷۷ء

۶۶ - ہدایت نامہ (۳ ج ۲)

اوراق ۹ سطور ۱۳ اتاء تقطیع $\frac{1}{4} \times 12 \times 8$ = ستعلیق
شکستہ آئین خط کاغذ ولایتی سفید نقشے وغیرہ آسمانی رنگ
کے کاغذ پر ہیں۔

ملازمان بندوبست ملک جنوب مرہٹہ کے واسطے جو ہدایتیں
توانین کی شکل میں مشرو بن گھٹ سپرنٹنڈنٹ ریویونیو سروے مالک
جنوب مرہٹہ نے مرتب کی تھیں۔ یہ اس کا ترجمہ ہے جو مولوی سید مدعی علی
ناظم بندوبست حیدرآباد دکن کے حکم سے منشی کا شی ناتھ کھتری اکبر آبادی
مقیم سرساولی آباد نے ۳ راکٹو برس ۱۸۷۷ء کو یہ مقام سرساولی
کیا تھا۔

یہ ہدایت نامہ ایک فہرست مضامین اور متعدد ضمیمہ جات
کے علاوہ تیرہ فصلوں پر مشتمل ہوا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

فصل اول بابت کام کارروائی ملازمان بندوبست۔

فصل دوم بابت پیمائش اور آلات کے۔

فصل سوم نمبروں میں زمین تقسیم کرنے کے بابت

فصل چارم بابت خط قاعدہ۔

فصل پنجم بابت راستہ و سڑک۔

فصل ششم بابت بھٹی و صاف خسرہ کے۔

فصل ہفتم بابت نقشہ موضع۔

فصل ہشتم بابت تعمیر کرنے نشانات حد

فصل نہم بابت حدود موضع

فصل دہم آلات تھیوڈولائیٹ اور پریٹک کنپاس۔

فصل یازدہم موسم بارش میں اس کے نقشہ بخسرو کے پرتال و دیگر

کاغذات کے تیاری کے باب میں۔

فصل دوازدہم بابت قائم کرنے قسم زمین کے اور فرائض کلاس۔

فصل سیزدہم کلاس کی کتابوں کی پرتال و دیگر کاغذات کی تیاری

کے بابت۔

معلوم ہوتا ہے۔ ترجمہ مسودے کی حالت میں پیش کیا گیا تھا۔

کیونکہ متعدد لوگوں نے اس میں جا بجا ترمیمیں کی ہیں۔ اکثر مقامات پر

پنسل کی تحریر سے اگلی تحریروں کو منسوخ کیا گیا ہے۔ اضلاع اور مقامات

کے ناموں کی جگہ نویسی ڈالکر چھوڑ دی گئی ہے۔ غالباً اس انگریزی ترجمہ کو

اپنے مقام کے مناسب ضرورتوں پر ڈھلنے کا خیال ہوگا۔

شروع میں دو تمام کیفیت درج ہے جو پہلے پر گرافین بیان

کی گئی ہے۔ آخر میں مترجم نے انگریزی میں اپنا نام پستہ اور تاریخ

تکمیل ترجمہ درج کی ہے۔

فصل اول

آغاز

ملازمان محکمہ پیمائش کے رویہ کے لیلیں

(۱) ملازمان محکمہ بندوبست میں صدر مقام میں رہیں تو انہیں اختیار

ہے جہاں چاہیں رہیں۔

خاترہ

مؤستطیٰ دل گیت سو پرنٹڈ نٹ محکمہ پبلش جنوبی ملک مٹ
ترقیہ (بزبان انگریزی)

Translated from the original by Kashi Nath

Allahabad, Sirsa Allahabad

3rd October 1876



اخلاقیات

۶۷۔ سلک جواہر (اج ۱)

ادراق ۱۱۶ سطور ۱۳۔ تقطیع 12×3 ۔ نستعلیق خط و خوانا
سُرخِ مین کاغذ سی قدرے کرم خوردہ مکتوبہ ۲۶۵
نسخ جیا رام

یہ اخلاقیات کے موضوع پر محمد فخر الدین حسین کی تصنیف ہے۔
اس کا مواد مصنف نے حسبِ ذیل ماخذوں سے جمع کیا ہے۔
اخلاق ناصری۔ تاریخ حکمائے فلاسفہ۔ روضۃ الصفا۔ حدیثۃ الاماثلیم
تفسیر غزیری۔ کلیدِ دمنہ۔ اور دوسرے صحائفِ اسلامی و مضامین۔
مصنف نے اس کو حسبِ ذیل تین شعبوں (حصوں) پر تقسیم کیا ہے۔
”شعبہ اول۔ بیچ ذکرِ مکارمِ اخلاق کے۔ شعبہ دوم۔ بیچ بیانِ مواظب و
دفعِ اکابر و حکمائے سلف کی۔ شعبہ سوم۔ متضمنِ نوادرِ کلماتِ حکمت
اور فوائد کا۔“

آغاز

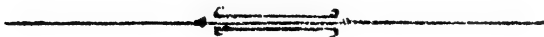
سلک جواہر شین حمد و ثنائے ہیبتہا احسن حکیم و علیم تعالیٰ ثناء
کی شائستہ زیب آرائی گردن شاہد بیان کی ہے۔
خاتمہ

جواب حضرت نے فرمایا وہ لوگ اصحاب کہف تھے اور
قصہ ان کا ابتدا اسی بیان کیا۔ علمائے یہود نے سب
جوابوں کی تصدیق کی اور اسلام قبول کیا۔

ترقیمہ

”الحمد للہ والمنةت کہ کتاب سلک جواہر حسب الحکم
فیض شیم احترام الدردہ جناب مستطاب حکیم امین اللہ خان
بہادر دام اقبالہ وحشمتہ بتاریخ بستم شہر رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ
مقدسہ بخط زشت منطہ احقر الانام جیارام دین رعیت
باختتام رسیدہ فقط مم م

مرکہ باشد دعا طمع دارم
ز اخذ من بندہ گناہ گارم



ضمیمہ

ظفر نامہ محمد حنیف - (۲۴۱ - فہرست ہذا ص ۹۶)
 قصہ کا اصل نام ”جنگ نامہ محمد حنیف ہے، جس کا ذکر ہم نے
 فہرست میں کیا ہے۔ اس کا مصنف سیوک ہے۔ کتب خانہ کلیہ کا
 مخطوطہ نامکمل ہے۔ عمر یافعی صاحب کے پاس جنگ نامے کا ایک
 مکمل مخطوطہ ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا مصنف
 ”سیوک“ ہے۔ اس کا سال تصنیف ۱۰۹۰ ہے کتب خانہ کے
 نسخہ میں ابتدائی اور اچھو اصل نسخہ میں تہذیب و غیرہ پر متکل ہیں
 غائب ہیں۔ انھیں میں مصنف کا نام بھی آتا ہے۔ آخر کے چند شعر
 بھی موجود نہیں ہیں۔ جس میں سال تصنیف کا ذکر کیا گیا ہے کتب خانہ
 کے مخطوطے کی ابتدا آغاز جنگ سے ہوتی ہے۔

اشادہ

۱۵۲، ۱۵۶، ۱۶۶، ۱۷۸ تا ۱۸۲ -

آبجیات - ۹۲، ۱۳۶، ۱۳۹، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس - ۱۷۲

۱۳۵، ۱۳۹، ۱۱۵ - آگاہ، محمد باقر - ۱۷۸ تا ۱۸۵، ۱۰۶، ۱۰۵

۱۱۶، ۱۱۲، ۲۱۰ -

آرزو، سراج الدین علی خان - ۱۵۰

تصنیفات ۱۸ -

۱۶۱ -

حالات ۱۷، ۱۸ -

آرکاٹ - ۱۵۸، ۱۸۴

آہی، میر عبد الرحمن - ۱۵۱ -

آزاد - ۱۶۰ -

آزاد، محمد حسین - ۱۳۶، ۳۹، ۱۴۵، آئینہ محاربت - ۱۹۱ تا ۱۹۳

۱

۱۵۱ -

آصف الدولہ، نواب - ۱۵۰، ۱۵۴ - ابراہیم عادل شاہ - ۱۶۸

آصفی - ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۱ - ابوالحسن، اطعمہ - ۱۱۷

آصفیہ کتب خانہ - ۳۱، ۳۳، ۴۵، ۴۷، ۵۵، ابوالقاسم طباطبائی، میر - ۱۴۵، ۱۴۶ -

۱۱۲، ۱۱۶، ۱۲۶، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۴۱، ابوالمعالی - ۱۴۰ -

- ابن طالب، حضرت - ۱۷۸ -
 اتقان فی علم القرآن - ۱۹ -
 احسن - ۱۶۱، ۱۶۲ -
 احسن، شہ خان بہادر، احترام الدولہ -
 حکیم - ۲۰۲ -
 احسن التبتیین -
 احکام الصلوات - (شاہ ملک) -
 اسرار احمدی - ۱۰۲ -
 احکام الصلوات - ۶۰، ۴ تا ۴۸ -
 احمد آباد - ۱۲۹، ۱۳۰ -
 احمد بن محمد - ۴۰ -
 احمد حسین خاں - ۱۴۹ -
 احمد حسین کھندان - ۱۸۰ -
 احمد، راجہ - ۱۱۲، ۱۱۶ -
 احمد علی - ۱۰۸ -
 احمد نگر - ۷۸ -
 اخلاق ناصری - ۲۰۱ -
 ارجن - ۱۵۴ -
 ارت من لکن - ۸۵ -
 اردو - (رسالہ) - ۱۸، ۱۹، ۲۶، ۲۷ -
 اردو انجمن ترقی - ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۲ -
 اردوئے قدیم - ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ -
 اسپیئرنگر، ڈاکٹر - ۴۹، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵ -
 اشا نگرٹ - ۱۸۲ -
 اسٹوارٹ - ۱۷۰ -
 اسحق - محمد - ۱۱۷، ۱۲۱ -
 اسرار احمدی - ۱۰۲ -
 اسماعیل خان - ۱۰۳ -
 اسماعیل، شاہ سید - ۸۵ -
 اسماعیل، محمد - ۱۶۰، ۱۶۱ -
 اسیر، جلال - ۱۵۷، ۱۶۰، ۱۶۱ -
 اشتیاق نامہ - ۱۳۲ -
 اشرف الدین، محمد، منشی - ۱۴۳ -
 اشرف، حضرت شاہ جہانگیر - ۸۰ -
 اصحاب کھف - ۲۰۲ -
 اصلاح الدین خان، حکیم سید - ۱۵۰، ۱۵۱ -
 اطوار اللہ شیخ - ۳۲ -
 اطہر الدین خاں - ۱۳۴ -
 اعتبار خاں، بہادر، محمد - ۱۵۷ -
 اعجاز احمدی - ۹۱، ۱۰۴ تا ۱۰۵ -
 ۱۲۸، ۸۷، ۸۸

- اعظم الامراء معین الدولہ، مشیر الملک،
 ارسلو جہا - ۱۳۰ تا ۱۳۲ -
 اعظم علی خاں - ۱۵۳ -
 اعلیٰ شاہ امین الدین - ۳۶ تا ۳۸ -
 اکبر جلال الدین محمد - ۱۳۵ -
 اکبر علی، سید خیر آبادی - ۱۹۱ -
 اکمل جلال الدین، سید - ۸۱، ۸۳ -
 الانخبار الماثورہ فی الاطالیبا النور - ۱۹

انشا - ۱۷۵ -

- انشاء انشاء اللہ خاں میر - ۴۴ تا ۴۹
 حالات ۱۱۲ تا ۱۱۰، تصنیفات ۱۱۱، ۱۱۰
 انور الدین خان، نواب - ۱۰۲ -
 انوار اللہ مرزا - ۱۶۲ -
 انوار محمدی - ۲۱ تا ۲۲ -
 اودھ، کتب خانہ شاہان - ۵۰، ۴۹
 اوزنگ آباد (دکن) ۱۸، ۱۹، ۳۶، ۸۶
 اوزنگ زیب، محی الدین، محمد علیگیر
 امیر الامراء - ۱۸ -
 امیر الدین احمد خان، محمد - ۳۸، ۴۰ -
 امیر الدین شاہ، قادری - ۷۷، ۷۸ -

- ایجاد نقد علی خان - ۱۶۲، ۱۶۰ -
ایشانک سوسائٹی (بنگال) - ۱۴۷ -
الچی بیگ - ۱۳۰ -
ایلور - ۱۸
ایمان شیر محمد خان - ۱۲۵، ۱۲۹،
۱۳۰، ۱۳۱ -
ایوب محمد - ۱۶۰ -
بدر چاچ - ۱۵۷ -
بدوح میاں (محمد خان) - ۱۸۳ -
بیش میوزیم - ۱۳۶، ۱۴۳، ۱۵۲،
۱۶۵، ۱۶۷، ۱۸۳ -
برہان پور - ۵۶ -
بریلی - ۳۶ -
بزوغ الہلال فی النخصال الموحیۃ للضلال

۱۹

ب

- بابا عاشقان - ۱۶۰ -
باران برق (مثنوی) - ۱۴۲،
بازار گھانسی - ۱۲۱ -
بلخ ارم - ۶۶ تا ۶۸ -
بلخ جانفزا - ۷۱ -
بالکنڈی - ۱۶۶ -
بایزید خاں - ۱۰۲ -
بحر الدین قاضی دریا - ۸۵ -
بحر الابرار - ۸۰ -
بحر النیق - ۵۲ -
بحر فائق - ۵۲ -
بحری محمد محمد قاضی - ۸۴ تا ۹۰ -
بسنٹ خاں - ۱۵۰ -
بجران محمد - ۴۸ -
بلوم ہارٹ پروفیسر - ۲۳، ۷۱، ۷۲،
۷۴، ۹۲، ۱۳۰ -
۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۷ -
۱۴۰، ۱۴۳، ۱۴۸ -
بجی - ۱۳۵، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۹۷،
بنگاب نامہ - ۸۶، ۸۷ -
بنگلش خاں نواب - ۱۵۰ -
بوستان - ۱۷۵ -
بوستان خیال (مثنوی) - ۱۳۷ -
بہار الدین میر - ۱۶۳، ۱۶۴ -
بہار نیک چند - ۱۶۱ -

بیکٹھ لال - ۱۳۲ -

پ

پارس - ۱۴۰ -

پلیا گھاٹ - ۱۰۲ -

پینج گنج - ۶۹، ۶۸ -

پینچی باچھا - ۷۳، ۷۰ -

ت

تابان عبدالحی - ۱۶۳، ۱۶۰، ۱۵۷ -

تاج (رسالہ) - ۲۷، ۲۵ -

تاج پریس - ۲۵ -

تاریخ ادب ہندوستانی - ۱۳۹ -

تاریخ حکمائے فلاسفہ - ۲۰۱ -

تاریخ سلطنت بہمنیہ - ۹۹ - ۳ -

تاریخ گلزار اصفیہ - ۶۲ -

تاریخ دینی نگارسان - ۱۴۰، ۱۳۹ -

تامل القلوب - ۱۷۶ -

تجلی (رسالہ) - ۸۹ -

تجلی شاہ - ۱۳۰، ۱۴۳ -

تجلی علی رضا ٹا - ۶۳ -

بہارستان ناز - ۱۳۰ -

بہجت الاسرار - ۱۱۰ -

بہلول خان - ۶۰، ۵۳ -

بہمنی شاہ، فیروز - ۱۰۱ -

بہمنی شاہ، مجاہد - ۱۰۱ -

بہمنی شاہ، محمد - ۱۰۱ -

بہمنی شاہ، محمد ثانی - ۱۰۱ -

بہمنی شاہ، محمود - ۱۰۱ -

بہمنی شاہ، محمد ثانی - ۱۰۱ -

بہمنی شاہ، نظام - ۱۰۱ -

بہمنی شاہ، ہمایون - ۱۰۱ -

بہمنی شمس الدین - ۱۰۱ -

بہمنی علاء الدین - ۱۰۱ -

بہمنی غیاث الدین - ۱۰۱ -

بہمنی ولی شاہ احمد - ۱۰۱ -

بیتاب - ۱۶۰، ۱۶۱ -

بیجاپور - ۱۷، ۲۸، ۲۹، ۱۷۷، ۱۱۸، ۱۱۷، ۸۵ -

بیدار میر محمدی - ۱۳۳ -

بیدل - ۱۵۹ تا ۱۶۲ -

بیراگی ہری نارین - ۱۶۲ -

ج

- تحفۃ الاحباب - ۱۸ -
تحفۃ الجواهر - ۲۵ -
تحفۃ النساء - ۱۸ -
تحفۃ النصاب - ۵۲ -
تحفۃ عاشقان - ۷۱ -
تذکرۃ النساء - ۱۳۰ -
تذکرۃ جوہر فرد - ۱۲۱، ۱۲۲ -
تراب - ۱۵۳ -
تراب علی خان، مختار الملک، سالار جنگ، بانی ملک محمد - ۱۵۲، ۱۵۵ -
نواب - ۱۸۰، ۱۸۱ -
ترجما بی - ۶۴، ۶۵، ۱۰۳ -
تفسیر جواہر - ۵۲ -
تفسیر حسینی - ۵۲ -
تفسیر غزیری -
تمیم الفزاری، حضرت - ۱۶۷ تا ۱۶۹، جنگنامہ محمد حنیف - ۹۶، ۲۰۳ -
جارت، کپتان، ایچ - ایس - ۱۵۱ -
جالنہ - ۱۰۲، ۱۰۴ -
جالنہ پور - ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۸۴، ۱۸۶ -
جان جاناں، مرزا منظر - ۱۳۴ -
جامع برہان الدین شاہ - ۲۷، ۲۸، ۳۳، ۶۸ -
جامی، ملا نور الدین - ۱۱۸، ۱۵۴، ۱۶۳ -
جبرئیل - ۶۳ -
جذبات محمدی - ۷۴، ۷۵ -
جرات، شیخ قلندر بخش - ۱۳۳ تا ۱۳۵ -
جعفر زلمی - ۱۵۷ -
جلال - ۱۶۱ -
جنگنامہ محمد حنیف - ۹۶، ۲۰۳ -

ج

- چشتی، خواجہ معین الدین، حضرت - ۶۹ -
چشتی، محمد، ابو خواجہ - ۳۷ -
چنٹا پٹن - ۱۰۳ -
چند بابی، مرزا - ۱۳۰، ۱۳۱ -

ط

- ٹیپو سلطان - ۱۵۷ -

ث

- ثابت - ۱۶۲ -

حسین صاحب - ۹۰۶۸۴ -

حسینی عابد شاہ - ۵۲ -

حفیظ سید محمد - ۸۷ -

حمزہ سید - ۱۶۵ -

حیدر آباد دکن ۸۵، ۵۶، ۵۳، ۱۸

۱۲۹، ۱۲۱، ۱۱۲، ۸۹

۱۷۰، ۱۴۳، ۱۳۹، ۱۳۷

۱۹۰، ۱۹۲ -

حیدری، حیدر بخش سید - ۱۸۲ -

حیدری خان (بہادر) - ۱-۳ -

حیدری، مطبع - ۷۳ -

خ

خاتم کتاب - ۸۰ -

خاقانی - ۱۶۱ -

خانخاناں، نواب - ۱۷۵ -

خمستہ (طوطی نامہ) - ۱۸۲ -

خستہ م خاں - ۱۶۱ -

خزینۃ العلوم فی المتعلقات المنظوم
(تذکرہ شعرا کے دکن) ۱۳۹

اخسر، امیر حضرت - ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۳

چندا، شاہ حسینی - ۸۸ -

چندا صاحب - ۱۰۲ -

چندو، مسل بہاراجہ - ۱۵۴ -

چیمستان، شعرا - ۱۶۶، ۱۴۰ -

ح

حاتم، شیخ ظہور الدین - ۱۵۰ -

حاتم طائی (قصہ) - ۱۶۹، ۱۷۹ -

حافظ، شمس الدین، خواجہ شیرازی - ۱۳۳

۱۵۶،
۱۶۱،
۱۷۵

جبل الوریثہ - ۷۶، ۷۵ -

حجۃ الاسلام - ۵۵ -

حدیقہ (رسالہ) - ۶ -

حدیقہ الاقا لیم - ۷ -

حزین - ۱۶۲ -

حسرت، جعفر علی میرزا - ۱۳۶

حسن، امام، حضرت - ۹۸ -

حسن، علاء الدین گنگو بہمنی - ۱۰۱ -

حسن، فیروز - ۱۶۰ -

حسین، امام، حضرت - ۹۱، ۹۲، ۹۵

۹۷، ۹۸ -

- درد خواجہ میر - ۱۳۳، ۱۶۰، ۱۶۱ -
 دریائے لطافت - ۱۴۹ -
 دستگیر غلام - ۱۸ -
 دستور النشر - ۱۰۳، ۱۸۴ -
 دہارور - ۷۱ -
 دہلی - ۱۰۱ -
 دہ مجلس (دلی) - ۱۴۰ -
 دیورام راجہ - ۱۵۳ -

ذ

- ذکر جلی - ۶۸، ۶۹ -
 ذوالفقار خاں، نواب، ۱۳۵ -
 ذہن، میر محمد، سید - ۱۶۰ -

س

- راج، کشن (مطبع) - ۱۱۶ -
 راسین، جارج - ۱۸۲ -
 رانی پیٹھ - ۹۰ -
 راجی راؤ - ۱۵۴ -
 راہ نجات - ۳۹ -
 رحمت اللہ - ۱۷۴ -

خسرو نامہ - ۷۱ -

خسرو و گل - ۷۱ -

خطاط، میر علی - ۱۵۴ -

خلاصۃ الفقہ - ۵۶ -

خلاصۃ الکیلانی - ۴۵، ۴۶ -

خلیل، سید - ۹۵ -

خمسہ متجزہ - ۱۸ -

خنک نواز نامہ - ۱۸۷، ۱۹۰ -

خواب دل (مثنوی) - ۱۶۶ -

خورشید جاہ، نواب - ۱۹۲ -

خیالات، صال - ۷۶، ۷۸ -

خیام، عمر - ۱۶۱، ۱۶۲ -

خیر - ۵۴ -

خیر المبین - ۱۸ -

د

- دارا - ۸۲ -
 داود خان، نواب - ۱۰۲ -
 داود ملّا - ۸۸ -
 داظم، میر محمد - ۵۶ -
 داسی، گارساں - ۷۱ -

رسا - ۱۶۲ -

رسالہ خارجیہ - ۳۹ -

رسالہ وقائق - ۷۵ -

رسالہ ضلع جلگت (گلدستہ گفتار) - ۱۳۰ -

رسالہ قادریہ - ۸۴ تا ۷۸ -

رسالہ قاسمیہ - ۳۹ -

رسالہ نذیریہ - ۴۰ تا ۳۸ -

رضائی - ۱۶۱ -

رضوان شاہ - ۱۸ -

رموز السالکین - ۳۶، ۳۵ -

روپ سنگار - ۱۸ -

روح افزا - ۱۸ -

روشن بخت (قصہ زلیخائے ثانی) - ۱۷۶ -

روضۃ الشہداء - ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵ -

روضۃ الاسلام - ۱۸ -

روضۃ الاطہار - ۹۱ تا ۹۶ -

روضۃ الصفا - ۲۰۱ -

رمی، مولوی، جلال الدین - ۱۷۶ -

ریاض الجنان - ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶ تا ۱۰۸ -

ریاض العارفین - ۱۱۷ تا ۱۲۱ -

س

زرعیہ بیگم - ۱۶۲ -

زلالی - ۱۶۳ -

زلیخائے ثانی (قصہ) - ۱۷۴ تا ۱۷۷ -

زیب النساء بیگم - ۱۶۱، ۱۶۲ -

زیدی - ۱۵۹ -

س

ساجد، مولوی - ۱۵۱ -

ساتی، محمد قلی - ۱۶۰ -

ساگر کنیہ - ۱۱۲، ۱۱۶ -

ساکت غلام غوث - ۹۸، ۹۹ -

سالم - ۱۶۱ -

سجاد علی رضوی - ۱۲۱ -

سراب، محمد قاسم - ۹۹ -

سراج الایمان - ۴۰، ۴۱ -

سراج الدولہ، نواب - ۱۴۵ -

سراج، سراج الدین، سید - ۹۱ -

سراج، سید شاہ سراج الدین - ۱۳۷، ۱۳۸ -

۱۶۷ تا ۱۶۵

- سردار نامہ شطرنج (ایمان) - ۱۳۰ -
 سرسا - ۱۹۹، ۱۹۷ -
 سرست، صوفی - ۸۸ -
 سری رنگ پٹن - ۱۱۶، ۱۱۲ -
 سری گاؤں - ۵۳ -
 سعد، امام - ۹۲ -
 سعادت، علی خان، نواب - ۱۴۵ -
 سعادت اللہ خاں - ۱۰۲ -
 سعدی - ۱۸ -
 سکاسب تینی - ۱۸۱ -
 سکر - ۸۸، ۸۷ -
 سکندر - ۸۲ -
 سکندر عادل شاہ - ۸۷، ۸۵، ۸۴ -
 سلک ابجواہر - ۱۹۹ -
 سلیر - اس - ۱۴۶ -
 سلیمان، بجاہ - ۱۳۲ -
 سلیمان، شکوہ، فرزا (خلف شاہ عالم) - ۱۳۶،
 شادان، مہاراجہ چندیل، بٹا - ۱۳۱،
 شام (نگہ) - ۹۵ -
 شاہ جہان - ۱۵۸ -
 سلیم محمد قلی - ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲ -
 سنجر، میر - ۱۶۰ -
 سوزان - ۱۶۲ -
 سومنات - ۱۰۰ -
 سوہن محل - ۱۸۰، ۱۷۷ -
 سید محمد حضرت خواجہ بندہ نواز - ۲۲، ۲۰،
 ۸۰، ۲۳ -
 سید محمد قادری - ۱۸۱، ۱۸۲ -
 سیاب، صدیقی الوارثی - ۱۲۸ -
 سیرتی - ۱۶۳ -
 سیوا - ۹۲ -
 ش

شیدا، نواز شعلی - ۱۰۴، ۹۲، ۹۱، ۱۰۴

۱۵۴، ۱۰۶، ۱۵۵

۱۵۴ تا ۱۶۲ -

شیدا (طبع آبادی) - ۱۶۲ -

شیدا - ۱۶۰، ۱۶۱ -

ص

صاحب - ۱۶۲ -

۵۶ - صادق میر محمد قادری - ۱۱۰ -

صلح - ۱۶۱ -

صائب - ۱۵۴، ۱۶۰ تا ۱۶۳ -

صنعتی - ۱۶۴ تا ۱۶۹ -

صوفی - ۱۶۳ -

صوفی ملک پوری عبد البجار خاں - ۶۸ -

۱۹۰

ط

طالب آملی - ۱۵۴، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲ -

طالع وند خان محمد زوی - ۱۸۹ -

طبعی یاد جی - ۱۵۴ -

طغرائی طلاء - ۱۵۹ -

شاه جهان آباد - ۱۳۴، ۱۳۳ -

شاه عالم - ۱۴۴، ۱۵۰ -

شاه عالم ثانی - ۱۵۱ -

شاه عنایت - ۶۳ -

شاه مرزا خاں - ۱۶۳ -

شاه سید محمد - ۷۹ -

شجاع الدولہ نواب - ۱۵۰ -

شجاع الدین حافظ مولوی قادری - ۵۵ -

شرح وقایہ - ۵۲ -

شعلہ عشق - ۱۵۱ -

شکار پور - ۱۰۳ -

شمال محمدی - ۱۰۸، ۱۰۹ -

شمس الامراء فخر الدین خان - ۱۴۸ -

شمس العشاق، میران جی، شاہ - ۲۴، ۱۴ -

- ۶۸ -

شمس المشرق قادری سید - ۱۸۲، ۱۸۱ -

شمشیر خاں - ۱۰۴ -

شہامت جنگ - نواب - ۸۵ -

شیخ سلیمان - ۱۰۹ -

شیخ محمد - ۸۰ -

- طوسی - ۱۶۳
طوطا کہانی - ۱۸۱، ۱۸۳ -
طوطی نامہ - ۱۸۱، ۱۸۳ -
- ظ
- ظفر ناز محمد حنیف - ۹۶، ۹۷ -
ظہیر الدین احمد خاں - ۱۶۳ -
- ع
- عابد علی میر - ۷۶، ۷۸ -
عاجز، عارف الدین خان - ۱۶۲ -
عاجز، محمد علی - ۱۶، ۱۷، ۱۸ -
عازم، سید علی - ۹۹ -
عاشق - ۱۳۸ -
عاشق، محمد - ۹۶ -
عاقل خاں محمد - ۱۲۹ -
عالم عبداللہ (قصہ ملکہ مصر) - ۱۷۱ -
عالی اکبر - ۱۷۷، ۱۷۸ -
عالی نعمت خاں - ۱۵۲، ۱۶۳ -
عباس حضرت - ۹۵ -
عبد الاحد شیخ - ۱۳۲ -
- عبدالحمق، مولوی - ۱۶۹ -
عبدالحی - ۱۵۶ -
عبدالرحمن - ۱۱۲، ۱۱۶ -
عبدالرحیم - ۱۱۲، ۱۱۶ -
عبدالعلیم (قصہ ملکہ مصر) - ۱۷۱ -
عبدالغفور خان خیر آبادی - ۱۷۱ -
عبدالغزیز - محمد منشی - ۱۲۲ -
عبدالقادر جیلانی، حضرت - ۱۱۱، ۱۱۲ -
عبدالقدوس - ۷۱ -
عبداللطیف (قصہ ملکہ مصر) - ۱۷۳، ۱۷۴ -
عبدالقدشخ - ۱۰۲، ۱۰۳ -
عبداللہ بن سلام - ۵۲ -
عبرت الغافلین - ۱۵۱ -
غمان - ۱۰۸ -
غمان علی خاں بہادر نواب، میر
نظام الملک
عجب سنگھ - ۱۷۷، ۱۸۰ -
عجم قلی میرزا - ۱۶۰ -
علاؤ الحمسہ - ۱۷۵ -
عرش سید محمد علی - ۱۸۱ -
عروس عرفان - ۸۵ -

عنایت اللہ سید عرف امیر صاحب،

- ۱۹۴۶، ۱۹۴۷

۱۶۹۔ غنایت جنگ، بہادر نواب۔

عنایت رسول جڑیا کوٹی - ۱۹۴ -

ع

غبار - ۱۵۷ -

غلام احمد - ۹۰۶۸۴ -

فلام حیدر مولوی - ۱۵۱ -

غلام علی - ۱۰۴، ۱۰۵ -

غلام محمد حسین ۸۴ء - ۹۰ء -

غنی کشمیری - ۱۶۰، ۱۶۱ -

غوامی، ملا - ۱۸۲ -

غوث خان محمد نواب - ۱۸۰۔

غوث محمد (شرف الملک) - ۱۸

غوث نامہ - ۱۰۹ -

ف

فاريس، ڈاکٹر - ۱۸۲ -

فاطمۃ الزہراء حضرت - ۹۸۶۹۴ -

قنادی - ۵۲ -

عزیز الدین محمد فشی - ۱۴۳ -

عزیزہ مبلغ - ۱۱۴ -

غزلت - ۱۶۰، ۱۶۲ -

عسکری، صاحب - ۱۵۷ -

عشق - ۱۹۰ -

عطار، فردوس الشجر، ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳

عظیم الدین کسب ۱۶۲

عفو و بخشش از کاشان

عَنْ

— ۱۲۵ —

عقائد باقر ۱۹ -

عقائد مسوويه - ۵۵

علاء الدین - ۶۶ -

علی اصغر - ۹۵ -

علی اکبر - ۹۵ -

علی (شاعر) - ۱۵۷، ۱۶۱ -

علی عادل شاہ - ۱۳، ۲۷، ۹۲ -

علی کرامت چو نوری - ۲۱ -

علیٰ اکرم اللہ رحمہ - ۲۲، ۳۷، ۴۸، ۵۹

120

14A

122 123

- نیاض حسن صاحب - ۱۵۷ -
 فیروز شاہ بادشاہ - ۱۷۳، ۱۷۰ -
 فیروز شاہ (فقیم) - ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۰ -
 سفین - ۱۷۲، ۱۵۷ -

- قناری ملتفت - ۵۲ -
 فتح - ۱۷۶ - ۱۷۵ -
 فتح اشرف شاہ - ۷۵ -
 فخر الدین - ۱۵۰ -
 فخر الدین حسین محمد -

ق

- قادر خاں - ۱۷۷ تا ۱۷۴ - ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷ -
 قاسم حضرت امام - ۹۵ -
 قاسم خان - ۱۶۲ -
 قاسم علی حسینی (بندہ نواز گیسو دراز) - ۱۳۱ -
 قاسم قدرت اللہ خاں کلیم - ۱۳۹ -
 قاضی دریا (بحر الدین) - ۱۸۵ -
 قاضی خاں - ۵۲ -
 قانون مالگزاری - ۱۹۵ -
 قائم - ۱۳۳، ۱۶۰ -
 قبض - ۱۵۹ -
 قتیل، مرزا محمد - ۱۷۶ -
 قدر عالم، بن بدر عالم - ۴۳ -
 قدسی - ۱۶۱ -
 اقرب، ابو الحسن، سید - ۱۱۴، ۱۱۵ -

- فخر الدین خاں نواب بہاؤ الدین (۱۷۶) -
 فرائد در فوائد - ۲۱ تا ۲۱ -
 فرخ آباد - ۱۵۰ -
 فرخ نثر ادخاں - ۱۳۱ -
 فرس نامہ - ۱۹۰ -
 فرہاد - ۱۳۵ -
 فرہنگ من لکن - ۸۵ -
 فنائی - ۱۶۰ -
 فغائی - ۱۶۲ -
 فقہور شاہ - ۱۷۶ -
 فقہر - ۱۶۲ -
 فقیر اللہ - ۱۶۳ -
 فقہ البین - ۴۱ تا ۴۳ -
 فقہ محفوظ خانی - ۵۳ تا ۵۵ -
 فقہ ہندی - ۴۸ تا ۵۱ -
 فورٹ ولیم - ۱۵۱ -

- کرمی پریس - ۱۵۱، ۱۳۶ - قطب الدولہ - ۱۵۷ -
 قمر الدین خاں، نظام الملک، اصفہاء، کشف الانوار - ۳۰ -
 بہادر - ۱۶۶، ۱۷۸، ۱۶۶ - کشف الحقائق - ۵۲ -
 قلی قطب شاہ، محمد - ۱۶۸ - کشف الخلاصہ - ۵۷ تا ۵۸ -
 قمر الدین مولانا - ۶۲ - کفایت الاسلام - ۵۲ -
 سندھار - ۱۰۳ - کفایت العباد - ۵۲ -
 قیس، محمد صدیق - ۱۹۰ - کلکتہ - ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۸۲ -
 کلیات ایمان - ۱۲۹ -
 کلیلہ و دمنہ - ۲۰۱ -
 کلیم - ۱۵۹، ۱۶۲ -
 کمال الدین، شاہ - ۱۳۸ -
 کمال خجندہ - ۱۶۲ تا ۱۶۰ -
 کنز - ۱۷۵ -
 کنز الدقائق - ۵۱ -
 کنز المسائل - ۵۹ -
 کنز المؤمنین - ۵۱ تا ۵۳ -
 کورٹ، ہرنی، میجر - ۱۵۱ -
 کوفہ - ۶۵ -
 کھم - ۵۲، ۵۳ -
 کیشور رائے - ۱۵۲، ۱۵۵ -
 کابل - ۱۳۹ -
 کاشفی نامہ، نقشی - ۱۹۹، ۱۹۷ -
 کانپور - ۱۵۱ -
 کتاب الاخبار - ۵۱ -
 کتاب العباد - ۵۲ -
 کٹلاک آف دی ہندوستانی میانس -
 کرپٹس - (انڈیا آفس لائبریری) -
 کرنلا - ۹۲ -
 کرشن - ۱۵۴ -
 کرانی، محمود، شیخ - ۱۳۰ -
 کرناٹک - ۱۸، ۱۰۲ -
 کریم اللہ خاں، سید - ۵۶ -

گ

گجرات - ۱۳۹ -

گردہاری نعل راجہ - ۱۵۳ -

گلاب رائے - ۱۸۰، ۱۷۷ -

گلاڈون - ۸۲ -

گلبرگہ - ۹۲ -

گل بکاولی - ۱۷۰ -

گلدستہ گفتار (ارسلان خلیج بک) - ۱۳۰، ۱۲۵ -

گلدستہ گلشن معانی - ۱۵۶ تا ۱۶۳ -

گل رعنا (جلدی) - ۱۵۶ -

گلزار آصفیہ - ۱۲۹ تا ۱۳۱ -

گلزار اعظم - ۱۸ -

گلزار عشق - ۱۸ -

گلستان - ۱۷۵ -

گلشن شاہ سدا اللہ - ۱۲۰ -

گلشن بند - ۱۳۲ -

گل و سیر مرز - ۷۱ -

گوڈرا - ۱۷۶، ۱۷۵ -

گوگی - ۸۵، ۸۸ تا ۹۰ -

گہر باقر صاحب - ۱۶۲ -

گیٹ - وین مٹر - ۱۹۷ -

گیٹ - جی ول - ۱۹۹ -

ل

لاہور - ۱۳۹ -

لسان العصر - ۱۶۵ -

لطائف اشرف - ۸۰ -

لطائف السعادت - ۱۲۵ -

لطائف شاہی - ۵۲ -

لطف مرزا علی - ۱۳۲ -

لطیف محمد - ۱۸۱ -

نعل پرشاد - ۱۸۰ -

نعل شاہ خاں - ۱۰۹ -

نعل شاہ - ۱۸۹ -

لکھنؤ - ۱۴۱، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۵۰ -

- ۱۵۱

لسدن - ۱۸۲ -

لیپسک - ۱۸۲ -

لماری عبداللہ - ۱۸۲ -

مالا بدھ - ۳۹ -

ماہ مرزا - ۱۶۲ -

مبارک - ۱۸۳ -

- | | |
|-------------------------------------|---------------------------------------|
| مبارک حسین سید - ۶۵، ۶۴ - | محمد حیا - ۱۷۵ - |
| مجید الدین احمد خاں - ۳۸ - | محمد خاں عرب الملک - ۳۲ - |
| محبت بہاء الدین سید - ۹۹ - | محمد خاں (عرف بدوح میاں) - ۱۰۲، ۱۰۳ - |
| محبت خاں ابن عاقلہ رحمت خاں - ۱۳۶ - | محمد شفیع مرزا - ۱۴۹ - |
| محبوب الزمیں (تذکرہ شعراء دکن) | محمد شاہ ابن بہمن شاہ - ۱۶۸ - |
| ۱۲۹، ۱۶۵، ۱۹۰ - | محمد شاہ ثالث - ۱۶۸ - |
| محبوب المقلوب - ۱۱۰، ۱۰۷، ۱۰۶ - | محمد شاہ ثانی - ۱۶۸ - |
| محبوب نظام - ۱۲۱ - | محمد علی خاں - ۱۹۱ - |
| محبوب السعانی - ۱۱ - | محمد قادری - ۱۸۳، ۱۸۶ - |
| محبوب فی المنین (تذکرہ اولیاء دکن) | محمد قطب شاہ - ۱۶۸ - |
| ۶۲، ۵۶، ۶۲، ۶۸، ۸۸ - | محمد مرتضیٰ - ۹۰ - |
| محبوب علی خاں (غفران مکان) نوادہ | محمد ملنگ - ۴۱ - |
| ۱۸۰، ۱۹۴، ۱۹۵ - | محمود دکنی - ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳ - |
| مختصر نامہ - ۵۰، ۴۹ - | محمود سلطان، غزنوی - ۱۰۰ - |
| محموظ - ۱۵۹ - | مصطفیٰ شیخ غلام سیدانی - ۱۵۵، ۱۵۰ - |
| محموظ خاں بن کریم خاں - ۴۵، ۴۳ - | محمی الدین - ۶۳ - |
| محموظ خاں - نواب - ۱۶۲ - | محیط کلخ - ۵۲ - |
| محمد بن حنفہ - ۹۶، ۹۷ - | منحنی - ۱۳۴ - |
| محمد بن نور المنحنی - ۷۵ - | مدرا - ۱۱۷، ۱۱۸ - |
| محمد جیون - ۴۹ - | مدرا س - ۱۷، ۱۸، ۲۱ - |
| محمد پناہ - ۶۳ - | مدور (پرگنہ) - ۱۵۴ - |

- مدینہ - ۱۱۴ - مفتاح الصلوات - ۵۲ -
 مراۃ الوجود - ۷۵ - مفتاح البحث - ۳۹ -
 مراد آباد - ۴۰ - مفید الصیبان - ۱۰۳ -
 مرتضیٰ خاں - ۶۵ - مفید عام (پریس) - ۱۸ -
 مرتضیٰ غلام - ۱۴۲، ۱۴۰ - مقولات عضدیہ - ۱۹۲ -
 مردان علی خاں نظام محمد - ۱۴۱ - مکتبہ مجملہ - ۱۴۰ -
 مرشد آباد - ۱۴۶، ۱۴۵ - ملقط الدیر فی القوائد الغرر - ۱۹ -
 مرغنامہ (نئی) - ۱۴۸ - ملفوظ - ۸۰ -
 مسامرة المسموع فی صنوع المسموع - ۱۹ - ملک شاہ - ۳۵ تا ۳۲ -
 ناتان عسلی - ۶۴، ۶۶ - ملکہ مصر قصہ - ۱۴۵ تا ۱۴۰ -
 مسلم ابن عقیل - ۹۵ - ملیح آباد - ۱۲۱ تا ۱۲۲ -
 مشکات - ۵۲ - ممتاز - ۱۶۰ -
 مصد وراثت، الشہان حکیم میر - ۱۴۵ - ممتاز، عاشق علی خاں - ۱۶۲ -
 مطلع انوار - ۱۰۲، ۱۰۳ - مناقب شجاعیہ - ۵۶ -
 مطلع البدرین فمین یوتی اجر مرمین - ۱۹ - منہج قمر الدین - ۱۵۰ -
 منظر - ۱۶۲، ۱۶۰ - منہج الطیر - ۷۳ -
 منظر علی میر - ۵۶ - منظر محمد - ۱۴۱ -
 معراج العاشقین - ۳۰، ۳۱ - منہج - ۱۶۰ -
 معراج نامہ - ۶۰، ۶۲ - من لکھنؤ - ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۹۰ -
 معقول - ۱۶۳ - منہج الانوار - ۵۲ -
 مغفرت مآب قمر الدین خاں، نواب - ۶۲ - امیر الملک، نواب - ۱۳۲ -

- موتی محل (کتب خانہ شاہان اودھ) ۱۲۸ - 'نافع' ط ۱ - ۱۵۷ -
 موزون - ۱۶۱ - نجیب الدین شیخ - ۱۹۱ -
 موسیٰ خاں - ۱۶۱ - نخبی ضیاء الدین - ۱۸۱، ۱۸۳ -
 موسیٰ - ۱۲۱، ۱۹۰ - ندائی - ۷۴ -
 موسیٰ شیخ (ابن شیخ داؤد) - ۷۵ - ندی محمد صلح - ۱۶۰ -
 مومن حکیم سید مومن خاں - ۱۵۱ - نرجن داس - ۸۹ -
 مہدی علی خاں سید - ۱۹۷ - نسل عبد الغفور - ۱۳۶ -
 مہمان - ۱۷۷ تا ۱۱۹ - نسائی - ۱۶۰ -
 میر تقی مرثیہ گو - ۱۷۲ - نشاطی ابن - ۱۸۲ -
 میر تقی میر - ۱۷۷، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۵۲ - نصر اللہ - ۱۵۲ -
 ۱۵۱، ۱۶۰، ۱۶۵، ۱۶۶ - نصرت آباد - ۸۵، ۹۰ -
 میرٹھ - ۱۳۰ - نصیر الدین - ۱۱۲، ۱۱۶ -
 میر علی فیاض - ۱۵۷ - نصیر الدین شیخ - ۸۰ -
 میواڑ - ۱۲۱ - نظام علی خاں بہادر نواب - ۱۳۱، ۱۷۷ -
 نظامی گنجوی - ۱۵۹ - نفحات الشہداء (نفحات الشہداء) ۹۷ تا ۹۹ -
 نادر درگا پرشاد - ۱۱۷، ۱۳۰، ۱۴۹ - نفس الرحمانی - ۷۵ -
 نادر شاہ - ۱۳۶ - نکات الشعراء - ۱۲۰، ۱۶۵ -
 ناسخ - ۱۲۶ - نور الایضاح - ۴۱ -
 ناصر جنگ نواب - ۱۵۷، ۱۶۲ - نور الدین علی قسطنطینی - ۱۱۰ -
 ناصر علی - ۱۶۰ - نور المعرفت - ۱۲۰ -

ن

- نورجہاں - ۱۵۸ -
 نورنامہ - ۶۲، ۳۲ -
 نوشیروان عادل - ۱۳۱ -
 نوکشور، مطبع - ۱۵۱، ۱۴۱ -
 نوکشور، منشی - ۱۴۱ -
 دلی، اورنگ آبادی - ۱۳۹، ۹۱ -
 حالات - ۱۳۹ تا ۱۳۸ -
 کلیات - ۱۳۹ تا ۱۴۳ -
 تصنیفات - ۱۴۰ -
 دلی اللہ - ۹۲ -
 دلی اللہ، مولوی - ۱۸ -
 دلی محمد (میر فیاض) - ۹۲، ۱۰۶، ۱۱۱، ۱۱۳ -
 ہدایت السندی - ۶۴، ۶۵ -
 ہدایت بیگ - ۱۳۲ -
 ہدایت نامہ - ۱۹۴ -
 ہدایا - ۵۲، ۱۰۵ -
 ہزار مسئلہ - ۵۲، ۵۴ -
 ہزبر، ہزبر علی، ہزرا محمد بہادر - ۱۴۳ -
 ہشت بہشت - ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸ -
 ۱۱۲، ۱۱۶ -
 ہلالی - ۱۰۴ -
 ہفت، میر حاتم - ۱۴۴، ۱۴۱ -
 ہمت - ۱۶۰، ۱۶۱ -
 ہمتا - ۱۶۰ -
 وفات نامہ حضرت خاتون جنت - ۵۸ -
 وفات نامہ حضرت رسالت پناہ - ۵۴ -
 یزید (بن معاویہ) - ۹۵، ۹۸ -
 واجد علی شاہ - ۱۴۳ -
 دارث علی - ۱۹۱ -
 دارث محمد - ۸۴ -
 واضح، بھوانی داس - ۱۵۶، ۱۵۳ -
 والا جاہ محمد علی خان، نواب - ۱۸، ۱۰۳ -
 وجدی، وجہ الدین شیخ - ۷۱ -
 وحشی، نثار - ۱۶۲ -
 وحید - ۱۶۲ -
 دودا، سلیمان قلی خان - ۱۵۰ -
 وزیر علی - ۷۵ -
 وزیر علی خان - ۱۵۳ -
 وصف، ہاشم بیگ، مرزا - ۱۲۹، ۱۳۲ -
 وفات نامہ حضرت خاتون جنت - ۵۸ -
 وفات نامہ حضرت رسالت پناہ - ۵۴ -
 یزید (بن معاویہ) - ۹۵، ۹۸ -

- یعقوب - ۱۱۴، ۱۱۸ - یوسف حسین محمد - ۳۱، ۱۷ -
یقین (مصنف فقہ البین) - ۴۱ - یوسف محمد - ۷۴ -

